كتاب الجُمعة والعِيدَين

فضائل | **مسائل** | **اعمال** | **فقهی ابحاث**

- جمعہ کے فضائل، مسائل اور مسنون اعمال
- شبِ جمعہ کے فضائل اور مسنون اعمال
- جمعہ کے دن پائی جانے والی عمومی کوتاہیاں اور ترکِ جمعہ کی وعیدیں
- عیدین کے فضائل اور سنن و آداب
- صدقہ فطر کے احکام و مسائل
- قربانی کے فضائل اور مسائل و احکام
- عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور مسنون اعمال
- ایامِ تشریق کے فضائل، مسائل اور مسنون اعمال

مرتب: بندہ محمد سلمان غفرلہ

فہرست

كِتَابُ الْجُمُعَةِ

پہلی فصل ـــــ جمعہ کے فضائل کا بیان

جمعہ کے دن کے فضائل : 31

پہلی فضیلت :جمعہ سب سے بہترین دن ہے : 31

دوسری فضیلت: جمعہ سب سے افضل دن ہے : 31

تیسری فضیلت: جمعہ تمام دِنوں کا سردار ہے : 31

چوتھی فضیلت: جمعہ سب سے زیادہ عظمت والا دن ہے : 32

پانچویں فضیلت: جمعہ کا دن عید اور بقرہ عید سے بھی زیادہ عظمت والا دن ہے :............... 32

چھٹی فضیلت: جمعہ کے دن کی پانچ خصلتیں : 32

ساتویں فضیلت: جمعہ کے دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں : 32

آٹھویں فضیلت: جمعہ کی رات اور دن دونوں روشن و چمکدار ہیں : 33

نویں فضیلت: جمعہ کے دن مَرنے والا عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے :........................ 33

دسویں فضیلت: جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے:.............................. 33

گیارہویں فضیلت: جمعہ کا دن مسلمانوں کا عید کا دن ہے : 34

بارہویں فضیلت: جمعہ کے دن کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے:............................. 35

تیرہویں فضیلت: جمعہ کے دن چھ لاکھ افراد کا جہنم سے آزاد ہونا:........................ 35

چودہویں فضیلت: جمعہ کے دن جہنم کو دہکایا نہیں جاتا : 36

پندرہویں فضیلت: جمعہ کا سلامتی کے ساتھ گزر جانا ہفتہ بھر کی سلامتی کا ذریعہ ہے : 36

سولہویں فضیلت: جمعہ کا دن اِس اُمّت کیلئے اہلِ کتاب کے مقابلے میں عطیہ خداوندی ہے : 36

سترہویں فضیلت: جمعہ کا دن مغفرت کا ہے :.. 38

اٹھارہویں فضیلت: جمعہ کے دن نیکیاں دوگنی کردی جاتی ہیں : 38

انیسویں فضیلت: مدینہ منوّرہ میں جمعہ دوسری جگہوں میں ایک ہزار جمعہ کے برابر ہے:.......... 38

بیسویں فضیلت: جمعہ کے دن اعمال کا اجر بڑھ جاتا ہے :................................. 38

شب جمعہ کے فضائل : 39

شبِ جمعہ مرنے والوں کا قبر کے فتنہ سے محفوظ ہونا : 40

شبِ جمعہ مرنے والوں کا شہید مرنا اور قبر کے عذاب سے محفوظ ہونا : 40

شبِ جمعہ مرنے والوں کے عمل کا جاری ہونا : 40

جمعہ کی شب بنی آدم کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش کیے جاتے ہیں : 41

جمعہ کی رات خوبصورت رات ہے : 41

جمعہ کی نماز میں پیدل آنے کے فضائل : 41

ہر قدم پر ایک سال کے صیام و قیام کا ثواب: 42

ہر قدم پر نماز اور روزے کا اجر: 42

ہر قدم پر بیس نیکیاں : 42

جمعہ کی نماز میں حاضر ہونے کے فضائل : 43

جمعہ سے جمعہ تک گناہوں کی معافی : 43

دس دن کے گناہوں کی معافی : 43

جمعہ میں جلدی آنے والوں کی بالترتیب فضیلت : 44

ایک سال کے صیام و قیام کا ثواب : 44

دو سو سال کے عمل کے برابر اجر : 45

اجر کے حصے ملتے ہیں : 45

ہر قدم پر نماز اور روزے کا اجر: 46

جمعہ کا اہتمام کرنے والوں کا جنّت مین عزت و اِکرام کے ساتھ داخلہ :........................ 47

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے فضائل:.. 48

دوسری فصل ـــــ ترکِ جمعہ کی وعیدیں

جمعہ ترک کرنے والوں کے دلوں پر مہر: 52

جمعہ ترک کرنے والوں کا گھر بار جلادینے کے قابل ہے: 53

بغیر کسی عذر کے جمعہ ترک کرنے والا منافق ہے:.. 53

جمعہ ترک کرنے والوں سے اللہ تعالی بے پرواہ ہوجاتے ہیں:.. 54

جمعہ ترک کردینا شراب پینے سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے: 54

بغیر عذر کے جمعہ ترک کرنے والا اسلام کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے : 54

جمعہ ترک کرنے پر کفارہ اداء کرنا: 55

بغیر عذر کے جمعہ ترک کرنے کا کوئی کفارہ نہیں : 55

جمعہ ترک کرنے والے پر اللہ تعالی کا غضب نازل ہوتا ہے:.. 56

جمعہ ترک کرنے والے شیطان کا شکار ہوتے ہیں: 56

جمعہ ترک کرنے والوں کیلیئے نبی کریم ﷺ کی بددُعاء : 56

تیسری فصل ـــــ جمعہ کی رات اور دن کے اعمال

شبِ جمعہ کے اعمال :.. 57

پہلا عمل :گناہوں سے لازمی اجتناب : 57

دوسرا عمل: عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے اداء کرنا : 58

تیسرا عمل: جمعہ کی رات سورۃ الدّخان اور یٰس پڑھنا : 59

چوتھا عمل : جمعہ کی رات سید الاستغفار پڑھنا : 59

پانچواں عمل: جمعہ کی شب درود شریف کثرت سے پڑھنا : 60

چھٹا عمل : جمعہ کی شب دعاؤں کی کثرت کرنا : 62

ساتواں عمل : جمعہ کی شب کو حافظہ تیز کرنے اور قرآن کریم حفظ کرنے کا ایک خاص عمل : 62

جمعہ کے دن کے اعمال: 64

پہلا عمل : جمعہ کے دن صبح کی نمازسے پہلے استغفار پڑھنا : 64

دوسرا عمل :جمعہ کے دن صبح کی نماز کا خصوصی اہتمام : 65

تیسرا عمل: جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدہ اور دھر پڑھنا :......................... 65

چوتھا عمل : جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے خصوصاً اجتناب کرنا :.................... 65

پانچواں عمل: جمعہ کے دن غسل کرنا : 66

چھٹا عمل : مسواک کرنا : 67

ساتواں عمل :اچھے کپڑے پہننا: 68

آٹھواں عمل :عمامہ باندھنا : 69

نواں عمل :خوشبو لگانا : 70

دسواں عمل : ناخن اور مونچھیں کاٹنا: 71

گیارہواں عمل :زیرِ ناف بالوں کی صفائی : 71

بارہوں عمل: جمعہ کیلئے جلدی جانا: 73

تیرہوں عمل: جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت ترک کردینا : 75

چودھواں عمل: جمعہ کیلئے سکون و وقار کے ساتھ جانا: 75

پندرہواں عمل: جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہونے کی دعاء: 76

سولہواں عمل: صلاۃ التسبیح پڑھنا : 76

سترہواں عمل: جمعہ کی نماز پڑھنا: 77

اٹھارہواں عمل: جمعہ کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا: 78

انیسواں عمل: جمعہ کی نماز اور خطبہ کے آداب کو ملحوظ رکھنا: 78

بیسواں عمل: جمعہ کی نماز کے بعد کے اوراد و اَذکار : 79

اکیسواں عمل: جمعہ کے دن کے سات جنّت میں لے جانے والے قیمتی اعمال: 80

بائیسواں عمل: جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھنا: 84

تئیسواں عمل :جمعہ کے دن سورہ ھود پڑھنا : 85

چوبیسواں عمل: جمعہ کے دن سورہ آلِ عمران پڑھنا : 85

پچیسواں عمل: جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرنا:.......................86

چھبیسواں : جمعہ کے دن ذکر کی کثرت کرنا : 86

ستائیسواں عمل: جمعہ کے دن عصر کے بعد کا ایک خاص درود شریف :...........86

اٹھائیسواں عمل : جمعہ کے دن دعاء کی کثرت کرنا : 87

چوتھی فصل ـــــ جمعہ کے دن پائی جانے والی کوتاہیاں

پہلی کوتاہی : جمعہ کے دن کا آغاز ہی اللہ کی نافرمانی سے کرنا :...................88

دوسری کوتاہی : جمعہ نہ پڑھنا : 89

تیسری کوتاہی :غسل نہ کرنا : 90

تیسری کوتاہی :تنظیف و زینت کو ترک کرنا : 90

چوتھی کوتاہی : ناجائز زینت اختیار کرنا:..91

پانچویں کوتاہی : جمعہ کی نماز میں تاخیر سے آنا : 94

چھٹی کوتاہی : خطبہ نہ سننا ،فضولیات میں مشغول رہنا : 94

ساتویں کوتاہی : لوگوں کی گردنیں پھلانگنا:..95

آٹھویں کوتاہی: جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا : 97

نویں کوتاہی : جمعہ کے دن بھی گناہوں سے باز نہ آنا : 97

دسویں کوتاہی : جمعہ کی سنتیں نہ پڑھنا۔ 98

گیارہویں کوتاہی :جمعہ کا وقت داخل ہونے کے بعد سفر کرنا۔ 99

پانچویں فصل ـــــ جمعہ کے مسائل اور مباحثِ فقہیہ

لفظِ "جمعۃ" کے اعراب :.. 99

جمعہ کا حکم :.. 100

جمعہ کی فرضیت کا ثبوت : 100

جمعہ کو "جمعہ" کیوں کہا جاتا ہے ؟.. 100

جمعہ کے دن کیا ہوا اور کیا ہو گا :.. 101

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و قبض کا واقعہ جمعہ کے دن پیش آیا: 101

حضرت آدم علیہ السلام کا جنّت میں داخلہ اور جنّت سے خارجہ جمعہ کے دن ہوا:.................... 102

جمعہ کے دن قیامت قائم ہوگی : 102

جمعہ کے دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا : 103

یومِ جمعہ افضل ہے یا یومِ عرفہ ؟ 103

جمعہ کی ساعتِ اجابت یعنی قبولیت کی گھڑی کی مفصّل تحقیق : 103

ساعتِ اِجابت کے بارے میں روایات: 103

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کب ہوتی ہے ؟ 104

جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں تفصیلی اقوال: 105

جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں گیارہ مشہور اقوال : 107

جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں دو مشہور قول : 108

ساعتِ اِجابت کے بارے میں قولِ راجح : 109

نمازِ جمعہ کی شرائط : 110

نماز جمعہ واجب ہونے کی شرطیں: 111

شرائطِ وجوب کا حکم : 111

نماز جمعہ صحیح ہونے کی شرطیں: 112

شرائطِ صحت کا حکم :..112

جمعہ فی القریٰ: 113

مصر کی تعریفات :..113

مصر کی راجح تعریف :..115

فناء شہر کی مقدار و تحدید:..115

فناءِ مصر کی تعریف: 116

شہر سے باہر کن لوگوں پر جمعہ لازم ہے :..116

جمعہ کا غسل :..117

جمعہ کے غسل کا حکم : 117

جمعہ کے غسل کے فضائل :..118

جمعہ کا غسل واجب ہے یا سنّت : 120

جمعہ کا غسل نماز کیلئے ہے یا جمعہ کے دن کیلئے:..120

کیا غسلِ جمعہ سے نمازِ جمعہ ضروری ہے ؟..121

جمعہ کا وقت :... 121

جمعہ کا وقتِ جائز :... 121

جمعہ کا وقتِ مستحب :... 122

جمعہ کی نماز کے دوران وقت کا نکل جانا :... 123

جمعہ کی اذان :... 123

جمعہ کی دو اذانوں کا پس منظر :... 124

جمعہ کی اذانِ ثالث کا مطلب :... 125

جمعہ کی اذان کے بعد کے احکام :... 126

خرید و فروخت کی مُمانعت میں کون سی اذان کا اعتبار ہے:... 126

جمعہ کی اذان کے بعد بیع کا حکم :... 127

جمعہ کا خطبہ :... 127

جمعہ کے خطبہ کے فرائض:... 127

جمعہ کے خطبہ کی سنتیں اور مستحبات :... 128

جمعہ کے خطبہ کے ممنوعات و مکروہات:........................ 130

جمعہ کے خطبہ کا حکم :........................ 132

جمعہ کا ایک خطبہ پڑھنا :........................ 132

جمعہ کا خطبہ دو رکعت کے قائم مقام ہے:........................ 133

خطبہ کے اندر نیت کی شرط:........................ 133

خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا :........................ 133

خطبہ میں کم از کم کتنے افراد کا شریک ہونا ضروری ہے :........................ 134

خطبہ اور نماز کے درمیان کتنا فصل کیا جاسکتا ہے :........................ 134

خطبہ کا غیر عربی میں ہونا :........................ 135

خطبہ کا اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع کرنا :........................ 136

خطبہ میں حاکم کیلئے دعاء کرنا :........................ 137

خطبہ کے دوران آنے والے کا نماز پڑھنا :........................ 137

خطبہ کے دوران کلام کرنا :........................ 139

خطبہ سے پہلے یا بعد میں کلام کرنا : 139

جمعہ کی نماز میں اِدراکِ جماعت کی آخری حد : 140

جمعہ کے دن ظہر پڑھنا : 140

جمعہ کم ازکم کتنے لوگوں کے اندر منعقد ہوتا ہے ؟........................ 141

جمعہ کی جماعت کے کم سے کم افراد کی تفصیل : 141

جمعہ کی سننِ قبلیہ و بعدیہ کی تفصیل : 142

جمعہ کی نماز کا میدان میں ہونا : 144

جمعہ اور عید ایک ہی دن جمع ہوجائیں تو کیا جمعہ بھی ضروری ہے : 144

کِتَابُ الْعِیدَیْنِ

عیدین کی مشروعیت: 146

ہولی دیوالی ، کرسمس ڈے اور دیگر عیدوں کو منانا : 147

لفظِ عید کی وضاحت اور اُس کی وجہ تسمیہ: 148

پہلی فصل ـــــ عیدین کے فضائل و آداب

عید الفطر کے فضائل : 149

پہلی فضیلت :عید الفطر کا دن انعام ملنے والا دن ہے :.............................. 149

دوسری فضیلت :عید الفطر مسلمانوں کا مذہبی طور پر خوشی کا دن ہے : 150

تیسری فضیلت :عید الفطر کا دن اللہ تعالیٰ کی رضاء و مغفرت اور دعاء کی قبولیت کا دن ہے:....... 150

شبِ عید میں عبادت کا اہتمام : 151

شبِ عید کے فضائل : 152

پہلی فضیلت :عید الفطر کی رات انعام والی رات ہے : 152

دوسری فضیلت :عیدین کی شب میں عبادت کرنے والے کا دل قیامت کے دن مردہ نہیں ہوگا : .. 152

تیسری فضیلت :عیدین کی شب میں عبادت کرنے والے کے لئے جنت کا واجب ہونا: 153

چوتھی فضیلت :عیدین کی شب میں کی جانے والی دعاء رد نہیں ہوتی: 153

عیدین کے سنن و مستحبات: 153

عید گاہ میں نماز اداء کرنا : 154

عیدین کی نماز کہاں اداء کرنا افضل ہے ؟ 155

عیدین کیلئے پیدل جانا : 155

عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر نکالنا : 156

عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ میٹھی چیز کھانا : 156

عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا : 156

عید گاہ جانے آنے کا راستہ تبدیل کرنا : 157

راستہ تبدیل کرنے کی بیس وجوہات : 157

اچھے سے اچھا کپڑا اور اچھی سی اچھی خوشبو کا اہتمام : 159

دوسری فصل ـــــ عیدین کی نماز کے مسائل اور فقہی ابحاث

عیدین کی نماز کا حکم : 159

عیدین کا وقت : 160

عیدین کی نماز میں اذان و اقامت : 160

عیدین میں نماز سے قبل خطبہ دینا : 161

جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں تقدیم و تاخیر کے فرق کی وجوہات : 162

عیدین کی نماز میں مسنون قراءت: 162

عیدین سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنا: 163

عورتوں کا مساجد اور عید گاہ میں حاضر ہونا: 164

عیدین کی نماز میں کتنی زائد تکبیرات ہیں ؟ 167

پہلا اختلاف : تکبیراتِ زائدہ کی تعداد کتنی ہے: 167

دوسرا اختلاف : زائد تکبیراتِ زائدہ کا موضع اور مقام کیا ہے: 168

کیا نمازِ استسقاء میں تکبیراتِ زائدہ ہیں ؟ 168

نمازِ عید کے دوران وقت کا نکل جانا: 169

نمازِ عید پہلے روز اداء نہ کرنا: 169

کیا عیدین کی نماز کو پہلے دن سے مؤخر کرسکتے ہیں ؟ 170

عیدین کی نماز کی قضاء کرنا: 170

عیدین کی نماز انفرادی طور پر اداء کرنا: 171

تیسری فصل ـــــ صدقہ فطر کے احکام و مسائل

صدقۃ الفطر کے فضائل:.......... 171

صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا نصاب :.......... 172

صدقہ فطر کے نصاب میں ائمہ کا اختلاف:.......... 173

صدقہ فطر واجب ہونے کی شرائط:.......... 173

صدقہ فطر کا حکم اور اُس میں ائمہ کرام کا اختلاف :.......... 174

صدقہ فطر کی حکمت :.......... 174

صدقہ فطر کی مقدار:.......... 175

صدقہ فطر کی مقدار میں ائمہ کا اختلاف:.......... 175

صدقہ فطر میں قیمت دینا :.......... 176

صدقہ فطر واجب ہونے کا وقت:.......... 176

عید کے دن سے پہلے بھی صدقہ فطر اداء کیا جاسکتا ہے:.......... 177

صدقہ فطر کو کتنا پہلے اداء کیا جاسکتا ہے:.......... 177

صدقہ فطر کی ادائیگی کا مستحب وقت:.......... 177

صدقۃ الفطر کے وقت کی مختلف صورتوں کی تفصیل :............................178

صدقہ فطر کس کس کی طرف سے اداء کرنا لازم ہے : 179

کس کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں؟..179

صدقہ فطر کے بارے میں پائی جانے والی چند عمومی کوتاہیاں : 181

غیر صاحب نصاب شخص کیلئے بھی صدقہ فطر اداء کرنا بہتر ہے :...........................181

صدقہ فطر کا مستحق:..182

زکوۃ اور صدقہ فطر میں فرق:..182

چوتھی فصل ـــــ عشرہ ذی الحجہ کے فضائل و اعمال

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل: 183

پہلی فضیلت: ذی الحجہ کی دس راتوں کی قسم : 184

دوسری فضیلت :سب سے افضل اور عظمت والے ایّام:..................................184

تیسری فضیلت:عشرہ ذی الحجہ کے اعمال کا سب سے زیادہ محبوب ہونا: 185

چوتھی فضیلت :عشرہ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے: 185

پانچویں فضیلت :عشرہ ذی الحجہ کی ہر رات کی عبادت کا ثواب شبِ قدر کے برابر ہے:........... 185

عشرۂ ذی الحجہ افضل ہے یا رمضان کا آخری عشرہ ؟ 185

عشرہ ذی الحجہ کے اعمال:... 186

پہلا عمل : ناخن اور بال کاٹنے سے احتراز: 186

دوسرا عمل :عبادت کی کثرت: 187

تیسرا عمل : روزوں کا اہتمام: 187

چوتھا عمل : عرفہ کے روزے کا خصوصی اہتمام:.................................. 188

پانچواں عمل :تسبیح ،تحمید ،تہلیل اور تکبیر کی کثرت:............................. 188

چھٹا عمل :شب بیداری :.. 189

ساتواں عمل: شبِ عید کا خصوصی اہتمام : 189

عشرۂ ذی الحجہ میں ناخن اور بال کاٹنے کی تفصیل : 190

ناخن اور بال کاٹنے کا حکم :... 190

ناخن اور بال کاٹنے کا حکم کس کیلئے ہے : 190

بال اور ناخن نہ کاٹنے کی حکمت: 191

پانچویں فصل ـــــ قربانی کے فضائل ،مسائل اور مباحثِ فقہیہ

لفظ "اضحیہ" کے اعراب اور معنی : 191

قربانی کی اہمیت : 192

قربانی کے لفظ کا معنی اور اُس کی صورتیں : 192

قربانی کے فضائل : 193

قربانی نہ کرنے کی وعیدیں : 196

قربانی کا حکم : 197

قربانی کس پر واجب ہے ؟ 198

قربانی کی شرائط : 198

شرائطِ وجوب : 198

شرائطِ صحت : 199

شرائطِ مختلف فیہا : 200

حاجی پر قربانی کا لازم ہونا :.. 200

نابالغ پر قربانی کا لازم ہونا: 200

مسافر پر قربانی کا لازم ہونا : 201

اضحیہ کی اقسام :.. 202

قربانی کے جانور :.. 202

قربانی کے جانوروں میں ائمہ کا اختلاف :.. 203

قربانی کے جانوروں کی عمریں :.. 203

قربانی کے جانوروں کی عمروں میں ائمہ کا اختلاف :.. 203

جَذع کی تفصیل : 204

جَذع من الضّان کی تعریف :.. 205

جَذع من الضان کی تفسیر میں ائمہ کا اختلاف : 205

جذع کا حکم :.. 206

جذع من الضان کے جواز میں اختلاف :.. 206

"عَتُود" کا معنی اور حکم: 206

جانور کی خریداری: 207

قربانی کا جانور قرض لیکر یا ادھار پر خریدنا: 208

قربانی کا جانور قسطوں پر خریدنا: 209

قربانی کا جانور تول کر یعنی وزن کر کے خریدنا یا بیچنا: 209

جانوروں کے اعضاء میں قطع کی مانع مقدار: 209

قربانی کے جانوروں میں عیوبِ مانعہ کی تفصیل: 210

کان: 210

آنکھ: 210

دُم: 211

لنگڑا پن: 211

لاغری: 211

سینگ: 211

دانت: 212

زبان : 212

خنثیٰ: 212

گابھن: 212

بانجھ: 212

مجنون : 213

تھن : 213

عیبِ حادث یا طاری کا حکم : 213

عیبِ حادث والے جانور کے جواز میں ائمہ کا اختلاف : 214

قربانی کے جانوروں میں پسندیدہ خصوصیات : 214

قربانی کے افضل ہونے میں ائمہ کااختلاف:....................................... 215

قربانی میں کیا افضل ہے ؟ 216

قربانی کے ایام اور اوقات:.. 217

قربانی کا مستحب وقت : 217

قربانی کے ایام اور اوقات میں فقہاء کا اختلاف : 217

پہلا اختلاف : قربانی کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے ؟ 218

دوسرا اختلاف : قربانی کا وقت کب تک رہتا ہے؟.. 218

تیسرا اختلاف :درمیان میں کس کس وقت قربانی کی جاسکتی ہے ؟ 219

ذبح سے متعلّق مسائل و مباحث :.. 219

ذبح کا وقت 219

ذبح کا وقت کب شروع ہوتا ہے ؟.. 220

ذبح اسلامی کی تین بنیادی شرائط :.. 221

ذبح کرنے کا طریقہ : 221

بوقتِ ذبح تسمیہ اور تکبیر کا حکم : 222

متروک التسمیۃ کی حلت و حرمت کی تفصیل : 222

بوقتِ ذبح درود پڑھنا :.. 223

ذبیحہ پر رحم و شفقت اور قربانی کے سنن و آداب سے متعلّق احادیثِ طیّبہ : 223

ذبح کے مستحبات :.. 225

ذبح کے وقت کے مکروہ کام :... 226

ذبح کون کون کر سکتا ہے: 227

کس کا ذبح کرنا بہتر ہے:.. 227

کتابی سے ذبح کروانا : 228

ذبح کرنے میں قربانی کے جانور کی جگہ کا اعتبار ہے :............................ 228

کیا اونٹ کا نحر اور بقر و غنم کا ذبح ضروری ہے ؟................................. 228

رات کو ذبح کرنا :.. 229

مسئلہ ذکاۃ الجنین :.. 229

ذبح کے بعد سے متعلّق مسائل:... 230

کھال کے احکام : 230

جانور کی کیا کیا چیزیں کھانا حرام ہیں ؟ 231

گوشت کے مسائل 231

اشتراک فی الاضحیۃ یعنی مشترکہ قربانی : 232

اشتراک فی الاضحیۃ کی اقسام : 232

مشترکہ قربانی کے جواز کی شرائط : 232

اونٹ میں کتنے حصے ہوسکتے ہیں ؟ 233

شرکاءکا جہتِ قربت میں متحد ہونا : 233

کیا ایک جانور گھر بھر کی طرف سے کافی ہوسکتا ہے ؟ 233

کب تک شریک کر سکتے ہیں ؟ 234

کسی شریک کا اپنے حصہ کی قیمت سے زیادہ دینا: 235

مشترکہ قربانی کے گوشت کی تقسیم 235

شرکاء کی نیتوں کا مختلف ہونا: 235

تضحیہ عن الغیر : 236

تضحیہ عن المیت : 236

اگر قربانی نہ کی جاسکی ہو اور ایّامِ اضحیہ گزر جائیں:........................... 237

چھٹی فصل —— ایّامِ تشریق کے فضائل ،اعمال ،مسائل اور فقہی ابحاث

ایّامِ تشریق اور اُن کی وجہ تسمیہ : 238

ایام تشریق کے فضائل: 239

ایام تشریق کے اعمال : 239

پہلا عمل: کھانے پینے کا اہتمام : 239

دوسرا عمل: ذکر کی کثرت کرنا: 240

تیسرا عمل: نمازوں کے علاوہ بھی چلتے پھرتے تکبیر کی کثرت کرنا : 240

چوتھا عمل: ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا : 241

تکبیر تشریق کے مسائل: 241

ایّامِ تشریق سے متعلّق فقہی مسائل اور مباحث: 243

ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنا : 243

ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف : 244

ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی کی نذر ماننا:............................... 244

ایّامِ تشریق میں عمرہ کرنے کی ممانعت : 245

ایّامِ تشریق میں عمرہ کرنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف : 245

ایّامِ تشریق میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنا : 246

سال بھر کے روزے کی نذر میں ایّامِ تشریق داخل ہوں گے یا نہیں : 246

حجاج کرام کیلئے ایّامِ تشریق کی راتیں منی میں گزارنا ضروری ہے؟............................... 246

ایّامِ تشریق میں تکبیر کہنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف : 247

ایّامِ تشریق میں تکبیر کب سے کب تک کہی جائے گی : 247

ایّامِ تشریق میں تکبیر کہنے کا حکم : 248

تکبیراتِ تشریق کے کلمات : 248

تکبیراتِ تشریق کتنی مرتبہ کہی جائیں گی:............................... 248

قضاء نمازوں میں تکبیراتِ تشریق کہنا : 249

كِتَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا دن ایک مبارک اور عظیم دن ہے، اور اس میں پڑھی جانے والی نماز ایک انتہائی اہم نماز ہے۔

جمعہ کے بارے میں احادیث کے اندر مختلف جہتوں سے بحث کی گئی ہے، ذخیرہ احادیث میں جمعہ کے دن کے فضائل، ترکِ جمعہ کی وعیدیں، جمعہ کے دن کے مسنون اعمال، جمعہ کی نماز کے مسائل اور اس کے علاوہ کئی موضوعات سے متعلّق احادیث موجود ہیں، اور اُنہی حدیثوں کی تشریح میں فقہاء کرام نے بھی کتبِ فقہ میں "کتاب الجمعہ" کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

یہاں جمعہ سے متعلّق تمام تر تفصیلات کو اِن شاء اللہ مندرجہ ذیل پانچ میں ذکر کیا جائے گا:

☆— پہلی فصل: جمعہ کے فضائل کا بیان۔

☆— دوسری فصل: ترکِ جمعہ کی وعیدوں کا بیان۔

☆— تیسری فصل: جمعہ کے اعمال کا بیان۔

☆— چوتھی فصل: جمعہ سے متعلّق عمومی کوتاہیوں کا بیان۔

☆— پانچویں فصل: جمعہ کے مسائل اور مباحثِ فقہیہ۔

پہلی فصل —— جمعہ کے فضائل کا بیان

جمعہ کے دن کے فضائل:

بہت سی احادیث میں جمعہ کے دن کے فضائل اور اُس کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، چند ملاحظہ ہوں:

پہلی فضیلت: جمعہ سب سے بہترین دن ہے :

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: سب سے بہترین وہ دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ۔(مسلم:854)

ایک اور روایت میں ہے: سورج جمعہ سے زیادہ افضل کسی دن پر طلوع اور غروب نہیں ہوتا۔ اور جمعہ کے دن اِنسان اور جنات کے علاوہ تمام جانور ڈر رہے ہوتے ہیں (کیونکہ اس دن قیامت قائم ہوگی)۔ لَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ، وَلَا تَغْرُبُ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ تَفْزَعُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِلَّا هَذَيْنِ الثَّقَلَيْنِ: الْجِنِّ، وَالْإِنْسِ۔(صحیح ابن حبان:2770)

دوسری فضیلت: جمعہ سب سے افضل دن ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(نسائی:1284)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جمعہ سے زیادہ افضل دن پر سورج کبھی سورج طلوع اور غروب نہیں ہوا۔ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ۔(ترمذی:3339)

تیسری فضیلت: جمعہ تمام دِنوں کا سردار ہے :

ایک روایت میں ہے: جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ۔(ابن ماجہ:1084)

چوتھی فضیلت: جمعہ سب سے زیادہ عظمت والا دن ہے :

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سرداراور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں میں سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ، وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ۔(ابن ماجہ:1084)

پانچویں فضیلت: جمعہ کا دن عید اور بقرہ عید سے بھی زیادہ عظمت والا دن ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کے دن کی عظمت عید اور بقرہ عید کے دن سے بھی زیادہ ہے۔وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ۔(ابن ماجہ:1084)

چھٹی فضیلت:جمعہ کے دن کی پانچ خصلتیں:

اِس دن کی پانچ خصلتیں ہیں: (1)اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔(2)اِسی دن اُن کو زمین پر اتارا۔(3)اِسی دن اُن کو موت دی۔(4)اِس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اس میں جو چیز بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتے ہیں، بشرطیکہ کسی حرام چیز کا سوال نہ کرے۔(5)اسی دن قیامت قائم ہوگی۔فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ، خَلَقَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ، وَأَهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ، وَفِيهِ تَوَفَّى اللَّهُ آدَمَ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ۔(ابن ماجہ:1084)

ساتویں فضیلت:جمعہ کے دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں:

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرواِس لئے کہ یہ "یومِ مشہود" ہے یعنی اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ۔(ابن ماجہ:1637)

آٹھویں فضیلت: جمعہ کی رات اور دن دونوں روشن وچمکدار ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: خوبصورت رات اور روشن دن یعنی شبِ جمعہ اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى نَبِيِّكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْغَرَّاءِ، وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(شعب الایمان:2772)

ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا یہ اِرشادِ مَروی ہے: اس کی رات خوبصورت اور دن منوّر ہوتا ہے۔ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ أَزْهَرُ۔(الدعوات الکبیر:529)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: میرے سامنے دنوں کو پیش کیا گیا تو میں نے جمعہ کے دن کو دیکھا تو وہ مجھے اُس کی خوبصورتی اور نور بہت پسند آیا، اور میں نے اس میں ایک سیاہ نکتہ جیسی کوئی چیز دیکھی تو سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ اس دن میں قیامت قائم ہوگی۔ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَيَّامُ فَرَأَيْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَعْجَبَنِي بَهَاؤُهُ وَنُورُهُ، وَرَأَيْتُ فِيهِ كَهَيْئَةِ نُكْتَةٍ سَوْدَاءَ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ؟ فَقِيلَ: فِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ۔(مصنّف عبد الرزاق:5559)

نویں فضیلت: جمعہ کے دن مَرنے والا عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے:

جو مسلمان بھی جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب مر جائے اللہ تعالیٰ اُسے قبر کے فتنہ (عذاب وسوال) سے بچا لیتے ہیں۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ القَبْرِ۔(ترمذی:1074)

دسویں فضیلت: جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جمعہ کے دن میں ایسی گھڑی ہوتی ہے جس میں کوئی مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ سے کسی خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی دعاء قبول فرماتے ہیں اور اگر کسی چیز کے شر سے پناہ مانگے تو

اللہ تعالیٰ ضرور اُسے پناہ عطاء فرماتے ہیں۔فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللَّهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْهُ۔(ترمذی:3339)

گیارہویں فضیلت:جمعہ کا دن مسلمانوں کا عید کا دن ہے:

اے مسلمانو!بے شک یہ ایسا دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے عید کا دن بنایا ہے۔يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ تبارك وتعالى عِيدًا للمسلمين۔(مؤطاءمالک:452)

بے شک یہ (جمعہ کا دن) عید کا دن ہے،اللہ تعالیٰ نے اِس کو مسلمانوں کیلئے (عید کا دن) بنایا ہے۔إِنَّ هَذَا يَوْمُ عِيدٍ، جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ۔(ابن ماجہ:1098)

نبی کریم ﷺ کے سامنے جمعہ پیش کیا گیا،(جس کی صورت یہ بنی کہ)حضرت جبریل علیہ السلام اپنے ہاتھ میں ایک سفید شیشے جیسی کوئی چیز لے کر آئے جس کے درمیان میں نکتہ جیسا کچھ لگا ہوا تھا،آپ ﷺ نے اُس کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا:یہ جمعہ ہے جو آپ کے ربّ نے آپ کو پیش کیا ہے تاکہ یہ دن آپ کیلئے اور آپ کے بعد آپ کی قوم کیلئے عید بن جائے۔عُرِضَتِ الْجُمُعَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَ جِبْرِيلُ فِي كَفِّهِ كَالْمِرْآةِ الْبَيْضَاءِ فِي وَسَطِهَا كَالنُّكْتَةِ السَّوْدَاءِ، فَقَالَ:مَا هَذِهِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذِهِ الْجُمُعَةُ يَعْرِضُهَا عَلَيْكَ رَبُّكَ لِتَكُونَ لَكَ عِيدًا وَلِقَوْمِكَ مِنْ بَعْدِكَ۔(طبرانی اوسط:2084)

بے شک جمعہ کا دن عید اور ذکر کا دن ہے،پس تم اپنے عید کے دن کو روزے کا دن مت بناؤ،تم اُسے ذکر کا دن بناؤ،ہاں!یہ کہ تم اُس کو(روزہ رکھنے میں)اور دنوں کے ساتھ ملادو(کہ جمعرات یا ہفتے کا روزہ بھی ساتھ

رکھ لو تو صحیح ہے)۔إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمُ عِيدٍ وَذِكْرٍ، فَلَا تَجْعَلُوا عِيدَكُمْ يَوْمَ صِيَامٍ، وَلَكِنِ اجْعَلُوهُ يَوْمَ الذِّكْرِ إِلَّا أَنْ تَخْلِطُوهُ بِأَيَّامٍ۔(شعب الایمان:3584)

بارہویں فضیلت: جمعہ کے دن کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ البروج میں ﴿وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ﴾ میں جمعہ کے دن کی قسم کھائی ہے، کیونکہ "شاھد" سے جمعہ کا دن مراد ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: یومِ موعود یعنی جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قیامت کا دن ہے، یومِ مشہود جس میں سب حاضر ہوتے ہیں وہ عرفہ کا دن ہے، اور یومِ شاہد یعنی حاضر ہونے والا یا گواہی دینے والا دن جمعہ کا دن ہے۔اليَوْمُ المَوْعُودُ يَوْمُ القِيَامَةِ، وَاليَوْمُ المَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الجُمُعَةِ۔(ترمذی:3339)

جمعہ کے دن کے گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ دن نمازِ جمعہ میں حاضر ہونے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دے گا۔أَيْ: يَشْهَدُ لِمَنْ حَضَرَ صَلَاتَهُ۔(تحفۃ الأحوذی:9/182)

تیرہویں فضیلت: جمعہ کے دن چھ لاکھ افراد کا جہنم سے آزاد ہونا:

بے شک اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ ایسے لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو جہنم کے مستحق ہوچکے ہوں۔إِنَّ لِلَّهِ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ سِتَّمِائَةَ أَلْفِ عَتِيقٍ يَعْتِقُهُمْ مِنَ النَّارِ–قَالَ أَحَدُهُمَا فِي حَدِيثِهِ–كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ۔(مسند ابی یعلیٰ موصلی:3434)

چودہویں فضیلت: جمعہ کے دن جہنم کو دہکایا نہیں جاتا:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک جہنم کو جمعہ کے دن کے علاوہ روزانہ دہکایا جاتا ہے۔إِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(ابوداؤد:1083)

ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا یہ اِرشاد مروی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ روزانہ نصفِ نہار کے وقت جہنّم کی آگ کو دہکاتے ہیں اور جمعہ کے دن اُسے بجھادیتے ہیں۔إِنَّ اللهَ يُسَعِّرُ جَهَنَّمَ كُلَّ يَوْمٍ فِي نِصْفِ النَّهَارِ، وَيُخْبِتُهَا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔(طبرانی کبیر:22/60)

پندرہویں فضیلت: جمعہ کا سلامتی کے ساتھ گزر جانا ہفتہ بھر کی سلامتی کا ذریعہ ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جب رمضان سلامتی کے ساتھ گزر جائے تو سارا سال سلامت ہوجاتا ہے، اور جب جمعہ سلامتی سے گزر جائے تو سارا ہفتہ سلامتی کے ساتھ گزر جاتا ہے۔إِذَا سَلِمَ رَمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَةُ، وَإِذَا سَلِمَتِ الْجُمُعَةُ سَلِمَتِ الْأَيَّامُ۔(شعب الایمان:3434)

سولہویں فضیلت: جمعہ کا دن اِس اُمّت کیلئے اہلِ کتاب کے مقابلے میں عطیہ خداوندی ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: ہم دنیا میں بعد میں آئے ہیں اور قیامت کے دن شرف و مرتبہ میں سب سے آگے ہوں گے، ہاں! اتنی بات ہے کہ اہلِ کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہمیں اُن کے بعد کتاب دی گئی ہے، اور یہ (جمعہ) اُن کا وہ دن تھا جو اُن پر فرض کیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے اس میں اختلاف کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِس دن کی ہدایت فرمائی (یعنی عبادت کیلئے عطاء فرمایا) پس وہ اہلِ کتاب اِس دن میں ہمارے تابع ہیں، چنانچہ یہود نے اُس کے بعد والا (ہفتہ کا) دن اختیار کیا اور نصاریٰ نے اُس کے بعد

والا(اتوار کا)دن اختیار کرلیا۔نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، وَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَدَانَا اللهُ لَهُ، فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ، فَالْيَهُودُ غَدًا، وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ۔(مسلم:855)

فائدہ: بعض محققین علماء کرام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے ہفتے کے تمام دن رکھے کہ وہ اپنی مرضی اور اجتہاد سے کوئی دن عبادت اور اطاعت کیلئے مقرر کرلیں، یہود نے ہفتہ کا دن مقرر کیا یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن کائنات کی تخلیق شروع کرکے ہفتہ کے دن تخلیق مکمل فرمائی، لہٰذ افراغت والا دن عبادت کیلئے زیادہ موزوں ہے، نصاریٰ نے کہا کہ تخلیقِ کائنات کی ابتداء کا دن یعنی اتوار عبادت کیلئے زیادہ مناسب ہے، لیکن امّتِ محمدیہ نے اپنے لئے جمعہ کا دن منتخب فرمایا، کیونکہ اِس دن انسان کی تخلیق ہوئی ہے، جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اور حقیقت یہ ہے کہ امّتِ محمدیہ کا یہ انتخاب سب سے زیادہ مناسب اور بہتر قرار پایا، کیونکہ جس دن انسان کی تخلیق ہوئی ہے اور انسان وجود میں آیا ہے وہی دن سب سے زیادہ اِس بات کا مستحق ہے کہ اُس دن شکرِ نعمت کے طور پر عبادت واِطاعت کے زیادہ سے زیادہ کام سرانجام دیے جائیں۔(مرقاۃ:3/1009)

حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سفید آئینہ لیکر آئے جس میں نکتہ تھا، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ جمعہ کا دن ہے، آپ کو اور آپ کی امّت کو اِس دن کے ذریعہ فضیلت دی گئی ہے، اور یہود و نصاریٰ اس میں آپ کے تابع ہیں اور آپ سب کیلئے اس دن میں خیر و بھلائی ہے۔أَتَى جِبْرِيلُ بِمِرْآةٍ بَيْضَاءَ فِيهَا نُكْتَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا هَذِهِ؟» قَالَ: هَذِهِ الْجُمُعَةُ فُضِّلْتَ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ، فَالنَّاسُ لَكُمْ فِيهَا تَبَعٌ، الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، وَلَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ۔(مسند الشافعی:1/70)

سترہویں فضیلت: جمعہ کا دن مغفرت کا ہے :

ایک روایت میں ہے : بے شک اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِتَارِكٍ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا غَفَرَ لَهُ۔(طبرانی اوسط:4817)

اٹھارہویں فضیلت: جمعہ کے دن نیکیاں دوگنی کردی جاتی ہیں :

ایک روایت میں ہے :جمعہ کے دن(اعمال کی)نیکیاں دوگنی کردی جاتی ہیں۔تُضَاعَفُ الْحَسَنَاتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(طبرانی اوسط:7895)

انیسویں فضیلت: مدینہ منوّرہ میں جمعہ دوسری جگہوں میں ایک ہزار جمعہ کے برابر ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: میری اِس مسجد (مسجدِ نبوی) میں نماز پڑھنا مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے کے علاوہ دوسری تمام مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے کے برابر ہے، مدینہ منوّرہ میں رمضان المبارک کا مہینہ دوسری جگہوں میں ایک ہزار مہینے روزے رکھنے کے برابر ہے، اور مدینہ منوّرہ میں جمعہ کی نماز دوسری جگہوں میں ایک ہزار جمعہ کے برابر ہے۔صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ كَصِيَامِ أَلْفِ شَهْرٍ فِيمَا سِوَاهُ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ بِالْمَدِينَةِ كَأَلْفٍ فِيمَا سِوَاهُ۔(شعب الایمان:3852)

بیسویں فضیلت: جمعہ کے دن اعمال کا اجر بڑھ جاتا ہے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نیکیوں میں کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس نیکی سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں جو جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن کی جائے اور گناہوں میں کوئی گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس گناہ سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ نہیں جو جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن کیا جائے۔مَا فِي الحَسَنَاتِ حَسَنَةٌ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ حَسَنَةٍ تُعْمَلُ فِي لَيْلَةِ جُمُعَةٍ أَوْ يَوْمِ جُمُعَةٍ وَمَا مِنَ الذُّنُوبِ ذَنْبٌ أَبْغَضُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ ذَنْبٍ يُعْمَلُ فِي لَيْلَةِ الجُمُعَةِ أَوْ يَوْمِ الجُمُعَةِ۔(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر:8050)

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن صدقہ کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔الصَّدَقَةُ تُضَاعَفُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(ابن ابی شیبہ:5513)

ایک اور روایت میں حضرت کعب کا یہ اِرشاد منقول ہے:جمعہ کے دن میں نیکی(کے اجر)اور برائی(کے گناہ)کو بڑھا دیا جاتا ہے،اور یہ قیامت کا دن ہے۔أَنَّهُ لَتُضَاعَفُ فِيهِ الْحَسَنَةُ وَالسَّيِّئَةُ، وَأَنَّهُ لَيَوْمُ الْقِيَامَةِ۔(ابن ابی شیبہ:5514)

شب جمعہ کے فضائل :

جس طرح جمعہ کا دن ایک با برکت اور مبارک دن ہے ،اِسی طرح اُس کی رات بھی نہایت قیمتی اور سعادتوں سے بھری ہوئی ہے،یہی وجہ ہے کہ اُمّت کے اکابر بزرگانِ دین سے اِس شب کا خصوصی اہتمام کیا کرتے تھے،ذیل میں احادیثِ طیبہ کی روشنی میں اس کے چند فضائل ذکر کیے جارہے ہیں،جس سے اِس بابرکت رات کی عظمت کا کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

شبِ جمعہ مرنے والوں کا قبر کے فتنہ سے محفوظ ہونا :

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا شب میں انتقال کر جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے قبر کے فتنہ (عذاب اور سوال) سے محفوظ فرمادیتے ہیں۔مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ القَبْرِ۔(ترمذی:1074)حدیث میں " فِتْنَةَ القَبْرِ " سے مراد یا عذاب ہے یا قبر کا سوال، پس مطلب یہ ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُسے قبر کے عذاب اور سوال سے محفوظ فرمائیں گے۔(مرقاۃ:3/1021)

شبِ جمعہ مرنے والوں کا شہید مرنا اور قبر کے عذاب سے محفوظ ہونا:

جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب مر جائے اُسے قبر کے عذاب سے بچا لیا جاتا ہے اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس پر شہداء کی مہر لگی ہو گی۔مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَاءِ۔(حلیۃ الأولیاء:3/155)

شبِ جمعہ مرنے والوں کے عمل کا جاری ہونا:

جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب انتقال کر گیا اُسے قبر کے عذاب سے عافیت بخش دی جاتی ہے اور اُس کیلئے عمل جاری ہو جاتا ہے۔مَن مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أوْ لَيْلَةَ الْجُمُعةِ عُوْفِيَ مِنْ عَذَابِ الْقَبرِ، وَجَرَى لَهُ عَمَلُهُ۔(کنز العمال:21083)

فائدہ: جمعہ کے دن مرنے کی جو فضیلت احادیث میں ذکر کی گئی ہے اُس کا تعلّق جمعہ کے دن مرنے سے ہے، جمعہ کے دن دفنانے سے نہیں، پس ایسا شخص جو پہلے مرا ہو اور اُس کی تدفین جمعہ کے دن کی جائے تو یہ فضیلت حاصل نہ ہو گی۔(العرف الشذی:2/351)

جمعہ کی شب بنی آدم کے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: بے شک بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کو شبِ جمعہ میں پیش کیے جاتے ہیں، پس کسی قطع رحمی کرنے والے کی مغفرت نہیں کی جاتی۔إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ۔(مسند احمد:10272)

جمعہ کی رات خوبصورت رات ہے :

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: خوبصورت رات اور روشن دن یعنی شبِ جمعہ اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى نَبِيِّكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْغَرَّاءِ، وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(شعب الایمان:2772)

ایک اور روایت میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشادِ مَروی ہے: اس کی رات خوبصورت اور دن منوّر ہوتا ہے۔لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ أَزْهَرُ۔(الدعوات الکبیر:529)

جمعہ کی نماز میں پیدل آنے کے فضائل :

جمعہ کی نماز میں حاضر ہونے کی اکثر احادیث میں پیدل جانے کو بطور خاص ذکر کیا گیا ہے، بلکہ بعض احادیث میں " وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ " کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں جس سے بڑی صراحت کے ساتھ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی نماز میں پیدل جانے کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے، ذیل میں پیدل جانے سے متعلّق احادیث اور فضائل ملاحظہ فرمائیں:

ہر قدم پر ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب:

جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور اپنے سر کو دھوئے (یا نہلائے) اور خوب جلدی جائے (تا کہ) شروع سے خطبہ پالے اور پیدل جائے، سوار نہ ہو اور اِمام کے قریب بیٹھے اور خطبہ سنے، نیز کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکالے تو اُس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی عبادت کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔(ابوداؤد:345)

ہر قدم پر نماز اور روزے کا اجر:

جس نے جمعہ کے دن اپنا سر دھویا، غسل کیا، جلدی گیا، پیدل گیا، سوار نہ ہوا اور اِمام کے قریب ہو کر بیٹھا، کوئی لغو بات یا کام نہیں کیا تو اُس کیلئے ہر قدم کے بدلے میں نیکی کے اعمال یعنی روزے اور نماز کا اجر لکھا جاتا ہے۔مَنْ أَصْبَحَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَغَسَلَ وَاغْتَسَلَ، وَبَكَّرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا وَلَمْ يَلْغُ، فَإِنَّ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلًا مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ، الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ۔(طبرانی اوسط:1452)

ہر قدم پر بیس نیکیاں:

جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اُس کی خطائیں اور گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، پھر جب وہ (جمعہ کیلئے) چلنے لگتا ہے تو اُس کیلئے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اُس کو دو سو سال کے عمل کے برابر اجر دیا جاتا ہے۔مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ، فَإِذَا أَخَذَ فِي الْمَشْيِ كُتِبَتْ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِشْرُونَ حَسَنَةً، فَإِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ أُجِيزَ بِعَمَلِ مِائَتَيْ سَنَةٍ۔(طبرانی کبیر:18/139)

جمعہ کی نماز میں حاضر ہونے کے فضائل :

جمعہ کی نماز ایک عظیم اور فضیلت والی نماز ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں حاضر ہونے والوں کیلئے احادیث طیبہ میں بہت کثرت سے فضائل ذکر کیے گئے ہیں، ذیل میں چند فضائل ملاحظہ فرمائیں:

جمعہ سے جمعہ تک گناہوں کی معافی:

جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے اور اگر میسّر ہو تو خوشبو لگائے پھر جمعہ میں آئے، وہاں لوگوں کی گردن نہ پھلانگے، پھر جتنی اللہ نے اُس کے مقدّر میں لکھی ہو(یعنی حسبِ توفیق) نماز پڑھے، پھر جب اِمام (خطبہ کیلئے) نکلے تو خاموش رہے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے تو یہ اس کے اِس جمعہ اور پچھلے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ، وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا۔(ابوداؤد:343)

دس دن کے گناہوں کی معافی:

جو غسل کر کے جمعہ میں آیا اور حسبِ توفیق نماز پڑھی پھر اِمام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموش رہا اور اُس کے ساتھ نماز پڑھی تو اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک، بلکہ اس سے تین دن زیادہ تک کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔(مسلم:857)

جمعہ میں جلدی آنے والوں کی بالترتیب فضیلت:

جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایک ایک کر کے شروع میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں (یعنی جو شخص میں مسجد میں اوّل وقت آتا ہے، پہلے اُس کا نام، پھر اُس کے بعد جو پہلے آتا ہے اُس کا نام لکھتے ہیں) وہ شخص جو مسجد میں اوّل وقت آتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قربانی کیلئے اونٹ بھیجتا ہے، پھر اُس کے بعد جو جمعہ میں آتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قربانی کیلئے دُنبہ بھیجتا ہے، پھر اُس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص صدقہ میں مرغی دیتا ہے، پھر اُس کے بعد جو شخص آتا ہے وہ صدقہ میں انڈا دینے والوں کی طرح ہوتا ہے۔ پھر جب اِمام منبر پر آتا ہے تو وہ اپنے صحیفے (نام لکھنے کے اندراج نامے) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔إِذَا كَانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ وَقَفَتِ المَلاَئِكَةُ عَلَى بَابِ المَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، وَمَثَلُ المُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ كَبْشًا، ثُمَّ دَجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ، وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔(بخاری:929)

ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب:

جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور اپنے سر کو دھوئے (یا نہلائے) اور خوب جلدی جائے (تاکہ) شروع سے خطبہ پالے اور پیدل جائے، سوار نہ ہو اور اِمام کے قریب بیٹھے اور خطبہ سنے، نیز کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکالے تو اُس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی عبادت کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔(ابوداؤد:345)

وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ :أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الحَدِيثِ:مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ: يَعْنِي غَسَلَ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ۔(ترمذی:496)

التبکیر الذهاب ابتداء الیوم والابتکار وجدان الخطبة من ابتداءها۔(العرف الشذی:2/11،10)

دوسوسال کے عمل کے برابر اجر:

جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اُس کی خطائیں اور گناہ معاف کردیے جاتے ہیں، پھر جب وہ (جمعہ کیلئے) چلنے لگتا ہے تو اُس کیلئے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اُس کو دوسو سال کے عمل کے برابر اجر دیا جاتا ہے۔مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ، فَإِذَا أَخَذَ فِي الْمَشْيِ كُتِبَتْ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِشْرُونَ حَسَنَةً، فَإِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ أُجِيزَ بِعَمَلِ مِائَتَيْ سَنَةٍ۔(طبرانی کبیر:18/139)

اجر کے حصے ملتے ہیں:

جس نے جمعہ کے دن اپنا سر دھویا اور غسل کیا اور سویرے اور جلدی گیا، اِمام کے قریب ہو کر بیٹھا، (خطبہ کو) غور سے سنا اور خاموش رہا تو اُس کیلئے اجر کے دو حصے ملتے ہیں۔مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَاغْتَسَلَ، وَغَدَا وَابْتَكَرَ، وَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ۔(طبرانی کبیر:7689)

جب جمعہ کا دن ہوتا تو شیاطین اپنے لشکر لے کر بازاروں میں نکل جاتے ہیں اور لوگوں کو کاموں میں لگا کر نماز جمعہ کی شرکت سے روکتے ہیں اور فرشتے جمعہ کے دن صبح ہی سے مسجدوں کے دروازے پر آکر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کے متعلق لکھتے جاتے ہیں کہ یہ پہلی ساعت میں آیا یہ دوسرے ساعت میں آیا یہاں تک کہ امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے پھر جو آدمی ایسی جگہ بیٹھتا ہے جہاں سے وہ خطبہ بھی سن سکے اور امام کو

بھی دیکھ سکے اور دورانِ خطبہ خاموشی اختیار کرے اور کوئی بیہودہ حرکت نہ کرے تو اس کو اجر کے دو حصے ملتے ہیں اور اگر وہ دور ہو کر ایسی جگہ بیٹھے جہاں سے وہ اِمام کی آواز نہ سن سکے اور خاموش رہے، کوئی بیہودہ بات نہ کرے تو اُس کیلئے اجر کا ایک حصہ ہے۔ اور اگر ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے وہ خطبہ بھی سن سکتا ہے اور امام کو بھی دیکھ سکتا ہے مگر وہ لغو کام کرتا ہے اور خاموشی اختیار نہیں کرتا تو اس پر ایک گناہ کا بوجھ لاد دیا جاتا ہے۔إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ، أَوِ الرَّبَائِثِ، وَيُثَبِّطُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ، وَتَغْدُو الْمَلَائِكَةُ فَيَجْلِسُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ، وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ، حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَإِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الِاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ، فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ، فَإِنْ نَأَى وَجَلَسَ حَيْثُ لَا يَسْمَعُ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ لَهُ كِفْلٌ مِنْ أَجْرٍ، وَإِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الِاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَغَا، وَلَمْ يُنْصِتْ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ وِزْرٍ۔(ابوداؤد1051)

اجر کے حصوں سے اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس قدر بڑے حصے مراد ہیں، البتہ دونوں حدیثوں سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اِمام کے قریب ہو کر بیٹھنے میں جبکہ اِمام نظر آرہا ہو اور اُس کی آواز بھی سنائی دے رہی ہو تو اجر کی مقدار بڑھ جاتی ہے، یعنی دو حصے ملتے ہیں۔ پس اِمام کے قریب ہو کر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور یہ عموماً تب ہی ممکن ہوتا ہے جبکہ جمعہ کیلئے جلدی مسجد کی جانب جانے کا اہتمام کیا جائے۔

ہر قدم پر نماز اور روزے کا اجر:

جس نے جمعہ کے دن اپنا سر دھویا، غسل کیا، جلدی گیا، پیدل گیا، سوار نہ ہوا اور اِمام کے قریب ہو کر بیٹھا، کوئی لغو بات یا کام نہیں کیا تو اُس کیلئے ہر قدم کے بدلے میں نیکی کے اعمال یعنی روزے اور نماز کا اجر

لکھا جاتا ہے۔مَنْ أَصْبَحَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَغَسَلَ وَاغْتَسَلَ، وَبَكَّرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا وَلَمْ يَلْغُ، فَإِنَّ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلًا مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ، الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ۔(طبرانی اوسط:1452)

جمعہ کا اہتمام کرنے والوں کا جنّت میں عزت واِکرام کے ساتھ داخلہ:

بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام دنوں کو ان کی خاص شکل و صورت کے ساتھ کھڑا کرے گا،اور جمعہ کو اِس حال میں کھڑا کرے گا کہ وہ تر و تازہ ہو گا اور اپنے اہل(جمعہ کا اہتمام کرنے والوں)کو روشن کیے ہوئے۔لوگ جمعہ کے دن کو گھیرے ہوئے ہوں گے جیسے دلہن کو اُس کے کریم(شوہر)کی طرف ہدیہ میں دیا جاتا ہے۔وہ جمعہ(اپنے اہتمام کرنے والے)لوگوں کیلئے روشنی کرے گا جس کی روشنی میں وہ لوگ چلیں گے،اُس کے رنگ برف کی طرح سفید(خوبصورت)ہوں گے،اُن کی خوشبو مشک کی طرح مہکے گی،وہ کافور کے پہاڑوں میں داخل ہوں گے،انسان اور جنّات اُن کی جانب دیکھیں گے اور تعجّب کی وجہ سے اپنی نگاہیں نیچی نہ کر سکیں گے یہاں تک کہ وہ(جمعہ کا اہتمام کرنے والے)جنّت میں داخل ہو جائیں گے،اُن کی عزّت کو کوئی نہ پہنچ سکے گا سوائے اُن مؤذّنین کے جو محض ثواب کی نیّت سے اذان دیا کرتے تھے۔
إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ الْأَيَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى هَيْأَتِهَا، وَيَبْعَثُ الْجُمُعَةَ زَهْرَاءَ مُنِيرَةً، أَهْلُهَا يَحُفُّونَ بِهَا كَالْعَرُوسِ تُهْدَى إِلَى كَرِيمِهَا تُضِيءُ لَهُمْ، يَمْشُونَ فِي ضَوْئِهَا، أَلْوَانُهُمْ كَالثَّلْجِ بَيَاضًا، وَرِيحُهُمْ يَسْطَعُ كَالْمِسْكِ، يَخُوضُونَ فِي جِبَالِ الْكَافُورِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الثَّقَلَانِ لَا يُطْرِقُونَ تَعَجُّبًا حَتَّى يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، لَا يُخَالِطُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْمُؤَذِّنُونَ الْمُحْتَسِبُونَ۔(مستدرکِ حاکم:1027)

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے فضائل:

حضرت اَوس ابن اوس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: بے شک تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اِسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اِسی میں اُن کی روح قبض کی گئی، اِسی میں قیامت کا نفخہ اور صَعقہ ہوگا، پس مجھ پر (اس دن میں) کثرت سے درود بھیجا کرو اِس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ تک کیسے پہنچایا جائے گا حالآنکہ آپ مٹی ہوچکے ہوں گے یا یہ فرمایا کہ آپ بوسیدہ ہوچکے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے (پاکیزہ) جسموں کے کھانے کو حرام قرار دیدیا ہے۔ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ، وَقَدْ أَرَمْتَ أَيْ يَقُولُونَ قَدْ بَلِيتَ؟ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ»۔(نسائی:1284)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اِس لئے کہ یہ "یومِ مشہود" ہے یعنی اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو جب تک وہ اس درود سے فارغ نہ ہوجائے وہ درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ موت کے بعد بھی پہنچایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ہاں! موت کے بعد بھی، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسموں کو حرام کردیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں اُس کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم :أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ، إِلَّا

عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا، قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ:وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔(ابن ماجہ:1637)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جمعہ کے دن اور شبِ جمعہ میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، پس جس نے یہ عمل اختیار کیا تو کل قیامت کے دن مَیں اُس کے لئے گواہ اور سفارشی بنوں گا۔أَكْثِرُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا، أَوَ شَافِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(شعب الایمان:2771)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ روشن رات اور روشن دن یعنی شبِ جمعہ اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى نَبِيِّكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْغَرَّاءِ، وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(شعب الایمان:2772)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنہُ سے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد مروی ہے: بے شک قیامت کے دن ہر موقع پر تم میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا۔ جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب میں مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائیں گے جن میں سے ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس حاجتیں دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس درود پر ایک فرشتہ مقرر کردیتے ہیں جو اُس کو میرے پاس قبر شریف میں لے کر آتا ہے اسی طرح جیسا کہ تمہارے پاس ہدایا و تحائف پیش کیے جاتے ہیں، وہ فرشتہ مجھے اُس درود پڑھنے والے کے نام و نسب اور خاندا کے بارے میں پوری تفصیل بتاتا ہے، پس میں اُسے اپنے پاس روشن اور چمکتے ہوئے صحیفہ میں محفوظ کرلیتا ہوں۔إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، قَضَى

اللّٰهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ، سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ، وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا، ثُمَّ يُوَكِّلُ اللّٰهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ فِي قَبْرِي كَمَا يُدْخِلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا، يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ إِلَى عَشِيرَتِهِ فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ۔(شعب الایمان:2773)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھا وہ کل قیامت کے دن اِس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرے پر ایک نور ہوگا جس کو دیکھ کر لوگ (رشک اور حیرت کرتے ہوئے) کہیں گے یہ شخص کون سا عمل کرتا تھا۔مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِهِ مِنَ النُّورِ نُورٌ، يَقُولُ النَّاسُ: أَيُّ شَيْءٍ كَانَ يَعْمَلُ هَذَا۔(شعب الایمان:2774)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھا وہ قیامت کے دن اِس حال میں آئے گا کہ اُس کے ساتھ ایک بہت بڑا نور ہوگا جس کو اگر ساری مخلوق کے درمیان تقسیم کردیا جائے تو سب کے لئے کافی ہوجائے۔مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَعَهُ نُورٌ لَوْ قُسِّمَ ذَلِكَ النُّورَ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ۔(حلیۃ الأولیاء:8/46)

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو عصر کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ فرشتوں کو آسمان سے زمین پر اُتارتے ہیں جن کے پاس سونے کے تختے اور ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ اُس رات اور دن میں غروبِ شمس تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر (درود پڑھنے والوں کے) درود لکھتے رہتے ہیں۔إِذَا كَانَ يَوْمُ الْخَمِيسِ عِنْدَ الْعَصْرِ أَهْبَطَ اللّٰهُ مَلَائِكَةً مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، مَعَهَا صَفَائِحُ مِنْ

ذهَبٍ بِأَيْدِيهِمَا أَقْلَامٌ مِنْ ذَهَبٍ تَكْتُبُونَ الصَّلَاةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، وتِلْكَ اللَّيْلَةِ إِلَى الْغَدِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ۔(شعب الایمان:2775)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد مَروی ہے: مجھ پر درود بھیجنا پلِ صراط پر نور اور روشنی کا باعث ہے، پس جس نے مجھ پر جمعہ کے دن اسّی مرتبہ درود پڑھا اُس کے اسّی سال کے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الصَّلَاةُ عَلَيَّ نُورٌ عَلَى الصِّرَاطِ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُ ثَمَانِينَ عَامًا۔(الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاھین:22)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ دُرود بھیجا اُس کے اسّی(80)سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔مَنْ صَلَّى عَلَيّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ صَلَاةٍ غُفِرَتْ لَهُ خَطِيْئَة ثَمَانِيْنَ سَنَة۔(شرف المصطفیٰ للخرکوشی:5/102)

دوسری فصل ——— ترکِ جمعہ کی وعیدیں

جب کسی چیز کی عظمت وفضیلت زیادہ ہوتی ہے تو اُس کی ناقدری اور بے ادبی وبے احترامی کرنے پر پکڑ بھی سخت ہوتی ہے،یہی وجہ ہے کہ جمعہ جیسے عظیم اور بابرکت دن کی ناقدری کرنے کی وعیدیں بڑی سخت وارد ہوئی ہیں،ذیل میں چند وعیدیں ملاحظہ فرمائیں:

جمعہ ترک کرنے والوں کے دلوں پر مہر:

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ برسر منبر فرمارہے تھے جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آئیں یا یہ ہو گا کہ ان کے اس گناہ کی سزا میں اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہر لگا دیگا؛ پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے (اور اصلاح کی توفیق سے محروم کر دیئے جائیں گے)۔لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ۔(مسلم:865)

جس شخص نے تین جمعے محض سستی کی وجہ سے، ان کو ہلکی چیز سمجھتے ہوئے چھوڑ دیئے، اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مہر لگادیں گے۔مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طُبِعَ عَلَى قَلْبِهِ۔(ابن ماجہ:1125)

اِرشادِ نبوی ہے: غور سے سنو! ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی بکریوں کا ایک گلہ (ریوڑ) ایک یا دو میل کے فاصلہ پر رکھے، اس کو وہاں گھاس مشکل سے ملے تو وہ دور چلا جائے، پھر جمعہ آئے اور وہ شریک نہ ہو، پھر دوسرا جمعہ آئے اور وہ اس میں بھی شریک نہ ہو، پھر تیسرا جمعہ آئے اور وہ اس میں بھی شریک نہ ہو تو اس کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔أَلَا هَلْ عَسَى أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلَى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ، فَيَتَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْكَلَأُ، فَيَرْتَفِعَ، ثُمَّ تَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِيءُ وَلَا يَشْهَدُهَا، وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا، وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا، حَتَّى يُطْبَعَ عَلَى قَلْبِهِ۔(ابن ماجہ:1127)

جمعہ ترک کرنے والوں کا گھر بار جلا دینے کے قابل ہے:

نبی کریم ﷺ جمعہ کو ترک کرنے والوں کیلئے فرمایا کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں کسی کو اپنی جگہ کھڑا کروں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور پھر جاکر ایسے لوگوں کے گھروں کو جلا کر رکھ دوں جو اپنے گھروں میں رہ جاتے ہیں اور جمعہ پڑھنے کیلئے حاضر نہیں ہوتے۔عَنْ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ:لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ۔(مسلم:852)

بغیر کسی عذر کے جمعہ ترک کرنے والا منافق ہے:

جس شخص نے بغیر ضرورت اور عذر کے جمعہ چھوڑ دیا اس کو منافق لکھ دیا جاتا ہے، ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی جاتی ہے، نہ تبدیل کی جاتی ہے۔مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُمْحَى وَلَا يُبَدَّلُ۔(مشکوۃ المصابیح:1379)

جس شخص نے بغیر ضرورت اور عذر کے تین جمعے ترک کیے وہ منافق ہے۔مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَهُوَ مُنَافِقٌ۔(صحیح ابن حبان:1/492)

جس نے جمعہ کے دن اذان کی آواز سنی لیکن جمعہ پڑھنے کیلئے حاضر نہیں ہوا، پھر (اگلے جمعہ میں) اذان کی آواز سنی اور جمعہ میں حاضر نہیں ہوا، پھر (اگلے جمعہ میں) اذان کی آواز سنی اور جمعہ میں حاضر نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں، پس اُس کا دل منافق کا دل ہو جاتا ہے۔مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَأْتِ، أَوْ لَمْ يُجِبْ، ثُمَّ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِ، أَوْ فَلَمْ يُجِبْ، ثُمَّ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِ، أَوْ لَمْ يُجِبْ، طَبَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى قَلْبِهِ، فَجُعِلَ قَلْبَ مُنَافِقٍ۔(مسند ابی یعلی الموصلی:1767)

جمعہ ترک کرنے والوں سے اللہ تعالی بے پرواہ ہو جاتے ہیں:

جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھے اُس پر لازم ہے کہ جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہو، ہاں! بیمار، مسافر، عورت، بچہ، یا غلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پس جو تجارت یا کسی اور لہو ولعب میں مشغول ہونے کی وجہ سے جمعہ سے مستغنی یعنی بے پرواہ ہوا اللہ تعالیٰ اُس سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ مستغنی اور بڑی تعریفوں والے ہیں۔مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا مَرِيضٌ أَوْ مُسَافِرٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَمْلُوكٌ ، فَمَنِ اسْتَغْنَى بِلَهْوٍ أَوْ تِجَارَةٍ اسْتَغْنَى اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حُمَيْدٌ۔(دارقطنی:1576)

جمعہ ترک کردینا شراب پینے سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب کا ایک پیالہ پینا میرے نزدیک جان بوجھ کر جمعہ ترک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: «لَأَنْ أَشْرَبَ كَأْسًا مِنْ خَمْرٍ» أَوْ قَالَ: «أُوقِيَّةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ تَرْكِ الْجُمُعَةِ مُتَعَمِّدًا»۔(مصنّف عبد الرزاق:5174)

بغیر عذر کے جمعہ ترک کرنے والا اسلام کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس شخص نے تین جمعے پے درپے چھوڑ دیئے، اس نے اسلام کو پسِ پشت پھینک دیا:مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ أَرْبَعَ جُمَعٍ مُتَوَالِيَاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، فَقَدْ نَبَذَ الْإِسْلَامَ وَرَاءَ ظَهْرِهِ۔(مصنف عبد الرزاق:5169)

جمعہ ترک کرنے پر کفارہ اداء کرنا:

جو جمعہ ترک کردے اُسے چاہیئے کہ ایک دینا صدقہ کرے، اور یہ نہ کر سکے تو آدھا دینار صدقہ کرے۔مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَبِنِصْفِ دِينَارٍ۔(ابن ماجہ:1128)

فائدہ: تصدّق کا حکم استحبابی ہے، وجوبی نہیں۔ اصل حکم سچی توبہ کا ہے، کیونکہ وہی گناہوں کو مٹانے کا اصل سبب ہے۔ اور بظاہر تصدّق کا حکم اس لئے ہے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾۔(ھود:114) یعنی نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں۔ گویا یہ صدقِ دل کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے صدقہ بھی دیدینا چاہیئے تاکہ گناہ کا کفارہ بن سکے۔(مرعاۃ المفاتیح:4/447)

بغیر عذر کے جمعہ ترک کرنے کا کوئی کفارہ نہیں:

جس نے بغیر کسی عذر کے جمعہ ترک کردیا اُس کیلئے قیامت سے پہلے کوئی کفارہ نہیں۔مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ لَمْ يَكُنْ لَهَا كَفَّارَةٌ دُونَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔(کنز العمال عن الدّیلمی:21156)(مرقاۃ:3/1024)

فائدہ: پچھلی حدیث میں ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ جمعہ کا کوئی کفارہ نہیں، اِس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ دراصل یہ حقیقت ہے کہ ترکِ جمعہ کا کوئی کفارہ نہیں، لیکن جب بندہ کفارہ کے طور پر ایک یا آدھا دینار صدقہ کرتا ہے تو اس سے گناہ میں تخفیف ہوتی ہے، مکمل گناہ معاف نہیں ہوتا۔ لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں رہا۔(مرقاۃ:3/1024)

جمعہ ترک کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے:

بندہ مسلسل جمعہ میں سستی اور غفلت کا شکار رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اُس پر نازل ہو جاتا ہے۔لَا يَزالُ الْعَبْدُ مُتَهَاوِناً بِالْجُمُعَةِ حَتَّى يَغْضِبَ اللهُ عَلَيْهِ۔(کنز العمّال عن الدّیلمی:21155)

جمعہ ترک کرنے والے شیطان کا شکار ہوتے ہیں:

انسان کے ازلی دشمن شیطان کی مکمل کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی طرح وہ لوگوں کو جمعہ جیسی عظیم اور عالیشان نعمت سے محروم اور غافل کردے، چنانچہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا اِرشاد ہے: جب جمعہ کا دن ہوتا تو شیاطین اپنے لشکر لے کر بازاروں میں نکل جاتے ہیں اور لوگوں کو کاموں میں لگا کر نماز جمعہ کی شرکت سے روکتے ہیں۔إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ، أَوِ الرَّبَائِثِ، وَيُثَبِّطُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ۔(ابوداؤد1051)

جمعہ ترک کرنے والوں کیلئے نبی کریم ﷺ کی بددُعاء :

نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ خطبہ دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے اِس مقام، اِس گھڑی، اِس دن، اِس مہینے اور اِس سال میں تم پر جمعہ کو فرض قرار دیدیا ہے، خواہ اِمامِ عادل کے ساتھ پڑھا جائے یا ظالم کے ساتھ۔ جس نے اس کو بغیر کسی عُذر کے ترک کردیا پس اُس کے متفرّق امور کو جمع نہ کیا جائے، اور اُس کے کاموں میں برکت نہ ہو۔ غور سے سن لو! نہ اُس کی نماز ہے، نہ حج ہے، نہ اُس کی کوئی نیکی ہے، اور نہ اُس کا کوئی صدقہ ہے۔إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هَذَا، فِي سَاعَتِي هَذِهِ، فِي يَوْمِي هَذَا، فِي شَهْرِي هَذَا، فِي عَامِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، مَنْ تَرَكَهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مَعَ إِمَامٍ عَادِلٍ

أَوْ إِمَامٍ جَائِرٍ فَلَا جُمِعَ لَهُ شَمْلُهُ وَلَا بُورِكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ، أَلَا وَلَا صَلَاةَ لَهُ، أَلَا وَلَا حَجَّ لَهُ، أَلَا وَلَا بِرَّ لَهُ، أَلَا وَلَا صَدَقَةَ لَهُ۔(طبرانی اوسط:7246)

تیسری فصل ——— جمعہ کی رات اور دن کے اعمال

اعمال میں دو طرح کے عمل ہیں: (1)شبِ جمعہ کے اعمال۔(2)جمعہ کے دن کے اعمال۔

شبِ جمعہ کے اعمال :

شبِ جمعہ کی مذکورہ بالا رحمتوں اور عظمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ اُسے لوٹنے اور زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی خوب کوشش کی جائے ، اور اِس رات کو عام راتوں کی طرح غفلت میں نہ گزاری جائے ، ذیل میں اِس کیلئے کچھ اعمال ذکر کیے جارہے ہیں، جن کو اختیار کرکے اِن شاء اللہ اِس شب کے فضائل کو حاصل کیا جاسکتا ہے:

پہلا عمل: گناہوں سے لازمی اجتناب:

سب سے اہم اور بنیادی کام گناہوں سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو ترک کرنے کا ہے، کیونکہ کسی مبارک رات اور مبارک وقت یا جگہ میں اللہ کی نافرمانی کا وَبال بھی زیادہ ہوجاتا ہے اور اُس وقت یا جگہ کی حرمت کی وجہ سے ناقدری و بے ادبی کرنے سے پکڑ بھی شدید ہوجاتی ہے، اِس لئے اِس کا تو لازمی اہتمام کرنا چاہیئے کہ اِس رات کو کم از کم گناہوں کی گندگی سے آلودہ نہ کیا جائے، کیونکہ یہ اِس رات کی سب سے بڑی اور خطرناک حد تک ناقدری ہے۔

دوسرا عمل: عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے اداء کرنا:

شبِ جمعہ میں اگر کوئی قیام اللیل، تلاوت، درود شریف اور ذکر و اذکار وغیرہ نہیں کر سکتا تو کم از کم ایک یہ عمل تو اختیار کر سکتا ہے کہ عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ اداء کرے، کیونکہ حدیث کے مطابق اِس صورت میں بھی ساری رات عبادت کا ثواب مل سکتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا ساری رات نماز پڑھی ۔مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔(مسلم:656)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے اُسی کے بقدر لیلۃ القدر میں سے حصہ پایا۔مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، فَقَدْ أَخَذَ مِنْ حَظِّهِ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔(طبرانی کبیر:7745)

اور شبِ جمعہ میں فجر کی نماز کی فضیلت اور اُس کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ روایات میں اس کی صراحت کی گئی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:

بے شک نمازوں میں سب سے افضل نماز جمعہ کے دن صبح (فجر کی نماز) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہے، اور جو تم میں سے اُس (جماعت) میں حاضر ہو گا اُس کے بارے میں میرا خیال یہی ہے کہ اُس کی مغفرت کردی جائے گی۔إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ صَلاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ، وَمَا أَحْسِبُ مَنْ شَهِدَهَا مِنْكُمْ إِلا مَغْفُورًا لَهُ۔(کشف الأستار عن زوائد البزار:621)

ایک اور روایت میں ہے ، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: بے شک اللہ کے نزدیک سب سے افضل نماز جمعہ کے دن صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے۔إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ عِنْدَ اللهِ صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ۔(شعب الایمان:2783)

تیسرا عمل:جمعہ کی رات سورۃ الدّخان اوریٰس پڑھنا :

جس نے شبِ جمعہ میں سورۃ الدّخان پڑھی اُس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ۔(ترمذی:2889)ایک روایت میں سورۃ الدّخان کے ساتھ سورہ یٰس بھی ذکر کی گئی ہے۔مَنْ قَرَأَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ حم الدُّخَانَ وَيس أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ۔(شعب الایمان :2248)لہٰذا سورۃ الدّخان اور یٰس دونوں پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

چوتھا عمل:جمعہ کی رات سید الاستغفار پڑھنا:

جس نے جمعہ کی رات سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے اور پھر اُسی دن مرگیا یا جمعہ کے دن یہ کلمات پڑھے اور پھر اُسی رات مرگیا تو وہ جنّت میں داخل ہوگا ۔ وہ کلمات یہ ہیں : **اَللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، وَفِي قَبْضَتِكَ، وَناصِيَتِي بِيَدِكَ، أَمْسَيْتُ عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعَتُ أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبُ إِلَّا أَنْتَ** ۔(شعب الایمان:2781)

پانچواں عمل: جمعہ کی شب درود شریف کثرت سے پڑھنا:

جمعہ کی شب کے اعمال میں سے ایک اہم عمل اللہ کے نبی ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا ہے، احادیثِ مبارکہ میں خصوصیت کے ساتھ جمعہ کی شب میں درود شریف پڑھنے کے فضائل ذکر کیے ہیں، ذیل میں چند فضائل احادیث کی روشنی میں ذکر کیے جارہے ہیں:

ایک روایت میں جمعہ کی شب درود شریف پڑھنے کی یہ فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ اُس کی سو حاجتیں اللہ تعالیٰ پوری کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

بے شک قیامت کے دن ہر موقع پر تم میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا۔ جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب میں مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائیں گے جن میں سے ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس حاجتیں دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس درود پر ایک فرشتہ مقرر کردیتے ہیں جو اُس کو میرے پاس قبر شریف میں لے کر آتا ہے اسی طرح جیسا کہ تمہارے پاس ہدایا و تحائف پیش کیے جاتے ہیں، وہ فرشتہ مجھے اُس درود پڑھنے والے کے نام و نسب اور خاندان کے بارے میں پوری تفصیل بتاتا ہے، پس میں اُسے اپنے پاس روشن اور چمکتے ہوئے صحیفہ میں محفوظ کرلیتا ہوں۔إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، قَضَى اللهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ، سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ، وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا، ثُمَّ يُوَكِّلُ اللهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ فِي قَبْرِي كَمَا يُدْخِلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا، يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ إِلَى عَشِيرَتِهِ فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ۔ (شعب الایمان:2773)

ایک اور روایت مین شبِ جمعہ درود پڑھنے والے کی یہ فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ قیامت کے دن اُس کے سفارشی اور اُس کے حق میں گواہی دینے والے بنیں گے۔ چنانچہ روایت میں ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جمعہ کے دن اور شبِ جمعہ میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، پس جس نے یہ عمل اختیار کیا تو کل قیامت کے دن مَیں اُس کے لئے گواہ اور سفارشی بنوں گا۔أَكْثِرُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا، أَوَ شَافِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(شعب الایمان:2771)

ایک روایت سے شبِ جمعہ درود پڑھنے والوں کے درود کا خصوصیت کے ساتھ لکھا جانا معلوم ہوتا ہے، ویسے تو درود شریف جب بھی پڑھا جائے فرشتے اُسے لکھتے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نام اور ولدیت کے ساتھ پہنچاتے ہیں، جیسا کہ احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے، لیکن جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی طور پر کچھ فرشتوں کو بھیجا جاتا ہے جو اللہ کے نبی پر درود پڑھنے والوں کے درود کو سونے کے قلم سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے:

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو عصر کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ فرشتوں کو آسمان سے زمین پر اُتارتے ہیں جن کے پاس سونے کے تختے اور ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ اُس رات اور دن میں غروبِ شمس تک نبی کریم ﷺ پر (درود پڑھنے والوں کے) درود لکھتے رہتے ہیں۔إِذَا كَانَ يَوْمُ الْخَمِيسِ عِنْدَ الْعَصْرِ أَهْبَطَ اللہُ مَلَائِكَةً مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، مَعَهَا صَفَائِحُ مِنْ ذَهَبٍ بِأَيْدِيهِمَا أَقْلَامٌ مِنْ ذَهَبٍ تَكْتُبُونَ الصَّلَاةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، وتِلْكَ اللَّيْلَةِ إِلَى الْغَدِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ۔(شعب الایمان:2775)

چھٹا عمل: جمعہ کی شب دعاؤں کی کثرت کرنا:

حدیث میں جمعہ کی شب مانگی جانے والی دعاء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی ہے، اُسے ردّ نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں مانگی جانے والی دعاء ردّ نہیں ہوتی: جمعہ کی شب، رجب کی پہلی شب، شعبان کی پندرہویں شب، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی شب۔ خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبَ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَةُ الْعِيدِ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ۔ (شعب الایمان:3440)(مصنّف عبد الرزاق:7927)

ساتواں عمل: جمعہ کی شب کو حافظہ تیز کرنے اور قرآن کریم حفظ کرنے کا ایک خاص عمل:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، قرآن یاد کرنے میں مجھے دقت پیش آتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جمعہ کے شب کی آخری تہائی حصہ میں نماز پڑھو، جو دعاء کی قبولیت کا وقت ہے، اگر آخری تہائی میں دقت ہو تو درمیانی تہائی حصہ میں اور یہ بھی دشوار ہو تو شروع کے تہائی میں، چار رکعت نماز پڑھو، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ یٰس، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ حٰم الدخان، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ الٓم التنزیل سجدہ اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک پڑھو، تشہد سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو، مجھ پر اور تمام پیغمبروں پر درود بھیجو، مسلمان مردوں عورتوں اور مرحوم مسلمانوں کے لئے دعاء مغفرت کرو، پھر اخیر میں یہ دعاء پڑھو:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي اللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ

الّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا أَللّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النّحْوِ الّذِي يُرْضِيكَ عَنّيَ اللّهُمّ بَدِيعَ السّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزّةِ الّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا أَللّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوّةَ إِلّا بِاللّهِ الْعَلِيّ الْعَظِيمِ۔ **ترجمہ** :اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، اس طور پر کہ جب تک تو مجھے زندہ رکھ معاصی سے بچائے رکھ اور مجھ پر یہ رحم فرما کہ میں لایعنی باتوں میں نہ پڑوں، مجھے ایسی چیزوں پر توجہ کی توفیق عطا فرما جو آپ کو مجھ سے راضی کر دے، اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! جلالت، بزرگی اور عزت والے! اے اللہ! اے رحمٰن! میں آپ کے جلال اور آپ کی ذات کے نور کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرے قلب کو اپنی کتاب کے یاد رکھنے کی قوت عطا فرما، جیسا کہ تو نے مجھے اسے سکھایا ہے اور اس طریقہ پر تلاوت کرنے کی توفیق دے، جو آپ کو مجھ سے راضی کر دے، اے اللہ! زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! عزت و بزرگی اور غلبہ والے! اے اللہ! اے رحمٰن! میں آپ کی جلالتِ شان اور آپ کی ذات کے نور کے واسطے سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو روشن فرمادیجئے اور مجھے طلاقتِ لسانی عطا فرمایئے، اس کے ذریعہ میرے قلب کو کھول دیجئے، شرح صدر فرمادیجئے، اس کے مطابق میرے جسم کو عمل کی توفیق عطا فرمایئے، اس لئے کہ حق پر آپ کے سوا کوئی حق سے سرفراز کر سکتا ہے، قوت وسہارا صرف خدائے بلند وبزرگ ہی سے ہے۔

دعاء بتانے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے تین یا پانچ یا سات جمعہ پڑھو، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ پانچ یا سات جمعوں کے بعد پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ چار آیات یا اس کے بقدر کے پڑھنے میں دقت ہوتی تھی اور اب یہ کیفیت ہے کہ گویا پورا قرآن میری نگاہوں میں ہے اور آج جب میں حدیثیں سنتا ہوں تو ایک حرف کی کمی بیشی کے بغیر اسے نقل کر سکتا ہو۔(ترمذی:3570)

جمعہ کے دن کے اعمال:

جمعہ کا دن بہت قیمتی و بابرکت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت سی عظمتوں اور فضیلتوں کا حامل ہے اسی لئے اس دن کو گزارنے کیلئے شریعت نے اس دن کے کچھ اعمال ذکر کیے ہیں جن کو اختیار کرکے اس دن کی برکتوں اور رحمتوں کو بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، ذیل میں بالترتیب وہ اعمال ذکر کیے جارہے ہیں:

پہلا عمل: جمعہ کے دن صبح کی نماز سے پہلے استغفار پڑھنا:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے جمعہ کے دن صبح کی نماز سے پہلے تین مرتبہ یہ اِستغفار کے یہ کلمات کہے: ” **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ** “ اُس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَالَ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَلَاثَ مِرَارٍ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ»۔(طبرانی اوسط:7717)

دوسرا عمل: جمعہ کے دن صبح کی نماز کا خصوصی اہتمام:

بے شک نمازوں میں سب سے افضل نماز جمعہ کے دن صبح (فجر کی نماز) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہے، اور جو تم میں سے اُس (جماعت) میں حاضر ہو گا اُس کے بارے میں میرا خیال یہی ہے کہ اُس کی مغفرت کردی جائے گی۔إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ صَلاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ، وَمَا أَحْسِبُ مَنْ شَهِدَهَا مِنْكُمْ إِلا مَغْفُورًا لَهُ۔(کشف الأستار عن زوائد البزار:621)

بے شک اللہ کے نزدیک سب سے افضل نماز جمعہ کے دن صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے۔إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ عِنْدَ اللهِ صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ۔(شعب الایمان:2783)

تیسرا عمل: جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدہ اور دھر پڑھنا:

حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ الٓمٓ السجدۃ اور سورۃ الدّھر پڑھا کرتے تھے۔كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الجُمُعَةِ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ۔(بخاری:891)

چوتھا عمل: جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے خصوصاً اجتناب کرنا:

دن خواہ کوئی بھی اللہ کی نافرمانی ایسی خطرناک اور مُہلک چیز ہے کہ اُس کی کسی طور پر اِجازت نہیں، لیکن جمعہ کے مبارک دن میں اِس کی قباحت وشناعت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے، چنانچہ حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مبغوض گناہ وہ ہے جو جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن کیا جائے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس نوجوان سے زیادہ محبوب کوئی نہیں جو توبہ کرنے والا ہے، اور اُس بوڑھے شخص سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہنے والا ہے۔ نیکیوں میں کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس نیکی سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں جو جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن کی جائے اور گناہوں میں کوئی گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس گناہ سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ نہیں جو جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن کیا جائے۔مَا مِنْ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلى اللهِ تَعَالَى مِنْ شَابَ تَائِبٍ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَبْغَضُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ شَيْخٍ مُقِيمٍ عَلَى مَعَاصِيهِ وَمَا فِي الحَسَنَاتِ حَسَنَةٌ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ حَسَنَةٍ تُعْمَلُ فِي لَيْلَةِ جُمُعَةٍ أَوْ يَوْمِ جُمُعَةٍ وَمَا مِنَ الذُّنُوبِ ذَنْبٌ أَبْغَضُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ ذَنْبٍ يُعْمَلُ فِي لَيْلَةِ الجُمُعَةِ أَوْ يَوْمِ الجُمُعَةِ۔(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر:8050)

لہٰذا احادیثِ مذکور کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ جمعہ کے دن کے تمام اعمال میں سب سے اہم عمل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے کلی اجتناب کرنا ہے، اور در حقیقت اِسی عمل کے اندر جمعہ کے دیگر تمام اعمال آجاتے ہیں، کیونکہ جمعہ کے دن انسان جب گناہ سے بچے گا تو یقیناً جمعہ کی نماز کا اہتمام بھی کرے گا اور دیگر اعمال و اشغال میں بھی جڑنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

پانچواں عمل: جمعہ کے دن غسل کرنا:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو اُسے چاہیئے کہ غسل کرے۔إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ۔(بخاری:877)

اِرشادِ نبوی ہے: جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور اپنے سر کو دھویا کرو اگرچہ تمہیں جنابت لاحق نہ بھی ہو۔ اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَاغْسِلُوا رُءُوسَكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا۔(مسند احمد:2383)

جمعہ کے دن غسل کیا کرو، اِس لئے کہ جمعہ کے دن جو غسل کرتا ہے اُس کیلئے جمعہ سے جمعہ کے درمیان کے گناہوں، بلکہ مزید تین دن کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَهُ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔(طبرانی کبیر:7740)

چھٹا عمل: مسواک کرنا :

بے شک یہ (جمعہ کا دن) عید کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اِس کو مسلمانوں کیلئے (عید کا دن) بنایا ہے، پس جو جمعہ کیلئے آئے اُسے چاہیئے کہ غسل کرے، اور اگر خوشبو ہو تو وہ لگائے، اور مسواک کو اپنے اوپر لازم کرلو۔إِنَّ هَذَا يَوْمُ عِيدٍ، جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ، فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ، وَإِنْ كَانَ طِيبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ۔(ابن ماجہ:1098)

تین چیزیں ہر مسلمان کو بہت اہتمام سے کرنی چاہیئے: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، اور اگر میسّر ہو تو خوشبو لگانا۔ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَيَمَسُّ مِنْ طِيبٍ إِنْ وَجَدَ۔(مسند احمد:16397)

جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، مسواک کی اور اپنے پاس موجود خوشبو لگائی اور اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے پھر مسجد آیا اور لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگی، پھر جس قدر اللہ نے چاہا نماز پڑھی، پھر جب اِمام کے (خطبہ کیلئے) نکلنے اور نماز پڑھانے تک خاموش رہا تو یہ اُس کیلئے اُس جمعہ سے پچھلے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَاسْتَنَّ، وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ وَلَبِسَ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَلَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ ثُمَّ رَكَعَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ

يَرْكَعَ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَتَّى يُصَلِّي كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِي كَانَتْ قَبْلَهَا۔(شعب الایمان:2727)(سنن کبریٰ بیہقی:5888)(مسند ابوداؤد طیالسی:2485)مستدرک حاکم:1045)

ساتواں عمل:اچھے کپڑے پہننا:

جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے اور اگر میسّر ہو تو خوشبو لگائے پھر جمعہ میں آئے، وہاں لوگوں کی گردن نہ پھلانگے، پھر جتنی اللہ نے اُس کے مقدّر میں لکھی ہو(یعنی حسب توفیق) نماز پڑھے، پھر جب اِمام (خطبہ کیلئے) نکلے تو خاموش رہے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجائے تو یہ اس کے اِس جمعہ اور پچھلے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ، وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا۔(ابوداؤد:343)

ایک روایت میں ہے : نبی کریم ﷺ جب نیا کپڑا ہوتا تو جمعہ کے دن پہنتے تھے۔كانَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْباً لَبِسَهُ يوْمَ الجُمُعَةِ۔(کنز العمال:18268)اِس سے معلوم ہوا کہ نیا کپڑا اگر ممکن ہو تو جمعہ سے پہننا شروع کرنا چاہیئے۔اور اِس کی وجہ یہ ذکر کی گئی ہے کہ جمعہ کا دن ہفتے کے تمام ایّام میں سب سے فضل ہے، لہٰذا جمعہ کے دن سے ابتداء کرنا بہتر ہے تاکہ جمعہ کے دن کی برکتیں کپڑے کو بھی اور کپڑے کے پہننے والے دونوں کو پہنچ جائے۔(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر:6563)

جمعہ کے دن کپڑوں میں بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑے کا انتخاب کیا جائے،اِس لئے کہ یہ آپ ﷺ کو پسند تھا، اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ”أما الكسوة فأحبها البياض من الثياب إذ أحب الثياب إلى الله

تعالی البیض "جمعہ کے دن کپڑوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ کپڑے سفید ہیں،اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کپڑے سفید ہیں۔(اِحیاءعلوم الدّین:1/181)

آٹھواں عمل:عمامہ باندھنا :

نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن اور لوگوں میں عیدین وغیرہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے عمامہ کا اہتمام کیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے رحلت فرماجانے کے بعد بھی حضرات صحابہ کرام اِسی مطابق عمل کیا کرتے تھے۔مندرجہ ذیل اِرشادات سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے:

حضرت جعفر بن عمرو بن حُریث اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اِس حالت میں کہ آپ نے سیاہ عمامہ زیبِ تن فرمایا ہوا تھا۔عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَا۔(مسلم:1359)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جعفر بن عمرو بن حُریث اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر دیکھا، آپ نے سیاہ عمامہ زیب تن فرمایا ہوا تھا اور اُس کے دونوں کناروں کو کندھوں کے درمیان چھوڑا ہوا تھا۔رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔(ابوداؤد:4077)

حضرت ابورزین فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور اُس وقت اُنہوں نے سیاہ عمامہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔عَنْ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ:خَطَبَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔(ابن ابی شیبہ:24970)

حضرت ملحان بن ثوبان فرماتے ہیں کہ حضرت عمّار بن یاسر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کوفہ میں ہمیں ایک سال تک جمعہ کا خطبہ پڑھایا اور آپ کا معمول تھا کہ سیاہ عمامہ پہن کر تشریف لاتے تھے۔كَانَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ عَلَيْنَا بِالْكُوفَةِ سَنَةً، وَكَانَ يَخْطُبُنَا كُلَّ جُمُعَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:5980)

اِمام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن عمامہ پہننا مستحب ہے۔والعمامة مستحبة في هذا اليوم۔(اِحیاء علوم الدّین:1/181)اور اِس کا ثبوت خود احادیثِ مبارکہ سے بھی ہوتا ہے ، اگرچہ وہ ضعیف ہیں تاہم فضائل کے باب میں وہ قابلِ استدلال ہیں:

عمامہ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنا بغیر عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔وَجُمُعَةٌ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ جُمُعَةً بِلَاعِمَامَة۔(تاریخ لابن عساکر:37/355)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے بیٹے حضرت سالم بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو عمامہ کی ترغیب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے !عمامہ باندھا کرو، کیونکہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر حاضر ہوتے ہیں اور عمامہ باندھنے والوں کو غروبِ آفتاب تک سلام کرتے ہیں ۔اي بني اعتم فإن الملائكة يشهدون يوم الجمعة معتمين فيسلمون على أهل العمائم حتى تغيب الشمس۔(تاریخ لابن عساکر:37/355)

اِرشادِ نبوی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(الکامل لابن عدی:5/2)

نواں عمل: خوشبو لگانا:

جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ہوسکے (اچھے طریقے سے) پاکی حاصل کرے، تیل لگائے،اور اپنے گھر میں موجود خوشبو لگائے پھر مسجد کیلئے نکلے اور (مسجد پہنچ کر) دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ

کرے (یعنی زبردستی دو آدمیوں کے درمیان جگہ نہ ہوتے ہوئے نہ گھسے یا گردنیں نہ پھلانگے) اور پھر جتنی اللہ نے اُس کے مقدّر میں لکھی ہو (یعنی حسبِ توفیق) نماز پڑھے، پھر اِمام کے خطبہ کے وقت خاموش رہے تو اس جمعہ اور گزشتہ جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى۔(بخاری:883)

دسواں عمل:ناخن اور مونچھیں کاٹنا:

نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن نماز کیلئے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور مونچھیں کاٹتے تھے۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ، وَيَقُصُّ شَارِبَهُ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إِلَى الصَّلَاةِ۔(طبرانی اوسط:842)(کشف الأستار عن زوائد البزار:622)

اِرشادِ نبوی ہے:جس نے جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹے اُس ہر برائی سے اپنے مثل (یعنی جمعہ) تک بچالیا جائے گا۔مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ مِنَ السُّوءِ إِلَى مِثْلِهَا۔(طبرانی اوسط:4746)

گیارہواں عمل:زیرِ ناف بالوں کی صفائی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھیڑنے اور زیرِ ناف بالوں کے مونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ انہیں نہ چھوڑیں۔وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، وَنَتْفِ الْإِبْطِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا۔(نسائی:14)(مسلم:258)

اِس روایت میں زیادہ سے زیادہ کی حد ذکر کی گئی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے نہیں کاٹنا چاہیئے بلکہ افضل اور بہتر یہی ہے کہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ کاٹ لیا جائے اور اس کیلئے جمعہ کا دن مقرر کرنا افضل ہے، کیونکہ اُس میں غسل کرکے اچھی طرح صفائی اور پاکیزگی کا اہتمام کیا جاتا ہے، لہٰذا زائد بالوں کو بھی صاف کرلینا زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ درِّ مختار میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ زیرِ ناف بالوں کو مونڈنا اور اپنے بدن کو غسل کرکے صاف ستھرا کرنا مستحب ہے، اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کے دن کیا جائے، اور پندرہ دن میں ایک مرتبہ جائز ہے اور چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا مکروہ ہے۔وَ يُسْتَحَبُّ حَلْقُ عَانَتِهِ وَتَنْظِيفُ بَدَنِهِ بِالِاغْتِسَالِ فِي كُلِّ أُسْبُوعٍ مَرَّةً وَالْأَفْضَلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَازَفِي كُلِّ خَمْسَةَ عَشْرَةَ وَكُرِهَ تَرْكُهُ وَرَاءَ الْأَرْبَعِينَ۔(الدر المختار:6/407)

صاحبِ مرقاۃ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیرِ ناف بالوں کی صفائی کے تین درجہ ہیں:

1. الْأَفْضَلُ: افضل درجہ ہر ہفتے صاف کرنا ہے۔
2. الْأَوْسَطُ: درمیانہ درجہ ہر پندرہ دن میں صاف کرنا ہے۔
3. الْأَبْعَدُ: بعید درجہ چالیس دن میں صاف کرنا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:7/2816)

فائدہ :ہر جمعہ کو زیرِ ناف بالوں کی صفائی کرنے سے متعلّق کوئی حدیث تو نہیں ملی، تاہم چونکہ ہر جمعہ کو ناخن اور مونچھیں کاٹنے سے متعلّق آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا عمل اور ترغیب روایات میں منقول ہے، اس لئے اُس پر قیاس کرتے ہوئے زیرِ ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی کو افضل قرار دینا بالکل درست ہے۔ غالباً اِسی لئے کتبِ فقہ میں جمعہ کے دن ”حلق العانۃ“ زیرِ ناف بالوں کی صفائی کا ذکر کیا گیا ہے۔

بعض روایات سے جمعرات کے دن ناخن کاٹنا، بغل اور زیرِ ناف بالوں کی صفائی کرنا معلوم ہوتا ہے، جو شاید واللہ اَعلم اِس بات پر محمول ہیں کہ جمعہ کی تیاری ایک دن قبل ہی سے شروع کر دینی چاہیئے، کیونکہ اِس میں جمعہ کا زیادہ اہتمام کا معنی پایا جاتا ہے۔ روایت یہ ہے: آپ ﷺ نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے اِرشاد فرمایا: اے علی! ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور زیرِ ناف بال مونڈنا جمعرات کے دن کیا کرو اور غسل، خوشبو اور لباس کا اہتمام جمعہ کے دن کیا کرو۔ قَصُّ الظُّفْرِ وَنَتْفُ الإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ يَوْمَ الخمِيسِ وَالْغُسْلُ والطِّيبُ وَاللِّبَاسُ يَوْمَ الجُمُعَةِ۔(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر:6130)(کنز العمال:17256، 17240)

بارہوں عمل: جمعہ کیلئے جلدی جانا:

اِرشادِ نبوی ہے: بے شک تمہارے لئے ہر جمعہ کے دن حج اور عمرہ (کا ثواب) ہے، پس حج تو یہ ہے کہ جمعہ کے لئے تپتی ہوئی دوپہر میں (یعنی جلدی) جانا، اور عُمرہ یہ ہے کہ جمعہ کے بعد (ذکر واذکار میں مشغول رہتے ہوئے) عصر کا انتظار کرنا۔ إِنَّ لَكُمْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ حَجَّةً وَعُمْرَةً، فَالْحَجَّةُ الْهَجِيرُ لِلْجُمُعَةِ، وَالْعُمْرَةُ انْتِظَارُ الْعَصْرِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔(سنن کبریٰ بیہقی:5950)

جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور اپنے سر کو دھوئے (یا نہلائے) اور خوب جلدی جائے (تاکہ) شروع سے خطبہ پالے اور پیدل جائے، سوار نہ ہو اور اِمام کے قریب بیٹھے اور خطبہ سنے، نیز کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکالے تو اُس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی عبادت کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔(ابوداؤد:345)

وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ :أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الحَدِيثِ:مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ: يَعْنِي غَسَلَ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ۔(ترمذی:496)

التبكير الذهاب ابتداء اليوم والابتكار وجدان الخطبة من ابتداءها۔(العرف الشذی:2/11،10)

اِرشادِ نبوی ہے: جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایک ایک کر کے شروع میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں (یعنی جو شخص میں مسجد میں اوّل وقت آتا ہے، پہلے اُس کا نام ، پھر اُس کے بعد جو پہلے آتا ہے اُس کا نام لکھتے ہیں) وہ شخص جو مسجد میں اوّل وقت آتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قربانی کیلئے اونٹ بھیجتا ہے، پھر اُس کے بعد جو جمعہ میں آتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قربانی کیلئے دُنبہ بھیجتا ہے، پھر اُس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص صدقہ میں مرغی دیتا ہے، پھر اُس کے بعد جو شخص آتا ہے وہ صدقہ میں انڈا دینے والوں کی طرح ہوتا ہے۔ پھر جب اِمام منبر پر آتا ہے تو وہ اپنے صحیفے (نام لکھنے کے اندراج نامے) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔إِذَا كَانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ وَقَفَتِ المَلاَئِكَةُ عَلَى بَابِ المَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، وَمَثَلُ المُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ كَبْشًا، ثُمَّ دَجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ، وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔(بخاری:929)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اوّل آنے والوں کو پھر اُس کے بعد اوّل آنے کو اِسی طرح لکھتے رہتے ہیں، پس جب اِمام (خطبہ کیلئے) نکل جاتا ہے تو اُن رجسٹروں کو لپیٹ دیا جاتا ہے (اور فرشتے بھی خطبہ سننے میں مشغول

ہو جاتے ہیں)۔إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ، يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، طُوِيَتِ الصُّحُفُ۔(مسند احمد:7258)

تیرہوں عمل:جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت ترک کر دینا:

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

اے ایمان والو!جب جمعہ کے دن نماز کیلئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے،اگر تم سمجھو۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾۔(الجمعۃ:9)

چودھواں عمل:جمعہ کیلئے سکون ووقار کے ساتھ جانا :

جس نے جمعہ کے دن غسل کیا پھر (اچھے) کپڑے پہنے اور اپنے پاس موجود خوشبو لگائی، پھر جمعہ کیلئے سکون و وقار کے ساتھ پیدل گیا، کسی کی گردن نہیں پھلانگی، کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی اور حسبِ توفیق نماز پڑھی، پھر اِمام کے فارغ ہونے تک انتظار کیا تو اُس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ لَبِسَ ثِيَابَهُ، وَمَسَّ طِيبًا إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الْجُمُعَةِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ، وَلَمْ يَتَخَطَّ أَحَدًا، وَلَمْ يُؤْذِهِ، وَرَكَعَ مَا قُضِيَ لَهُ، ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ۔(مسند احمد:21729)

جب نماز قائم ہو جائے تو اُس کیلئے دوڑتے ہوئے مت آؤ، بلکہ سکون و وقار کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ، پس جو تم اِمام کے ساتھ پاؤ اُسے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اُس کو (اِمام کے فارغ ہونے کے بعد) مکمل کر لو۔إِذَا

أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَلاَ تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا تَمْشُونَ، عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔(بخاری:908)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک (نماز میں شامل ہونے کیلئے) پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں تھے، پس انہوں نے (رکعت کو پانے کیلئے) صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا، (نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُنہوں نے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہاری (عبادت میں سبقت میں) حرص کو زیادہ کرے، لیکن آئندہ یہ نہ کرنا“۔عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلاَ تَعُدْ»۔(بخاری:783)

پندرہواں عمل: جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہونے کی دعاء:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے تو دروازے کی چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ کر یہ دعاء پڑھتے تھے: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ، وَأَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ مَنْ سَأَلَكَ وَرَغِبَ إِلَيْكَ۔(ابن السنّی:374)

سولہواں عمل: صلاۃ التسبیح پڑھنا:

جمعہ کے دن کا ایک عمل یہ ہے کہ صلاۃ التسبیح پڑھی جائے اور اگر ممکن ہو تو سب سے بہتر وقت اِس کا یہ ہے کہ زوال کے بعد جمعہ سے پڑھی جائے، اور جمعہ سے پہلے ممکن نہ ہو تو شبِ جمعہ وغیرہ کسی بھی وقت میں پڑھی جاسکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صلاۃ التسبیح کی تاکید کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: صلاۃ التسبیح اگر ممکن ہو تو روزانہ ایک دفعہ پڑھو، اگر یہ نہیں کرسکتے تو ہر جمعہ میں ایک مرتبہ پڑھو، اگر یہ بھی نہیں کرسکتے تو ہر مہینے میں ایک دفعہ پڑھو، اگر یہ بھی نہیں کرسکتے ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھو، اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتے تو اپنی پوری زندگی میں ہی ایک دفعہ پڑھو۔إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً۔(ابوداؤد:1297)

حضرت ابو الجوزاء فرماتے ہیں کہ ایک صحابی جو غالباً حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے یہ اِرشاد فرمایا: کل میرے پاس آنا میں تمہیں ایک تحفہ اور عطیہ دوں گا، صحابی فرماتے ہیں کہ میں سمجھا کہ آپ مجھے کوئی (ظاہری) عطیہ عنایت فرمائیں گے (میں اگلے دن آیا تو) آپ ﷺ نے مجھ سے اِرشاد فرمایا: "إِذَا زَالَ النَّهَارُ، فَقُمْ فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ" جب دن زائل ہو جائے تو کھڑے ہو جاؤ اور چار رکعات (صلاۃ التسبیح) پڑھو۔(ابوداؤد:1298)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "يُسْتَحَبُّ صَلَاةُ التَّسْبِيحِ عِنْدَ الزَّوَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ" صلاۃ التسبیح جمعہ کے دن زوال کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔(مرقاۃ 5/1)

سترہواں عمل: جمعہ کی نماز پڑھنا:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا لازم ہے۔الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ۔(ابوداؤد:1067)

اٹھارہواں عمل: جمعہ کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اُس وقت پڑھتے جب سورج زائل ہوجاتا۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ»۔(بخاری:904)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز جلدی (اول وقت میں) پڑھ لیا کرتے تھے اور جمعہ کے بعد قیلولہ کیا کرتے تھے۔كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيلُ بَعْدَ الجُمُعَةِ۔(بخاری:905)

انیسواں عمل: جمعہ کی نماز اور خطبہ کے آداب کو ملحوظ رکھنا:

جمعہ کے دن نمازِ جمعہ میں حاضر ہونے اور خطبہ سننے والوں کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آداب ذکر کیے ہیں ،اُن کا اہتمام کرنا چاہیئے اور جن اُمور سے منع کیا ہے اُن سے اجتناب کرنا چاہیئے۔مثلاً:

1. اِمام کے قریب بیٹھنا۔(ابوداؤد:1108)
2. آگے جانے کیلئے کسی کی گردن نہ پھلانگنا۔(ابوداؤد:343)
3. دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرنا۔(بخاری:883)
4. کسی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر نہ بیٹھنا۔(مسلم:2178)
5. خطبہ کے دوران لغو اور فضول بات یا کام سے گریز کرنا۔(ابوداؤد:1113)(طبرانی اوسط:1452)
6. خطبہ کے دوران حبوہ باندھ کر نہ بیٹھنا۔(ابوداؤد:1110)
7. خطبہ غور سے خاموشی کے ساتھ سننا۔(مسلم:857)

8. جمعہ سے پہلے کچھ نہ کچھ نمازیں پڑھنا۔(مسلم:857)

بیسواں عمل:جمعہ کی نماز کے بعد کے اورادو اَذکار:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں: جس نے جمعہ کی نماز کے بعد سورۃ الاِخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس سات مرتبہ پڑھ لی اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اُسے اگلے جمعہ تک تمام برائیوں سے پناہ عطاء فرمادیں گے۔«مَنْ قَرَأَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ؛ أَجَارَهُ اللَّهُ بِهَا مِنَ السُّوءِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى»۔(الترغیب فی فضائل الأعمال لابن شاہین:472)(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:375)

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جس نے جمعہ کی نماز کے بعد سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس پڑھی تو وہ اُس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک محفوظ ہو گیا۔«مَنْ قَرَأَ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ حَفِظَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ»۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:29602)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جس نے جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ" پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کے ایک ہزار گناہ اور اُس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف کر دیتے ہیں۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:377)

اکیسواں عمل: جمعہ کے دن کے سات جنّت میں لے جانے والے قیمتی اعمال:

احادیث کے مطابق سات اعمال ایسے ہیں جو اگر سارے کے سارے کسی جمعہ کے دن سر انجام دیدیے جائیں تو اللہ کے فضل سے جنّت واجب ہو جاتی ہے:

❶ مریض کی عیادت۔ ❷ جنازہ میں حاضر ہونا۔ ❸ روزہ رکھنا۔ ❹ جمعہ کی نماز پڑھنا۔

❺ غلام آزاد کرنا۔ ❻ نکاح میں شرکت۔ ❼ صدقہ کرنا۔

اب اِن سے متعلّق احادیث ملاحظہ فرمائیں:

اِرشادِ نبوی ہے: پانچ اعمال ایسے ہیں جو کسی نے ایک دن کر لیے تو اللہ تعالیٰ اُسے اہلِ جنّت میں سے لکھ دیتے ہیں: مریض کی عیادت کی، جنازہ میں حاضر ہوا، اُس دن روزہ رکھا، جمعہ کے لئے گیا اور غلام آزاد کیا۔ خَمْسٌ مَنْ عَمِلَهُنَّ فِي يَوْمٍ كَتَبَهُ اللَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ: مَنْ عَادَ مَرِيضًا، وَشَهِدَ جَنَازَةً، وَصَامَ يَوْمًا، وَرَاحَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَأَعْتَقَ رَقَبَةً۔(صحیح ابن حبان مخرجاً:2771)

جس نے جمعہ کے دن روزہ رکھا، مریض کی عیادت کی، جنازہ میں حاضر ہوا، صدقہ کیا اور غلام آزاد کیا اُس کیلئے اِن شاء اللہ جنّت واجب ہوگئی۔ مَنْ وَافَقَ صِيَامَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَعَادَ مَرِيضًا، وَشَهِدَ جِنَازَةً، وَتَصَدَّقَ وَأَعْتَقَ رَقَبَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِنْ شَاءَ اللهُ۔(شعب الایمان:2778)

ایک اور روایت میں ہے جس نے جمعہ کی نماز پڑھی، روزہ رکھا، مریض کی عیادت کی، جنازہ میں حاضر ہوا اور نکاح میں شرکت کی اُس کیلئے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ مَنْ صَلَّى الْجُمُعَةَ وَصَامَ يَوْمَهُ، وَعَادَ مَرِيضًا، وَشَهِدَ جِنَازَةً، وَشَهِدَ نِكَاحًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔(طبرانی اوسط:2348)

اگر کوشش کی جائے تو یہ کام کوئی زیادہ مشکل نہیں، ہر شخص ہر جمعہ کو بآسانی یہ تمام کام سرانجام دے سکتا ہے، لہٰذا اِنہیں کرنے کی کوشش کریں، اور اگر ہر جمعہ کو نہیں تو کوئی ایک جمعہ تو ایسا بنانے کی کوشش کریں جس میں یہ تمام کام اخلاص کے ساتھ سرانجام دیں، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق جنّت میں داخلہ عطاء فرمائیں گے۔

فائدہ: مذکورہ بالا سات کاموں میں سے ایک کام "غلام آزاد کرنا" بھی ہے، جو آج کے دَور میں تو نہیں رہا، لیکن اس کے بدلے کچھ ایسے کام کیے جاسکتے ہیں جو غلام آزاد کرنے کے برابر ہیں، امید ہے کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن اعمال کے کرنے سے غلام آزاد کرنے کا فائدہ، ثواب اور جمعہ کے دن اِس کام کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ ذیل میں احادیث کی روشنی میں کچھ ایسے کام ذکر کیے جارہے ہیں تاکہ غلام آزاد کرنے کے طور پر ان کاموں میں سے کوئی کام کیا جاسکے:

غلام آزاد کرنے کے برابر اجر و ثواب:

✱ کسی مسلمان کو پانی پلانا اگرچہ ایسی جگہ پر ہو جہاں پانی وافر مقدار میں دستیاب ہو تب بھی غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔مَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً، وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ لَا يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهُ۔(طبرانی اوسط: 6592)

✱ اللہ کے راستے میں دشمن پر تیر (یا گولی اور میزائل وغیرہ) چلانا، خواہ دشمن کو لگے یا نہیں، بہر صورت ایسا غلام جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو، اُس کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً۔(مصنف ابن ابی شیبۃ :19386)مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فَبَلَغَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ، كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔(مسند احمد: 17020)

✱ چوتھا کلمہ 100 مرتبہ پڑھنا دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ،كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ،وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ۔(بخاری:6403)

✱ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک ذکر، تکبیر، تسبیح، تحمید اور تہلیل میں مشغول رہنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دو یا اس سے بھی زیادہ غلام آزاد کرنے سے بھی بہتر ہے،اِسی طرح عصر کے بعد غروبِ شمس تک ذکر وغیرہ میں مشغول رہنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ لَأَنْ أَقْعُدَ أَذْكُرُ اللهَ وَأُكَبِّرُهُ وَأَحْمَدُهُ وَأُسَبِّحُهُ وَأُهَلِّلُهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ رَقَبَتَيْنِ،أَوْ أَكْثَرَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمِنْ بَعْدِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔(مسند احمد:22194)

✱ کسی کو دودھ حاصل کرنے کے لئے بکری فراہم کرنا یا دودھ پلانا یا قرض دینا یا (بھٹکے ہوئے کو) راستہ کی راہنمائی کر دینا غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ أَوْ وَرِقٍ أَوْ هَدَى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلَ عِتْقِ رَقَبَةٍ ۔(ترمذی:1957)مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ وَرِقٍ، أَوْ هَدَى زُقَاقًا، أَوْ سَقَى لَبَنًا،كَانَ لَهُ عَدْلُ رَقَبَةٍ أَوْ نَسَمَةٍ۔(مسند احمد: 18704)

✱ بیت اللہ شریف کے طواف میں سات چکر لگا کر دو رکعت نماز پڑھنے والے کو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔مَن طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ سَبْعاً وَصَلى رَكْعَتَيْن كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً.(کنز العمال:12494)

✱ اپنے کسی بھائی کے ساتھ کسی وحشت ناک راستے میں (اُس کی وحشت دور کرنے کے لئے) نکلنا غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔مَن خرَج مَعَ أخٍ لَهُ فِي طَرِيقٍ مُوحِشَةٍ فكَأَنَّمَا أعْتَقَ رَقَبَةً.(کنز العمال:16435)(دیلمی:5491)

✱ اپنے کسی دینی بھائی پر مال خرچ کرنا غلام آزاد کرنے سے بھی بہتر ہے۔عَنْ بُدَيْلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ أُطْعِمَ أَخًا فِي اللهِ لُقْمَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِدِرْهَمٍ، وَلَأَنْ أُعْطِيَ أَخًا فِي اللهِ دِرْهَمًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ، وَلَأَنْ أُعْطِيَ أَخًا فِي اللهِ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ رَقَبَةً.(شعب الایمان:9181)

✱ کسی اندھے شخص کو ہاتھ پکڑ کر چالیس پچاس گز بھی چلانا غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔مَنْ قَادَ أَعْمَى أَرْبَعِينَ أَوْ خَمْسِينَ ذِرَاعًا كَانَتْ لَهُ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ.(شعب الایمان: 7223)

✱ سات یا دس انسانوں کو سلام کرنا بھی غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔مَنْ سَلَّمَ عَلَى سَبْعَةٍ فَهُوَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ.(شعب الایمان :8417)مَنْ سَلَّمَ عَلَى عَشَرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً، فَإِنْ مَاتَ مِنْ يَوْمِهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.(الترغیب فی فضائل الاعمال:489)(کنز العمال:25286)(دیلمی:5635)

✱ سو مرتبہ اللہ اکبر کہنا سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔مَنْ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ مِثْلَ عِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ.(شعب الایمان:4086)

✱ والد کا اپنی (فرماں بردار) اولاد کی طرف دیکھ کر خوش ہو جانا اولاد کے لئے غلام آزاد کرنے کے برابر ہے ۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :إِذَا نَظَرَ الْوَالِدُ إِلَى وَلَدِهِ–يَعْنِي فَسُرَّ بِهِ–كَانَ

لِلْوَلَدِ عِتْقُ نَسَمَةٍ، قَالَ:قِيلَ:يَا رَسُولَ اللهِ،وَإِنْ نَظَرَ سِتِّينَ وَثَلثمِائَةِ نَظْرَةً؟ قَالَ:اللهُ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ.(شعب الایمان:4086)

✱ کسی مجاہد کا خط اُس کے گھر والوں تک یا اُس کے گھر والوں کا خط مجاہد تک پہنچانا، اِس میں خط کے ہر حرف کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔مَنْ بَلَّغَ كِتَابَ الْغَازِي إِلَى أَهْلِهِ، أَوْ كِتَابَ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ فِيهِ عَتَقُ رَقَبَةٍ، وَأَعْطَاهُ اللهُ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ، وَكَتَبَ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ.(شعب الایمان:3974)

بائیسواں عمل:جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھنا:

اِرشادِ نبوی ہے: جو جمعہ کے دن کہف پڑھے گا تو وہ آٹھ دن تک محفوظ رہے گا اور اگر دجال نکلے تو اسے بھی محفوظ رہیگا۔من قرأ الكهف يوم الجمعة، فهو معصوم إلى ثمانية أيام، وإن خرج الدجال عصم منه۔(اللمعۃ فی خصائص الجمعہ:1/ 53)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھی پھر اُس نے دجّال کو پالیا تو دجال اُس پر مسلّط نہ ہوسکے گا، یا فرمایا: دجّال اُس کو نقصان نہ پہنچاسکے گا۔مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَدْرَكَ الدَّجَّالَ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ،-أَوْ قَالَ: لَمْ يَضُرُّهُ۔(شعب الایمان:2776)

ایک روایت جو موقوف و مرفوع دونوں طرح مَروی ہے، یہ ہے: جو جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھے گا تو اسکے لئے اس کے مقام سے لیکر بیت اللہ تک ایک نور روشن ہو گا۔مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔(شعب الایمان:2777)(السنن الصغیر للبیہقی:967)

جوجمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھے گا اُس کیلئے اس جمعہ اوردوسرے جمعہ کے درمیان نور روشن ہوگا۔مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ۔(السنن الصغیر للبیہقی:606)

تئیسواں عمل:جمعہ کے دن سورہ ھود پڑھنا :

جمعہ کے دن آپ ﷺ نے سورہ ھود پڑھنے کی بھی تعلیم دی ہے، سورۃ الکہف کے ساتھ ساتھ اس کی بھی کوشش کرنی چاہیئے۔چنانچہ حضرت کعب نبی کریم ﷺ کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں:جمعہ کے دن سورہ ھود پڑھا کرو۔اقْرَءُوا سُورَةَ هُودٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(سنن دارمی:3446)

چوبیسواں عمل:جمعہ کے دن سورہ آلِ عمران پڑھنا :

ایک روایت میں ہے:جس نے جمعہ کے دن وہ سورت پڑھی جس میں آلِ عمران کا تذکرہ ہے(یعنی سورہ آلِ عمران)تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے (جمعہ کا)سورج غروب ہونے تک اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں۔مَنْ قَرَأَ السُّورَةَ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ، وَمَلَائِكَتُهُ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ۔(طبرانی اوسط:6157)

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:جو شخص جمعہ کے دن سورہ آل عمران پڑھتا ہے تو اس کے لئے رات تک فرشتے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔مَنْ قَرَأَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى اللَّيْلِ۔(سنن دارمی:3440)

پچیسواں عمل: جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرنا:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اِس لئے کہ یہ "یومِ مشہود" ہے یعنی اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ۔(ابن ماجہ:1637)

چھبیسواں: جمعہ کے دن ذکر کی کثرت کرنا:

بے شک جمعہ کا دن عید اور ذکر کا دن ہے، پس تم اپنے عید کے دن کو روزے کا دن مت بناؤ، تم اُسے ذکر کا دن بناؤ، ہاں! یہ کہ تم اُس کو (روزہ رکھنے میں) اور دنوں کے ساتھ ملادو (کہ جمعرات یا ہفتے کا روزہ بھی ساتھ رکھ لو تو صحیح ہے)۔إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمُ عِيدٍ وَذِكْرٍ، فَلَا تَجْعَلُوا عِيدَكُمْ يَوْمَ صِيَامٍ، وَلَكِنِ اجْعَلُوهُ يَوْمَ الذِّكْرِ إِلَّا أَنْ تَخْلِطُوهُ بِأَيَّامٍ۔(شعب الایمان:3584)اِس سے **معلوم** ہوا کہ جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کرنی چاہیئے۔

ستائیسواں عمل: جمعہ کے دن عصر کے بعد کا ایک خاص درود شریف:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسّی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے **"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً"** اُسکے اسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب اس کیلئے لکھا جائے گا۔من صلى صلاة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مكانه اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً وكتبت له عبادة ثمانين سنة۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع للسخاوی)

اٹھائیسواں عمل: جمعہ کے دن دعاء کی کثرت کرنا :

ما قبل کی کئی حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص گھڑی ایسی رکھی گئی ہے جس میں بندہ اپنے ربّ سے جو سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے عطاء کردیتے ہیں ، چنانچہ جمعہ کی خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اِس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اس میں جو چیز بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتے ہیں۔وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ۔(ابن ماجہ:1084)

وہ گھڑی کب اور کون سی ہے ، اِس کو مخفی اور پوشیدہ رکھا گیا ہے تاکہ جمعہ کا پورا دن اس کی تلاش اور دعاء میں گزرے ، اور لوگ جمعہ کے دن مختلف اوقات میں دعاء کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کریں۔ مشہور قول کے مطابق وہ گھڑی جمعہ کی آخری ساعتوں میں پائی جاتی ہے ، چنانچہ ایک روایت میں ہے ، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: نیز اس دن کی آخری تین ساعتوں میں ایک ایسی ساعت ہے (یعنی جمعہ کی آخری ساعت) جس میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگے گا اُس کی دعاء قبول ہوگی۔وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا اسْتُجِيبَ لَهُ۔(مسند احمد:8102) لہٰذا جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد خوب اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ دعاؤں کی کوشش کرنی چاہیئے۔

چوتھی فصل —— جمعہ کے دن پائی جانے والی کوتاہیاں

جمعہ کے دن کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں بڑی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں ، جس طرح پانچوں فرض نمازوں میں لوگ غفلت اور سستی کا شکار ہو کر نماز میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں اِسی طرح ہفتہ میں

ایک دن آنے والے اِس عظیم اور بابرکت دن میں بھی لوگوں کی جانب سے انتہائی سستی اور غفلت کا مزاج نظر آتا ہے، اور یہ غفلت صرف جمعہ کی نماز ہی میں نہیں بلکہ پورے دن میں نظر آتی ہے، حالآنکہ جمعہ کا پورا دن انتہائی قابلِ قدر اور لائقِ تعظیم ہے، اِس کی رات یعنی شبِ جمعہ بھی قیمتی اور اِس کا دن بھی برکتوں سے بھرا ہوا، یہاں تک کہ اِس کے اختتام پر گزرنے والی ساعتیں بھی قبولیتِ دعاء کے اعتبار سے نہایت اہم ہے، لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں اِس دن کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ توجہ نظر نہیں آتی۔

ذیل میں جمعہ کے دن سے متعلّق پائی جانے والی کوتاہیوں میں سے کچھ بڑی اور اہم کوتاہیاں ذکر کی جارہی ہیں، تاکہ ہم سب اُس کی اِصلاح اور درستگی کی طرف توجہ سے سکیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو اور جمعہ کے مبارک دن کے حوالے سے پائی جانے والی تمام تر کوتاہیوں سے بالکلیہ اجتناب کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)۔

پہلی کوتاہی : جمعہ کے دن کا آغاز ہی اللہ کی نافرمانی سے کرنا:

جمعہ کے دن کی ابتداء ہی فجر کی فرض نماز کو "قضاء کردینے" یا "جماعت کو ترک کردینے" جیسے گناہِ کبیرہ سے کی جاتی ہے جو دراصل جمعہ کے دن کی بڑی ناقدری ہے۔ فرض نماز کوئی بھی ہو اُس کو ترک کرنا بذاتِ خود ایک گناہ ہے، بالخصوص جبکہ وہ فجر کی نماز ہو اور وہ بھی جمعہ کے دن کی فجر کی نماز، تو اُس کو ترک کردینے کی قباحت وشناعت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد ہے: بے

شک اللہ کے نزدیک سب سے افضل نماز جمعہ کے دن صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے۔إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ عِنْدَ اللهِ صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ۔(شعب الایمان:2783)

دن کی ابتداء میں ہی یہ نماز اگر ترک ہو جائے تو کیا جمعہ کی قدر کی جاسکتی ہے، اور کیا جمعہ کی برکتوں کو سمیٹا جاسکتا ہے۔اِس لئے جمعہ کے دن کے آغاز میں کیے جانے والے اِس گناہِ کبیرہ سے بطورِ خاص بچنے کا اہتمام کریں۔واللہ ولیّ التّوفیق۔

دوسری کوتاہی : جمعہ نہ پڑھنا:

ایک مؤمن خواہ وہ کتنا ہی گیا گزرا ہو،اُس سے یہ بات بہت بعید تر معلوم ہوتی ہے کہ وہ ہفتہ کے سات دنوں میں ایک مرتبہ آنے والے عظیم اور بابرکت دن کی عظیم عبادت یعنی جمعہ کو ترک کردے......؟!!

لیکن...... بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج کے اِس دَور میں مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ایسی نظر آتی ہے جو ہفتہ میں ایک مرتبہ بھی جمعہ کی نماز میں مسجد آنے کیلئے تیار نہیں ہوتے اور غفلت و سستی،کاروبار و تجارت اور دنیاوی مشاغل و مصروفیات کی وجہ سے جمعہ میں حاضر ہونے سے رہ جاتے ہیں۔صد حیف و تأسف ہے ایسی مصروفیات اور مشغولیت پر جو انسان کو جمعہ میں بھی مسجد حاضر ہونے سے روک دے۔ترکِ جمعہ کے بارے میں بڑی سخت اور خطرناک وعیدیں نبی کریم ﷺ نے بیان کی ہیں جو "ترکِ جمعہ کی وعیدیں" کے عنوان کے تحت ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

تیسری کوتاہی: غسل نہ کرنا:

جمعہ کے دن غسل کرنے اور پاک وصاف ہونے کی احادیثِ طیبہ میں بڑی تاکید اور فضیلت وارد ہوئی ہے، اِس میں کسی قسم کی کوتاہی کا شکار ہونا، یہ بڑی محرومی اور حرماں نصیبی کی بات ہے۔ اگرچہ غسلِ جمعہ جمہور کے مطابق واجب نہیں، سنّت ہے، یعنی اس کے ترک کرنے پر گناہ نہیں، لیکن یہ کیا کم ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سینکڑوں احادیث میں غسلِ جمعہ کے فضائل اور اس کی مختلف الفاظ و اُسلوب اور مختلف پیرایوں میں ترغیب و تاکید وارد ہوئی ہے، جس کی وجہ سے اِس عظیم سنّت کا ترک کرنا بڑی محرومی اور خسارے کی بات ہے۔ اِس موضوع پر مستقل عنوان "جمعہ کے غسل کے فضائل" میں اُن احادیث کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

تیسری کوتاہی: تنظیف وزینت کو ترک کرنا:

جمعہ کے دن کا ایک اہم کام جسم اور لباس کی گندگی کو دور کرنا اور اُسے کسی قدر مزیّن کرنا نبی کریم ﷺ کی سنّت ہے، جس میں کئی چیزیں داخل ہیں: غسل کرنا، جسم کے میل کچیل کو دور کرنا، ناخن کاٹنا، زیرِ ناف بالوں کی صفائی، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، اچھا لباس پہننا وغیرہ، یہ سب صفائی و ستھرائی اور زینت اختیار کرنے کے زمرے میں آتے ہیں، نبی کریم ﷺ سے اِن کاموں کا خود بھی کرنا اور دوسروں کی اس کی ترغیب دینا بہت سی روایات میں ثابت ہے، جس کو ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاچکا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو بڑے اہتمام کے ساتھ اِن تمام کاموں کو کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

چوتھی کوتاہی: ناجائز زینت اختیار کرنا:

بہت سے لوگ اس دن میں نہانے اور صاف ستھرا ہونے کیلئے العیاذ باللہ ڈاڑھی مونڈنے یا کتر کر ایک مشت سے کم کرنے کا ایسے اہتمام کرتے ہیں جیسے یہ کوئی اِس دن کے مسنون اعمال میں سے کوئی عمل ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والے اور راہِ راست کی سمجھ عطاء کرنے والے ہیں۔

یاد رکھئے! ڈاڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کرنا گناہِ کبیرہ ہے، نبی کریم ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام اور صلحاء اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرّب بندوں کے طریقے سے اِنحراف و اعراض اور اِسلام اور شریعت کی کھلم کھلا مخالفت ہے۔ حدیث کے مطابق ہر امّتی معافی کے قابل ہے لیکن کھلم کھلا گناہ کرنے والے معافی کے مستحق نہیں۔ كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ۔(بخاری:6069) لٰہذا اِس گناہِ بے لذت سے ساری زندگی بہر صورت اجتناب کریں، بالخصوص جمعہ کے مبارک دن اِس گھناؤنے فعل کا ارتکاب کرکے اللہ اور اُس کے رسول کی ناراضگی کا سبب نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

اِسی طرح بہت سے لوگ جمعہ کے دن غسل کرکے پینٹ شرٹ پہنتے ہیں اور جس کے جائز ناجائز ہونے کی بحث سے اگر صرفِ نظر بھی کرلیا جائے تب بھی کیا ایک مسلمان کو جمعہ کے مبارک دن میں مسلمانوں کے بابرکت مجمع میں آنے کیلئے پینٹ شرٹ پہننا زیب دیتا ہے......؟!! کیا ہفتہ میں ایک دن بھی سنّت کے مطابق لباس زیب تن نہیں کیا جاسکتا؟

پینٹ شرٹ پہننے کا شرعی حکم:

قمیص، تہبند چادر عمامہ، یہ لِباس نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں اور شلوار آپ ﷺ سے خریدنا اور بعض کے نزدیک پہننا بھی ثابت ہے، اِس لئے مسلمانوں کو سنت کے مطابق لِباس و پوشاک استعمال کرنا چاہیئے اور مغربی تہذیب و تمدّن اور اُن کے رنگ و ڈھنگ میں رنگ جانے سے بچنا چاہیئے، تاکہ کل قیامت کے دن کامیاب لوگوں کے ساتھ حشر نشر ہو۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ کوٹ پتلون، پینٹ شرٹ یہ وہ لِباس ہے جو مغرب سے درآمد کیا گیا ہے، مسلمانوں کا ایجاد کردہ لِباس نہیں، اِس لئے اصلاً تو اس کے پہننے میں کافروں کے ساتھ مشابہت کا معنی پایا جاتا ہے، چنانچہ اِسی سبب کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اکابر مفتیان کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو مکروہ لکھا ہے۔

☆حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کوٹ پتلون ابھی تک عام قومی لِباس نہیں ہوا، بلکہ عیسائیوں اور اُن کے نقل اُتارنے والوں کا لِباس ہے اس لئے ابھی تک اس میں تشبّہ کی کراہت باقی ہے"۔(کفایت المفتی:9/159، کتاب الحظر والاباحۃ)

☆حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کوٹ پتلون وغیرہ پہننا انگریزوں کا قومی شعار ہے لہٰذا اس کا پہننا مکروہ ہے اور اگر تشبّہ کی بھی نیت ہو تو حرام ہے"۔(امداد الاحکام:4/341)

☆حضرت لُدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"پینٹ شرٹ پہننا مکروہ تحریمی ہے"۔(آپ کے مسائل:8/371)

☆حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوٹ پتلون ہندوستان میں پہننا حرام تو نہیں رہا البتہ صلحاء کا شعار نہیں، اس سے بچنا چاہیئے۔(فتاویٰ محمودیہ:19/260)

یعنی اب چونکہ مسلمانوں میں بھی پینٹ کا رَواج کثرت سے ہو گیا ہے اور اتنی کَثرت سے یہ پہنا جانے لگا ہے کہ تشبّہ اور کافروں کا شعار ہونے کا معنی باقی نہیں رہا۔ لیکن یہ بات بھی اچھی طرح واضح رہنی چاہیئے کہ پینٹ میں تشبّہ بالکفار کے علاوہ بھی دوسری ایسی خرابیاں پائی جاتی ہیں جن سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور اگر اُن سے نہ بچا جائے تب بھی اس کا پہننا درست نہیں ہو گا۔

پہلی خرابی: پائنچوں کا ٹخنوں سے نیچے ہونا : یہ ایسی خرابی ہے جو پینٹ پہننے والوں کے اندر بکثرت پائی جاتی ہے اور شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو پینٹ پہن کر بھی اِس گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو، حالانکہ یہ ایسا گناہ ہے جس کی احادیث طیبہ میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں جس کو ”اِسبالِ اِزار کی ممانعت اور اُس کی وعیدیں “کے عُنوان کے تحت ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دوسری خرابی: پینٹ کا چست ہونا : عموماً پینٹوں میں انسان کے ستر کے اعضاء نمایاں ہوتے ہیں اور بالخصوص جبکہ اوپر شرٹ پہننے کی وجہ سے قمیص کا پچھلا دامن بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اور بھی زیادہ بے پردگی اور عُریانی کا سماں ہوتا ہے، حالانکہ قرآن کریم میں لِباس کے بنیادی مقاصد میں ستر پوشی کو ذکر کیا گیا ہے، ستر پوشی کا فائدہ ہی اگر لِباس میں حاصل نہ ہو تو اُسے کہاں شرعی لِباس کہہ سکتے ہیں۔

شیخ الاِسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: ”ان دو خرابیوں کی وجہ سے پینٹ پہننا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اِس بات کا اہتمام کرے کہ وہ پتلون چست نہ ہو، ڈھیلی ڈھالی ہو اور اِس بات کا اہتمام کرے کہ پتلون ٹخنوں سے بھی نیچے نہ ہو تو ایسی پتلون پہننا فی نفسہٖ مباح ہے، لیکن پھر بھی اس کا پہننا اچھا نہیں اور کراہت سے خالی نہیں“۔(اصلاحی خطبات:5/294)

پانچویں کوتاہی: جمعہ کی نماز میں تاخیر سے آنا:

بہت سی احادیث میں آپ ﷺ نے جمعہ کے دن جلدی جانے کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے، لہٰذا اس میں کسی قسم کی کوتاہی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے۔ حدیث پیچھے گزر چکی ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایک ایک کر کے شروع میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں (یعنی جو شخص میں مسجد میں اوّل وقت آتا ہے، پہلے اُس کا نام، پھر اُس کے بعد جو پہلے آتا ہے اُس کا نام لکھتے ہیں) وہ شخص جو مسجد میں اوّل وقت آتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قربانی کیلئے اونٹ بھیجتا ہے، پھر اُس کے بعد جو جمعہ میں آتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قربانی کیلئے دُنبہ بھیجتا ہے، پھر اُس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص صدقہ میں مرغی دیتا ہے، پھر اُس کے بعد جو شخص آتا ہے وہ صدقہ میں انڈا دینے والوں کی طرح ہوتا ہے۔ پھر جب اِمام منبر پر آتا ہے تو وہ اپنے صحیفے (نام لکھنے کے اندراج نامے) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔ (بخاری:929)

چھٹی کوتاہی: خطبہ نہ سننا، فضولیات میں مشغول رہنا:

بہت سے لوگوں کی جانب سے یہ کوتاہی دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ خطبہ کے دوران باتوں میں مشغول رہتے ہیں، موبائل میں مصروف ہوتے ہیں، یا کسی اور لغو اور فضول کام میں لگنے کی وجہ سے خطبہ کی طرف اُن کی توجہ نہیں ہوتی، حالآنکہ احادیثِ مبارکہ میں اِس کی بڑی مذمّت بیان کی گئی ہے، بلکہ جمعہ کی فضیلت کے بارے میں منقول روایات میں خطبہ کو غور سے سننے، خاموش رہنے اور لغو اور فضول کاموں سے بچنے کو بطور

شرط قرار دیا گیا ہے، گویا جمعہ کے فضائل ایسے شخص کو نصیب نہیں ہوسکتے جو خطبہ کے آداب کا اہتمام نہ کرے، اِس لئے اِن کوتاہیوں سے ہر ممکن کوشش کرکے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

خطبہ کے دوران جس نے جمعہ کے دن بات چیت کی جبکہ اِمام خطبہ پڑھ رہا ہو اُس کی مثال اُس گدھے کی طرح ہے جو اپنے اوپر بوجھ لادے ہوئے ہو۔مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَهُوَ كَالْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا۔(ابن ابی شیبہ:5305)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے جمعہ کے دن کہا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی ،اُس شخص نے (پریشان ہوکر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا کہ یا رسول اللہ! سعد کہہ رہے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:" لِمَ يَاسَعْدُ؟" اے سد تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ خطبہ دے رہے تھے اور یہ باتیں کررہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: سعد صحیح کہہ رہے ہیں۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ سَعْدٌ لِرَجُلٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: لَا صَلَاةَ لَكَ، قَالَ: فَذَكَرَ ذَلِكَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ سَعْدًا قَالَ: لَا صَلَاةَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لِمَ يَاسَعْدُ» فَقَالَ: إِنَّهُ تَكَلَّمَ وَأَنْتَ تَخْطُبُ، فَقَالَ: «صَدَقَ سَعْدٌ»۔(ابن ابی شیبہ:5306)

ساتویں کوتاہی:لوگوں کی گردنیں پھلانگنا:

جمعہ میں اگلی صفوں تک پہنچنے کیلئے بسا اوقات لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کا قبیح فعل کیا جاتا ہے، جو حدیث کی رو سے ممنوع ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سے منع فرمایا ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جو جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگے گا اُس کو(قیامت کے دن) جہنم کی جانب(جانے والے راستے میں) پُل بنایا جائے گا۔مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الجُمُعَةِ اُتُّخِذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ۔(ترمذی:513)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک جو جمعہ کے دن اِمام کے (خطبہ کیلئے) نکلنے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھلانگتا اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق کرتا ہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جو اپنی آنتوں کو جہنم کی آگ میں گھسیٹتا پھر رہا ہو۔إِنَّ الَّذِي يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيُفَرِّقُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ بَعْدَ خُرُوجِ الْإِمَامِ كَالْجَارِّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ۔(مسند احمد:15447)

حضرت عبد اللہ بن بسر فرماتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا، نبی کریم ﷺ اُس وقت خطبہ دے رہے تھے، آپ ﷺ نے اُسے دیکھ کر اِرشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ، تم نے بڑی تکلیف پہنچائی۔جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ۔(ابوداؤد:1118)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے بغیر اِجازت کسی قوم کے حلقے کی گردنیں پھلانگیں وہ عاصی یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہے۔مَنْ تَخَطَّى حَلْقَةَ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَهُوَ عَاصٍ۔(طبرانی کبیر:7963)

جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی گردن پھلانگے اللہ تعالیٰ اُسے لوگوں کے (روندنے) کیلئے قیامت کے دن جہنّم کے دروازے پر پُل بنائے گا ۔مَنْ تَخَطَّى رَقَبَةَ أَخِيْهِ الْمُسلِمِ جَعَلَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جسْرًا عَلَى بَابِ جَهَنَّم لِلنَّاسِ۔(دیلمی، بحوالہ العرف الشذی:1/222)

آٹھویں کوتاہی: جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا:

بکثرت یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اذانِ جمعہ کے بعد بھی خرید وفروخت اور کھانے کمانے میں لگے رہتے ہیں اور کاروبار و تجارت کا سلسلہ موقوف نہیں ہوتا، جبکہ شرعاً یہ مذموم اور انتہائی قبیح فعل ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ اِس کی مُمانعت بیان فرمائی ہے:

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾۔(الجمعۃ:9)

فقہاء کرام نے اذانِ اوّل کے بعد بیع وشراء کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔(الدر المختار:5/101)

نویں کوتاہی: جمعہ کے دن بھی گناہوں سے باز نہ آنا:

جمعہ کا دن مسلمانوں کا عید کا دن ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس دن میں رحمتیں اور برکتیں نازل ہورہی ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ اِس دن کو دوسرے ایّام پر سردار اور افضل ہونے کا شرف حاصل ہے، پس اِس دن کی تمام تر عظمتوں اور برکتوں کا تقاضا یہ ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ اِطاعت و بندگی کو بجالایا جائے، مُنکرات و فواحش اور غضبِ الٰہی کو متوجہ کرنے والے کاموں سے کلی اجتناب کیا جائے، کیونکہ مبارک اوقات، بابرکت راتوں، متبرّک مقامات میں گناہوں کا وبال بھی بڑھ جاتا ہے۔ ذیل میں اِس سے متعلّق ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں جس میں بڑی وضاحت کے ساتھ اِس کو واضح کیا گیا ہے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس نوجوان سے زیادہ محبوب کوئی نہیں جو توبہ کرنے والا ہے، اور اُس بوڑھے شخص سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہنے والا ہے۔ نیکیوں میں کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس نیکی سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں جو جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن کی جائے اور گناہوں میں کوئی گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس گناہ سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ نہیں جو جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن کیا جائے۔مَا مِنْ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلى اللهِ تَعَالَى مِنْ شَابَ تَائِبٍ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَبْغَضُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ شَيْخٍ مُقِيمٍ عَلَى مَعَاصِيهِ وَمَا فِي الحَسَنَاتِ حَسَنَةٌ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ حَسَنَةٍ تُعْمَلُ فِي لَيْلَةِ جُمُعَةٍ أَوْ يَوْمِ جُمُعَةٍ وَمَا مِنَ الذُّنُوبِ ذَنْبٌ أَبْغَضُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ ذَنْبٍ يُعْمَلُ فِي لَيْلَةِ الجُمُعَةِ أَوْ يَوْمِ الجُمُعَةِ۔(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر:8050)

دسویں کوتاہی: جمعہ کی سنتیں نہ پڑھنا۔

جمعہ کی نماز کے فوراً بعد اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک دم سے لوگوں کا ایک بڑا حصہ مسجد سے بغیر سنتیں پڑھے گھروں کی جانب روانہ ہو جاتا ہے، اور سنتوں کی ادائیگی سے محروم رہ جاتا ہے۔

اگرچہ سنتیں پڑھنا گھروں میں بھی بلاشبہ درست ہے بلکہ احادیث کے مطابق گھروں میں اس کے پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا لوگ اپنے گھروں میں جاکر سنتیں پڑھتے ہیں؟ یقیناً غفلت اور سستی ولاپرواہی کے اِس دَور میں سنتوں کو چھوڑ کر مسجد سے جانے والے اگرچہ یہ اِرادہ لے کر ہی کیوں نہ جائیں کہ گھر میں جاکر سنتیں پڑھ لیں گے لیکن بہر حال اُن میں سے بہت سے لوگوں سے کوتاہی ہو جاتی ہے اور سنتیں بالکل ترک ہی ہو کر رہ جاتی ہیں، جس کا مشاہدہ کثرت سے کیا جاتا رہتا ہے، یہی وجہ

ہے کہ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے گھروں میں سنتیں پڑھنے کو اِس شرط کے ساتھ افضل قرار دیا ہے کہ گھروں میں جانے کی وجہ سے وہ ترک نہ ہو جائیں۔(شامیہ:2/22)

گیارہویں کوتاہی: جمعہ کا وقت داخل ہونے کے بعد سفر کرنا۔

جمعہ کے دن زوال کے بعد جبکہ جمعہ کا وقت شروع ہو گیا ہو، بغیر جمعہ پڑھے سفر کرنا فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے۔(البنایۃ:3/38)(شامیہ: 2/162) ہاں! اگر راستے میں کہیں جمعہ پڑھ لیا جائے تو درست ہے، لیکن عموماً اِس کا خیال نہیں رکھا جاتا، جس کی وجہ سے جمعہ ترک ہو جاتا ہے۔ اِس سے بچنا چاہیئے۔

پانچویں فصل —— جمعہ کے مسائل اور مباحثِ فقہیہ

لفظِ "جمعۃ" کے اعراب:

اس کو چار طریقوں سے پڑھا گیا ہے، جس کا خلاصہ "بِتَثْلِيثِ الْمِيمِ وَسُكُونِهَا" ہے، یعنی:

(1) جُمُعَۃ۔ بضم المیم۔ وھوالافصح۔ (2) جُمَعَۃ۔ بفتح المیم۔

(3) جُمِعَۃ۔ بکسر المیم۔ (4) جُمْعَۃ۔ بسکون المیم۔(الدر المختار:2/136)

آسانی کے ساتھ ان چاروں کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ "جمعہ" میں جیم پر تو ضمہ ہی آتا ہے، اور اُس کے ساتھ میم پر تینوں حرکتیں مع ساکن کے پڑھی جاسکتی ہیں۔

جمعہ کا حکم :

جمعہ فرض ہے، بلا عُذر اِس کا ترک کرنے والا گناہ گار اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔اِس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکّد ہے، اِس لئے کہ اِس کے ترک پر جو وعیدیں ہیں وہ ظہر میں نہیں۔جمعہ اپنی ذات کے اعتبار سے مستقل ایک فرض ہے، ظہر کا عوض اور بدل نہیں۔(شامیہ:136/2)(عُمدۃ الفقہ:435/2)

جمعہ کی فرضیت کا ثبوت :

- **کتاب اللہ:** ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾۔(الجمعۃ:9)
- **سنت:** الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ۔(ابوداؤد:1067)
- **اِجماع:** تمام مسلمانوں کا اِس کی فرضیت پر اِجماع ہے۔(فتح القدیر:49/2)

جمعہ کو "جمعہ" کیوں کہا جاتا ہے؟

زمانۂ جاہلیت میں اس کو "یوم العروبہ" کہا جاتا تھا، بعد میں اس کا نام "یوم الجمعہ" پڑ گیا۔ پھر اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے، ایک حدیث سے اِس کی وضاحت ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کس لئے رکھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اِس لئے کہ اِس میں تمہارے جدِّ امجد حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی اور اُس کا خمیر بنایا گیا، اس دن (پہلا) صور پھونکا جائے گا(جس سے تمام دنیا والے مر جائیں گے)اور (دوسرا)صور پھونکا جائے گا(جس کی آواز سے تمام نردے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے)اور اس دن (قیامت کی) سخت دار و گیر یعنی پکڑ ہو گی، نیز اس دن کی آخری تین ساعتوں میں ایک ایسی ساعت ہے (یعنی جمعہ کی

آخری ساعت) جس میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگے گا اُس کی دعاء قبول ہو گی۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ:لِأَنَّ فِيهَا طُبِعَتْ طِينَةُ أَبِيكَ آدَمَ، وَفِيهَا الصَّعْقَةُ، وَالْبَعْثَةُ، وَفِيهَا الْبَطْشَةُ، وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا اسْتُجِيبَ لَهُ۔(مسند احمد:8102)

مذکورہ حدیث میں اس کی چار وجوہات ذکر کی گئی ہیں:

1. لِأَنَّ فِيهَا طُبِعَتْ طِينَةُ أَبِيكَ آدَمَ۔ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی اور اُس کا خمیر بنایا گیا۔
2. وَفِيهَا الصَّعْقَةُ۔یعنی اس دن پہلا صور پھونکا جائے گا، جس سے جمیع اہلِ دنیا مر جائیں گے۔
3. وَالْبَعْثَةُ۔اور پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا، جس سے جمیع اجسادِ فانیہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔
4. وَفِيهَا الْبَطْشَةُ۔اُس دن قیامت کی سخت پکڑ دھکڑ ہو گی، جو جمیع خلائق کے لئے ہو گی۔

یہ وجوہات جو حدیث میں ذکر کی گئی ہیں یہ سب وجہ تسمیہ اس طرح ہیں کہ ان سب وجوہات میں "جمع" کا مادہ پایا جاتا ہے۔(مرقاۃ:1020/3)

جمعہ کے دن کیا ہوا اور کیا ہو گا:

جمعہ کے دن کیا واقعات ماضی میں پیش آئے اور آئندہ کیا پیش آئیں گے۔ذیل میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و قبض کا واقعہ جمعہ کے دن پیش آیا:

جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اِسی میں اُن کی روح قبض کی گئی۔ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ قُبِضَ۔(نسائی:1284)

اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا فرمایا، اور اس میں اتوار کے دن پہاڑ پیدا کیے، پیر کے دن درخت پیدا کیے، منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کی تخلیق فرمائی، بدھ کے دن نور (روشنی) کو پیدا کیا، جمعرات کے دن جانوروں کو زمین میں پھیلا دیا، اور تمام مخلوق کے بعد آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد، عصر سے لے کر رات (یعنی سورج غروب ہونے) کے درمیان جمعہ کی آخری ساعتوں میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ۔(مسلم:2789)

حضرت آدم علیہ السلام کا جنّت میں داخلہ اور جنّت سے خارجہ جمعہ کے دن ہوا:

جمعہ کے دن حضرت آدم پیدا ہوئے، اسی دن جنت میں داخل کیے گئے، اور اسی دن اس سے نکالے گئے۔ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا۔(مسلم:854)

جمعہ کے دن قیامت قائم ہوگی :

قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔(مسلم:854)

جمعہ کے دن قیامت قائم ہوگی۔ تمام مقرّب فرشتے آسمان، زمین ہوا، پہاڑ، اور دریا سب کے سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں (کہ جمعہ کے دن قیامت آنی ہے، پتہ نہیں کس وقت آجائے)۔ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ، وَلَا سَمَاءٍ، وَلَا أَرْضٍ، وَلَا رِيَاحٍ، وَلَا جِبَالٍ، وَلَا بَحْرٍ، إِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔(ابن ماجہ:1084)

جمعہ کے دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا :

اِرشادِ نبوی ہے: جمعہ کے دن قیامت کا نَفخہ (پہلا صور) اور صَعقہ (دوسرا صور) ہوگا۔وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ۔(نسائی:1284)

یومِ جمعہ افضل ہے یا یومِ عرفہ؟

اِس میں تین قول ہیں:

(1)......جمعہ کا دن افضل ہے، اِس لئے کہ حدیث میں ہے: سب سے بہترین وہ دن جس یں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ۔(مسلم:854)

(2)...... عرفہ کا دن افضل ہے، اِس لئے کہ حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرفہ کے دن سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔مَا مِنْ يومٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يومِ عَرَفَةَ۔(صحیح ابن حبان:3853)

(3)...... ہفتہ کے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے، اور سال کے دنوں میں عرفہ کا دن سب سے افضل ہے، اور عرفہ جمعہ کے دن ہو تو نورٌ علیٰ نور ہے۔(مرقاۃ:3/1011)(زاد المعاد:1/60)

جمعہ کی ساعتِ اجابت یعنی قبولیت کی گھڑی کی مفصّل تحقیق :

بہت سی احادیثِ طیّبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے مبارک دن میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قبولیت کی گھڑی رکھی ہے جس میں مانگی جانے والی دعاء ردّ نہیں ہوتی، چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

ساعتِ اِجابت کے بارے میں روایات:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جمعہ کے دن میں ایسی گھڑی ہوتی ہے جس میں کوئی مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ سے کسی خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی دعاء قبول فرماتے ہیں اور اگر کسی چیز کے شر سے پناہ مانگے تو

اللہ تعالیٰ ضرور اُسے پناہ عطاء فرماتے ہیں۔فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللَّهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْهُ۔(ترمذی:3339)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: جمعہ کے دن ایسی گھڑی ہوتی ہے اس کو جو مسلمان بندہ پالے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز ضرور دے دے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کی کمی بیان کرنے کے لیے اشارہ فرمایا۔فِيهِ سَاعَةٌ، لاَ يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى شَيْئًا، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔(بخاری:935)

بے شک جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جس میں کوئی مومن بندہ جو بھی دعاء اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اُس کی دعاء قبول فرماتے ہیں۔إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً، مَا دَعَا اللہَ فِيهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ بِشَيْءٍ، إِلَّا اسْتَجَابَ اللہُ لَهُ۔(مسند احمد:9206)

بے شک جمعہ کے دن ایسی گھڑی ہوتی ہے جو کسی مسلمان کو نصیب ہو جائے اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا غَفَرَ لَهُ۔(الدعاء للطبرانی:175)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کب ہوتی ہے؟

اس گھڑی کے بارے میں ابتداءً اِس بات میں اختلاف ہے کہ وہ گھڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک کے ساتھ مخصوص تھی یا اب بھی باقی ہے؟اِسی طرح یہ گھڑی ہر جمعہ کو پائی جاتی ہے یا سال میں ایک مرتبہ کسی جمعہ میں،راجح قول کے مطابق یہ ساعتِ اجابت اب بھی پائی جاتی ہے اور ہر جمعہ کو اس کا وجود ہوتا ہے۔

پھر جمہور کے درمیان اس ساعت کی تعیین میں شدید اختلاف ہے کہ وہ گھڑی کون سی ہے ؟

جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں تفصیلی اقوال:

1. یہ قبولیت کی گھڑی شبِ قدر کی طرح مخفی اور پوشیدہ ہے، اور اس کو مخفی رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے حصول کیلئے خوب کوشش اور جستجو کی جائے۔
2. یہ گھڑی جمعہ کے دن میں ایک ساعت سے دوسری ساعت کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے، کسی ایک خاص وقت میں نہیں رہتی۔
3. فجر کی نماز کیلئے جب مؤذّن اذان دے۔
4. صبح صادق سے لیکر سورج طلوع ہونے تک۔
5. عصر سے لیکر غروبِ آفتاب تک۔
6. اِمام کے منبر سے نیچے اترنے سے لیکر تکبیر کہنے تک۔
7. سورج نکلنے کے بعد سب سے پہلی گھڑی۔
8. سورج طلوع ہوتے ہوئے۔
9. دن کی آخری تین ساعتوں میں سے تیسری ساعت کے آخر میں۔
10. زوال سے لیکر اُس وقت تک جبکہ سایہ نصفِ ذراع (آدھے ہاتھ) تک ہو جائے۔
11. زوال سے لیکر اُس وقت تک جبکہ سایہ ایک ذراع (آدھے ہاتھ) تک ہو جائے۔
12. زوال کے بعد ایک بالشت سے لیکر ایک ذراع تک۔
13. زوالِ شمس کے بعد۔
14. جب مؤذّن جمعہ کی اذان شروع کر دے۔

15. زوال سے لیکر کسی شخص کے نماز میں داخل ہو جانے تک قبولیت کا ہوتا ہے۔

16. زوال سے لیکر اِمام کے خطبہ کیلئے نکلنے کے وقت تک۔

17. زوال سے لیکر غروبِ شمس تک۔

18. اِمام کے جمعہ کے خطبہ کیلئے نکلنے کے وقت۔

19. اِمام کے خطبہ کیلئے نکلنے سے لیکر نمازِ جمعہ کے ختم ہونے تک۔

20. بیع وشراء کے حرام ہونے سے لیکر حلال ہونے تک

21. اذان سے لیکر نمازِ جمعہ کے ختم ہونے تک۔

22. اِمام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز کے ختم ہونے تک

23. اذان کے وقت سے لیکر، اِمام کے وعظ ونصیحت کے وقت اور اِمامت کرنے کے وقت تک۔

24. جب اذان ہو، اِمام منبر پر چڑھے، اور نمازِ جمعہ قائم ہو جائے۔

25. اِمام کے خطبہ شروع کرنے سے لیکر خطبہ سے فارغ ہونے تک۔

26. جب اِمام منبر تک پہنچ کر خطبہ شروع کردے۔

27. اِمام کے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت۔

28. اِمام کے منبر سے اُترنے کے وقت۔

29. جب نماز کھڑی کی جارہی ہو اور اِمام اپنی جگہ پر نماز شروع کرنے کیلئے کھڑا ہو جائے۔

30. اِقامتِ صلوۃ سے لیکر اختتامِ صلاۃ تک۔

31. وہ گھڑی جس میں نبی کریم ﷺ جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔

32. عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک۔

33. عصر کی نماز میں۔

34. عصر کی نماز کے بعد سے وقتِ اختیار کے آخر تک، یعنی سورج کے زرد ہونے سے پہلے پہلے۔

35. مطلقاً عصری نماز کے بعد۔

36. سورج کے زرد ہو جانے سے غروب ہونے تک۔

37. عصر کے بعد آخری گھڑی میں۔

38. آدھا سورج غروب ہونے سے لیکر مکمل غروب ہونے تک۔(عُمدۃ القاری:6/242تا244)

جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں گیارہ مشہور اقوال:

علّامہ ابن القیّم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق جمعہ کی ساعتِ اجابت کے بارے میں مذکورہ بالا تمام اقوال میں سے مندرجہ ذیل گیارہ مشہور اقوال ہیں:

1) صبح صادق سے لیکر سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سے لیکر سورج غروب ہونے تک۔

2) زوال کے وقت۔

3) جب مؤذّن جمعہ کی اذان دینے لگے۔

4) جب اِمام منبر پر خطبہ دینے کیلئے بیٹھ جائے تو اُس کے فارغ ہونے تک۔

5) وہ گھڑی جس میں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی نماز کو پسند کیا ہے۔

6) زوالِ شمس سے لیکر نماز شروع ہونے تک۔

7) سورج ایک بالشت بلند ہونے کے بعد سے لیکر ایک ذراع تک بلند ہونے تک۔

8) عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک۔

9) عصر کے بعد بالکل آخری گھڑی۔

10) اِمام کے خطبہ دینے کیلئے نکلنے سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک۔

11) یہ دن کی تیسری گھڑی ہے۔ یعنی حضرت کعب کے قول کے مطابق جمعہ کو اگر تین برابر حصوں میں تقسیم کر لیا جائے تو یہ ساعت مل سکتی ہے۔(زاد المعاد:1/376،377)

جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں دو مشہور قول:

جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح اور مشہور قول دو ہیں:

پہلا قول: عصر کی نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک۔

یہ قول اِمام اعظم ابو حنیفہ اور اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک راجح ہے۔ جس کے دلائل یہ ذیل ہیں:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جمعہ کے دن اُس گھڑی کو جس میں دعاء کی قبولیت کی اُمید ہے، عصر کے بعد سے غروبِ شمس تک تلاش کرو۔التَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الجُمُعَةِ بَعْدَ العَصْرِ إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ۔(ترمذی:489)فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ۔(ابوداؤد:1048)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جو اگر کسی مسلمان کو مل جائے اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے وہ ضرور عطاء کرتے ہیں اور وہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَهِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ۔(مسند احمد:7688)

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے صحیح سند کیساتھ نقل کیا ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ایک جگہ جمع ہوئے، اور جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کے بارے میں گفتگو شروع ہو گئی، تو مجلس ختم ہونے سے پہلے سب اس بات پر متفق ہو چکے تھے کہ یہ جمعہ کے دن کے

آخری وقت میں ہے۔عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعُوا فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَتَفَرَّقُوا وَلَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّهَا آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔(زاد المعاد:1/379)

دوسرا قول : جمعہ کے خطبہ کے لئے امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک۔

یہ حضرات شوافع کے نزدیک راجح ہے،اور اِس کے دلائل یہ ہیں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (جمعہ کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں) سنا ہے کہ وہ گھڑی اِمام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہوتی ہے۔هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ۔(مسلم:853)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: بے شک جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگے اللہ تعالیٰ اُسے ضرور عطاء فرمادیتے ہیں ،لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ!وہ کون سی گھڑی ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: نماز کے قائم ہونے سے لیکر اُس سے فارغ ہونے تک۔«إِنَّ فِي الجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يَسْأَلُ اللَّهَ العَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ:«حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى انْصِرَافٍ مِنْهَا»۔(ترمذی:490)—— (معارف السنن:4/308)

ساعتِ اِجابت کے بارے میں قولِ راجح:

ساعتِ اِجابت کے بارے میں مذکورہ بالا تمام اقوال میں سب سے زیادہ مشہور دو قول ہیں جیسا کہ ماقبل اس کی تفصیل گزری، لیکن ان دونوں میں سے بھی سب سے زیادہ جو اکابر اَسلاف نے اختیار کیا ہے اور جس

کے بارے میں سب سے زیادہ قوی درجہ کی روایات میں صراحت اور وضاحت کی گئی ہے وہ " عصر کے بعد سے مغرب تک " کا قول ہے، چنانچہ علّامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِس قول کو راجح قرار دیا ہے، علّامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہی قول راجح ہے، اور ساعتِ اِجابت کے بارے میں تحقیق کرنے والے اکثر محققین نے بھی اِسی کو راجح قرار دیا ہے۔(زاد المعاد:1/378)(معارف السنن:4/308)

وجہِ ترجیح: ایک وجہ ترجیح تو یہ ہے کہ عصر کے بعد کی ساعتِ اِجابت کے بارے میں جو روایات ہیں وہ خطبہ کے وقت کی ساعتِ اجابت کی روایت کے مقابلے میں زیادہ قوی ہیں، چنانچہ علّامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن روایات کے قوی ہونے کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔(معارف السنن:4/310)

علاوہ ازیں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اِنسان کی تخلیق بھی جمعہ کے دن آخری ساعتوں میں ہوئی ہے ، چنانچہ حدیث میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے بعد آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد، عصر سے لے کر رات (یعنی سورج غروب ہونے) کے درمیان جمعہ کی آخری ساعتوں میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔(مسلم:2789) اِس لئے بھی راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِس وقت میں وہ قبولیت کی گھڑی ہو۔ واللہ اعلم۔

نمازِ جمعہ کی شرائط:

نماز جمعہ کی دو طرح کی شرطیں ہیں:

1. شرائطِ وجوب: یعنی جن شرائط کی وجہ سے جمعہ لازم ہوتا ہے۔
2. شرائطِ صحت: یعنی جن شرائط کی وجہ سے جمعہ صحیح ہوتا ہے۔

نمازجمعہ واجب ہونے کی شرطیں:

نماز واجب ہونے کی شرطوں کے علاوہ جمعہ واجب ہونے کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

1. **حرّیت** : آزاد ہونا پس غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے۔
2. **بلوغت**: بالغ ہونا۔ پس بچے پر جیسے نماز فرض نہیں، جمعہ بھی فرض نہیں۔
3. **ذکورت** : مرد ہونا، عورت اور خنثیٰ مشکل پر جمعہ فرض نہیں ہے۔
4. **اقامت** : مقیم ہونا، مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔
5. **صحت** : تندرست ہونا۔ مریض پر جمعہ فرض نہیں ہے، جو مرض جامع مسجد تک پیدل جانے سے مانع ہو اس کا اعتبار ہے۔ بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے مسجد تک نہ جاسکے تو یہ مریض کے حکم میں ہے۔
6. **سالم الاعضاء** : چلنے پر قادر ہونا، اپاہج پر جمعہ فرض نہیں ہے۔
7. **بصر** :یعنی اندھا اور کانا نہ ہونا، پس جو نابینا خود مسجدِ جمعہ تک بلا تکلف نہ جاسکتا ہو اس پر جمعہ لازم نہیں۔
8. **صاحبِ عذر نہ ہونا** :ترکِ جماعت کا کوئی عذر نہ پایا جائے۔(شامیہ:2/153،154)(عُمدۃ الفقہ:2/435)

شرائطِ وجوب کا حکم:

جب تک یہ سب شرطیں نمازی میں نہ پائی جائیں اس وقت تک اس پر جمعہ فرض نہیں ہوتا، لیکن اگر ایسا شخص جمعہ پڑھ لے تو اس کا جمعہ ادا ہو جائے گا اور ظہر کا فرض اس کے ذمہ سے اتر جائے گا، مثلاً: کوئی مسافر یا عورت نماز جمعہ پڑھے تو نمازِ ظہر اس کے ذمہ سے اتر جائے گی، بلکہ مسافر مرد و مکلّف کے لئے نماز جمعہ پڑھنا افضل ہے البتہ عورت کے لئے اپنے گھر میں نماز ظہر پڑھنا افضل ہے۔(عُمدۃ الفقہ:2/436،437)

نماز جمعہ صحیح ہونے کی شرطیں:

1. **مصر یا فنائے مصر ہونا**۔ یعنی شہر اور اُس کے مضافات کا ہونا۔ مصر کی تعریفات گذر چکی ہیں۔
2. **حاکم یا اُس کا مقرر کردہ نائب کا ہونا**۔ چونکہ ہمارے زمانے میں حکومت کو ان امور کی طرف توجہ نہیں ہے لہذا لوگ خود کسی شخص کو مقرر کرلیں وہ ان کو خطبہ دے اور نماز پڑھائے یہ جائز و درست ہے۔
3. **دارالاسلام ہونا**۔ دارالحرب میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔
4. **ظہر کا وقت ہونا**۔ پس وقت ظہر سے پہلے یا اس کے نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نماز پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔
5. **خطبہ کا ہونا**۔ یعنی وقت کے اندر نماز سے پہلے اس طرح پڑھا جائے کہ خطبہ اور نماز میں فصل نہ ہو۔
6. **جماعت کا ہونا**۔ یعنی امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی ہوں۔
7. **اذنِ عام**۔ یعنی عام اجازت کے ساتھ علی الاعلان نمازِ جمعہ ادا کرنا۔ لیکن یہ شرط اُس وقت ہے جبکہ شہر میں جمعہ ایک ہی جگہ قائم کیا جارہا ہو، اور اگر متعدد جمعہ ہوتے ہوں، جیسا کہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے تو یہ شرط نہیں۔ (عُمدۃ الفقہ ملخصًا: 2/437 تا 454)

شرائطِ صحت کا حکم:

اگر شرائط صحتِ جمعہ سے کوئی شرط نہ پائی جائے اس کے باوجود کچھ لوگ نمازِ جمعہ پڑھیں تو ان کی نماز جمعہ ادا نہ ہوگی، ان پر نماز ظہر ادا کرنا فرض ہے اور یہ نماز نفل ہو جائے گی، چونکہ نماز نفل کا اہتمام سے پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے اس لئے اس حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ (زبدۃ الفقہ ملخصًا وبتغیر یسیر: 349 تا 350)

جمعہ فی القریٰ:

یعنی چھوٹی بستیوں میں جمعہ پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں، اِس مسئلہ کو یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ قائم کرنے کیلئے "مصرِ جامع" شرط ہے یا چھوٹی بستیوں میں بھی جمعہ پڑھا جاسکتا ہے:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: جمعہ کے لئے مصرِ جامع یا اُس کا مضافات جس کو "فناءِ مصر" کہتے ہیں، اس کا ہونا شرط ہے، چھوٹی بستیوں میں جمعہ نہیں ہو سکتا۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ کے لئے مصرِ جامع شرط نہیں، بستی میں بھی ہو سکتا ہے۔

پھر حضرات شوافع وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک تو کم از کم وہاں کے باشندوں کی تعداد چالیس ہونی چاہیئے جو سردی و گرمی ہر موسم میں وہاں مقیم رہتے ہوں، جبکہ اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چالیس کی بھی شرط نہیں، اِس سے کم میں بھی جمعہ قائم ہو جائے گا۔(البنایۃ:3/43)

مصر کی تعریفات:

کتبِ فقہ میں مصر کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

1) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک تعریف یہ نقل کی گئی ہے: هو ما يجتمع فيه مرافق أهله دنيا ودينا. وہ جگہ جہاں کے رہنے والوں کو دین و دنیا کی نفع کی تمام چیزیں جمع ہوں۔

2) امام صاحب سے ایک یہ تعریف منقول ہے: هو بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق، ويرجع الناس إليه فيما وقعت لهم من الحوادث. وہ بڑا شہر جس میں گلیاں اور بازار ہوں، اُس کے ماتحت کئی دیہات ہوں اور لوگ اپنے پیش آمدہ حوادث میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔

3) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :كل موضع فيه أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود فهو مصر۔ وہ جگہ جہاں امیر و قاضی مقرر ہو جو لوگوں کو احکام کو نافذ کرتا ہو، اور حدود کو قائم کرتا ہو تو وہ مصر ہے۔

4) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نوادر ابن شجاع میں یہ منقول ہے :إذا كان في القرية عشرة آلاف فهو مصر. جس بستی میں دس ہزار افراد ہوں تو وہ مصر ہے۔

5) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :كل موضع مصره الإمام فهو مصر حتى إنه لو بعث إلى قرية نائبا إلى إقامة الحدود والقصاص يصير مصرا. ہر وہ جگہ جس کو اِمام مصر بنادے وہ مصر ہے، یہاں تک کہ اگر کسی بستی میں اِمام حدود و قصاص کے قائم کرنے کیلئے اپنانائب بھیجے تو وہ مصر ہے۔

6) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :مايعده الناس مصرا عند ذكر الأمصار المطلقة كبخارى وسمرقند. جس کو مطلقاً "مصر" کے لفظ بولنے کے وقت میں لوگ مصر سمجھیں، وہ مصر کہلائے گا۔

7) امام کرخی اور زمخشری رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک: المصر الجامع ما أقيمت فيه الحدود، ونفذت فيه الأحكام. مصرِ جامع وہ ہے جس میں حدود قائم اور احکام کو نافذ کیا جائے۔

8) حضرت ابو عبد اللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم فلم يسعهم فهو مصر جامع. جہاں کے باشندے اپنی سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو نہ آسکیں تو وہ مصر ہے۔

9) **بعض فقہاءِ احناف فرماتے ہیں:** المصر ما يعيش فيه كل صانع بصناعته ولا يحتاج إلى التحول إلى صنعة أخرى. وہ جگہ جہاں ہر کاریگر اپنی صنعت و حرفت کے ساتھ زندگی گزارتا ہو اور کسی دوسری صنعت کا محتاج نہ ہو۔

10) **مستصفی میں یہ منقول ہے:** إذا وجدت فيه حوائج الدين وهو القاضي والمفتي والسلطان فهو مصر جامع۔جب تمہیں کسی جگہ دین کی تمام حوائج وضروریات یعنی قاضی، مفتی، سلطان، مل جائیں تو وہ مصر ہے۔(البنایۃ:3/45)

مصر کی راجح تعریف:

وہ بڑا شہر جس میں کئی گلیاں اور بازار ہوں اور اس کے ماتحت دیہات ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو جو اپنی جاہ و حشمت سے اور اپنے یا کسی اور کے علم کے ذریعہ ظالم سے مظلوم کا اِنصاف لینے پر قادر ہو اور لوگ اپنے پیش آمدہ حوادث میں اُس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ بَلْدَةٌ كَبِيرَةٌ فِيهَا سِكَكٌ وَأَسْوَاقٌ وَلَهَا رَسَاتِيقُ وَفِيهَا وَالٍ يَقْدِرُ عَلَى إنْصَافِ الْمَظْلُومِ مِنْ الظَّالِمِ بِحِشْمَتِهِ وَعِلْمِهِ أَوْ عِلْمِ غَيْرِهِ يَرْجِعُ النَّاسُ إلَيْهِ فِيمَا يَقَعُ مِنْ الْحَوَادِثِ۔(شامیہ:2/137)

فناءِ شہر کی مقدار و تحدید:

فناء مصر کی تحدید (حد بیان کرنے) میں فقہاء مختلف الرّائے ہیں، علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نو قوال ذکر کیے ہیں:

”غَلْوَةٌ، مِيلٌ، مِيلَانِ، ثَلَاثَةٌ، فَرْسَخٌ، فَرْسَخَانِ، ثَلَاثَةٌ، سَمَاعُ الصَّوْتِ سَمَاعُ الْأَذَانِ“

(1)ایک غلوہ، یعنی مقدارِ رمیہ، جس کو تیر پھینکنے کی مسافت کہا جاتا ہے۔(2)ایک میل۔(3)دو میل۔ (4)تین میل۔(5)ایک فرسخ۔(6)دو فرسخ۔(7)تین فرسخ۔(8)جس جگہ تک آواز سنائی دے۔ (9)جہاں تک اذانِ جمعہ سنائی دے۔

لیکن اِن سب کے مقابلے میں بہتر یہ ہے کہ مقدار و تحدید بیان نہ کی جائے کیونکہ شہر کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے حد میں فرق آجاتا ہے، ہر شہر کی ایک حد نہیں ہوتی، لہٰذا تحدید کرنے کے بجائے تعریف کرنی چاہیئے، یعنی یہ بتانا چاہیئے کہ فنا کس کو کہا جاتا ہے۔(شامیہ:2/139)

فناءِ مصر کی تعریف:

فناءِ مصر کی تعریف یہ کی جاسکتی ہے: "فناء مصر وہ مقام ہے جو شہر کی ضروریات کے لئے متعین ہو، مثلاً: قبرستان، کوڑا ڈالنے یا گھوڑ دوڑ یا جنگی مشق یا فوجی اجتماع وغیرہ کے لئے میدان، ہوائی اڈہ اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ۔ فناء کا شہر سے اتصال ضروری نہیں اور نہ ہی اس کی مسافت اور وسعت کی کوئی تحدید ہے بلکہ شہر کی حیثیت کے مطابق اس کی فناء مختلف ہوگی"۔(احسن الفتاوی:4/133)

شہر سے باہر کن لوگوں پر جمعہ لازم ہے:

اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ شہر والوں پر جمعہ لازم ہے، البتہ شہر سے باہر کن لوگوں پر جمعہ لازم ہے، اِس میں اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: فناءِ مصر۔ یعنی شہر کی ضروریات جہاں تک پوری ہوتی ہیں۔

- امام شافعی وابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما: اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ ۔ یعنی جو جمعہ اداء کرنے کے بعد رات سے پہلے پہلے اپنے گھر واپس پہنچ سکے اُس پر جمعہ میں حاضر ہونا لازم ہے۔
- مالکیہ وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: جس کو اذانِ جمعہ سنائی دیتی ہو اُس پر جمعہ میں حاضر ہونا لازم ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔(درسِ ترمذی:2/265)

جمعہ کا غسل:

جمعہ کے دن کا غسل بہت اہمیت کا حامل ہے، احادیث میں اس کا بڑی تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے، اور اِسی تاکید کو دیکھتے ہوئے بعض ائمہ کے نزدیک غسلِ جمعہ واجب کا حکم رکھتا ہے، جس کی تفصیل آرہی ہے۔ جمعہ کے غسل کا واجب ہونا اگرچہ جمہور کا مسلک نہیں لیکن اِس سے غسلِ جمعہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں جمعہ کے غسل سے متعلّق چند مباحث ذکر کی جارہی ہیں:

جمعہ کے غسل کا حکم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو اُسے چاہیئے کہ غسل کرے۔ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ۔(بخاری:877)

اِرشادِ نبوی ہے: جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور اپنے سر کو دھویا کرو اگرچہ تمہیں جنابت لاحق نہ بھی ہو۔ اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَاغسِلُوا رُءُوسَكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا۔(مسند احمد:2383)

جمعہ کے غسل کے فضائل :

جمعہ کے دن غسل کرنا ایک اہم سنّت ہے جس کی احادیثِ طیبہ میں بہت ترغیب دی گئی ہے ، آپ ﷺ نے بہت سی احادیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے کے فضائل اور اہمیت کو بیان فرمایا ہے ، چند فضائل ملاحظہ فرمائیں:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے : جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ہوسکے (اچھے طریقے سے) پاکی حاصل کرے، تیل لگائے ،اور اپنے گھر میں موجود خوشبو لگائے پھر مسجد کیلئے نکلے اور (مسجد پہنچ کر) دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے (یعنی زبردستی دو آدمیوں کے درمیان جگہ نہ ہوتے ہوئے نہ گھسے یا گردنیں نہ پھلانگے) اور پھر جتنی اللہ نے اُس کے مقدّر میں لکھی ہو (یعنی حسبِ توفیق) نماز پڑھے، پھر امام کے خطبہ کے وقت خاموش رہے تو اس جمعہ اور گزشتہ جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى۔(بخاری:883)

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد منقول ہے: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرکے مسجد آئے اُس کی مغفرت کردی جاتی ہے یا اُس کے لئے کفارہ ہوجاتا ہے۔مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ غُفِرَ لَهُ أَوْ كُفِّرَ عَنْهُ۔(طبرانی کبیر:6092)

اِرشادِ نبوی ہے: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اللہ تعالیٰ اُس کو اُس کے گناہوں سے نکال دیتے ہیں، پھر اُس سے کہا جاتا ہے" اِسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ "کہ نئے سرے سے عمل کرو۔مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَخْرَجَهُ اللهُ مِنْ ذُنُوبِهِ ثُمَّ قِيْلَ لَهُ: اِسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ۔(کنز العمال عن الدّیلمی:21268)

ایک روایت سے دس دن کے گناہوں کا کفارہ معلوم ہوتا ہے، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے: جمعہ کے دن غسل کیا کرو، اِس لئے کہ جمعہ کے دن جو غسل کرتا ہے اُس کیلئے جمعہ سے جمعہ کے درمیان کے گناہوں، بلکہ مزید تین دن کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَلَهُ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔(طبرانی کبیر:7740)

ایک روایت میں گناہوں کا بالوں کی جڑوں سے نکل جانا مذکور ہے، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے: بے شک جمعہ کے دن غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے اچھی طرح نکال دیتا ہے۔إِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَيَسْتَلُّ الْخَطَايَا مِنْ أُصُولِ الشَّعْرِ اسْتِلَاةً۔(طبرانی کبیر:7996)

بعض روایات میں جمعہ کے غسل پر اگلے جمعہ تک گناہوں سے پاک ہونا بھی ذکر کیا گیا ہے:

اِرشادِ نبوی ہے: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ اگلے جمعہ تک (گناہوں سے) پاک ہوجاتا ہے۔مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ فِي طَهَارَةٍ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔(مستدرک حاکم:1044)

ایک اور روایت میں ہے: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ اگلے جمعہ تک مسلسل (گناہوں سے) پاک رہتا ہے۔مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، لَمْ يَزَلْ طَاهِرًا إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔(صحیح ابن حبان:1222)قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«لَمْ يَزَلْ طَاهِرًا إِلَى الْجُمُعَةِ»الْأُخْرَى يُرِيدُ بِهِ مِنَ الذُّنُوبِ، لِأَنَّ مَنْ حَضَرَ الْجُمُعَةَ بِشَرَائِطِهَا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔(صحیح ابن حبان:1222)

ایک روایت میں جمعہ کے دن غسل کرنے کو اِسلام کی فطرت قرار دیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک جمعہ کے دن غسل کرنا اِسلام کی فطرت میں سے ہے۔ إِنَّ فِطْرَةَ الْإِسْلَامِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ (صحیح ابن حبان:1221)

جمعہ کا غسل واجب ہے یا سنّت:

- اصحابِ ظواہر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: واجب ہے۔
- ائمہ ثلاثہ اور جمہور رحمۃ اللہ علیہم: سنت ہے۔ (البنایۃ:1/340،339)

فائدہ: اگرچہ اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی جانب وجوبِ غسل کا قول منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ صاحبِ ہدایہ نے نقل کیا ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی جمہور کی طرح غسلِ جمعہ کے مسنون ہونے کے ہی قائل ہیں۔ البتہ اصحابِ ظواہر، حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک وجوبِ غسل ہی کا ہے۔ (البنایۃ:1/340،339)(معارف السنن:4/320)

جمعہ کا غسل نماز کیلئے ہے یا جمعہ کے دن کیلئے:

یعنی جمعہ کے دن جو غسل کیا جاتا ہے وہ نمازِ جمعہ کیلئے ہے یا جمعہ کے دن کیلئے، اِس میں اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ وابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما: نمازِ جمعہ کے لئے ہے۔
- امام محمد رحمۃ اللہ علیہ: یومِ جمعہ کے لئے ہے۔

ثمرۂ اختلاف: جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں حضرات شیخین کے نزدیک اُن کے لئے غسل سنت نہیں ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُن کے لئے بھی سنت ہے۔ (معارف السنن:4/321)(تحفۃ الالمعی:2/355)

کیا غسلِ جمعہ سے نمازِ جمعہ ضروری ہے؟

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: غسلِ جمعہ کا نمازِ جمعہ سے متصل ہونا معتبر ہے، پس اگر غسل کے بعد وضو ٹوٹ گیا اور پھر دوبارہ وضو کر کے جمعہ پڑھا گیا تو غسلِ جمعہ کی سنت اداء نہیں ہو گی۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: اِس کا اعتبار نہیں،، پس جمعہ کے غسل کے بعد نمازِ جمعہ سے پہلے حدث لاحق ہونے سے بھی جمعہ کے غسل میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔(معارف السنن:4/322)(تحفۃ الالمعی:2/355)

جمعہ کا وقت :

جمعہ کے وقت میں مندرجہ ذیل چیزیں قابلِ وضاحت ہیں:

(1)جائز وقت۔ (2)مستحب وقت۔ (3)نماز کے دوران وقت کا نکل جانا۔

جمعہ کا وقتِ جائز:

جمعہ کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہوتا ہے، لہٰذا ظہر کے وقت ہی میں جمعہ اداء ہو گا، اور وقت کے نکلنے کے بعد (یا وقت سے پہلے) جمعہ اداء نہیں ہو گا۔(البنایۃ:3/51)

حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ جمعہ کی نماز جب سورج زائل ہو جاتا (یعنی زوال کا وقت ہو جاتا) تو اداء فرماتے تھے۔ كَانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ۔(بخاری:904)

وقتِ جائز میں اختلاف:

- احناف وشوافع رحمۃ اللہ علیہم: زوالِ آفتاب کے بعد سے ظہر کے آخری وقت تک۔
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: طلوعِ شمس سے ظہر کے آخری وقت تک، لیکن زوال کے بعد مستحب ہے۔

- اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ: زوال کے بعد سے غروبِ آفتاب تک ۔ کیونکہ جمعہ کی نماز عصر کے وقت میں اداء کی جاسکتی ہے۔(الفقہ علی المذاہب الأربعۃ:1/342)(البنایۃ:3/51)

جمعہ کاوقتِ مستحب:

فقہائے احناف کے اس بارے میں دو قول ہیں:

(1)— پہلا قول: ظہر کی طرح جمعہ میں بھی سردی میں تعجیل اور گرمی میں اِبراد مستحب ہے۔

(2)— دوسرا قول: جمعہ میں سردی و گرمی دونوں موسموں میں تعجیل ہی کی جائے گی، تاخیر کسی بھی موسم میں بہتر نہیں۔(عمدۃ القاری:6/202)(رد المحتار:1/367)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے قول یعنی مطلقاً تعجیل کو ترجیح دی ہے۔(فیض الباری(3/136)

اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ جمعہ میں " تبکیر " (جمعہ کے لئے جلدی پہنچنے)کا حکم ہے، جس پر کثیر روایات دلالت کرتی ہیں، اور تبکیر پر عمل کرتے ہوئے اگر ابراد کیا جائے گا تو لوگوں کو اذیت ہوگی، لہذا ہر موسم میں تعجیل ہی بہتر ہے۔

فائدہ : جو حضرات جمعہ کو ظہر پر قیاس کرتے ہوئے اُس میں بھی سردی اور گرمی میں فرق کرنے کے قائل ہیں، یعنی سردی میں تعجیل اور گرمی میں تاخیر کو مستحب قرار دیتے ہیں اُن کا اِستدلال بخاری شریف کی اِس حدیث سے ہے: ”كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا اشْتَدَّ البَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلاَةِ، وَإِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلاَةِ، يَعْنِي الجُمُعَةَ “یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب سردی ہوتی تو نماز کو جلدی اداء کرلیتے اور جب گرمی شدید ہوتی تو ٹھنڈا (یعنی تاخیر) کرکے اداء کرتے۔یعنی جمعہ کی نماز۔(بخاری:906)

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حدیث میں "يَعْنِي الْجُمُعَةَ" یہ راوی کے الفاظ ہیں، جس میں جمعہ کو ظہر پر قیاس کیا گیا ہے، گویا جمعہ کے اندر گرمی کے موسم میں ابراد کرنے کے حکم پر کوئی نص نہیں، صرف یہ ایک روایت ہے جس میں راوی کا قیاس مذکور ہے۔(فیض الباری:3/136)

جمعہ کی نماز کے دوران وقت کا نکل جانا:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم : باطل ہو جاتا ہے، اگرچہ قدرِ تشہد بیٹھنے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔
- حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم : باطل نہیں ہوتا، جمعہ ہی پڑھ کر ختم کریں گے۔
- شوافع رحمۃ اللہ علیہم : آخری وقت میں شروع کیا جانے والا جمعہ باطل ہو جائے گا، پس اس صورت میں از سرِ نَو ظہر پڑھنی ضروری ہوگی۔ اور اگر صحیح اور مناسب وقت میں جمعہ شروع کیا جائے پھر تطویل کی وجہ سے وقت نکل جائے تو وہ ظہر میں تبدیل ہو جائے گا، چنانچہ نماز کو جاری رکھتے ہوئے ظہر کی چار رکعات پڑھی جائیں گی۔
- مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: ایک رکعت مکمل دونوں سجدوں کے ساتھ اداء کرنے کے بعد وقت کا خروج ہوا ہو تو جمعہ ہی مکمل کیا جائے گا، اور اگر ایک رکعت پڑھنے سے پہلے وقت نکل جائے تو جمعہ ظہر میں تبدیل ہو جائے گا اور ظہر کو مکمل کریں گے۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/342)

جمعہ کی اذان:

پانچوں نمازوں کی طرح جمعہ کی اذان بھی سنتِ مؤکّدہ قریب الی الواجب ہے۔(البحر الرائق:1/269)

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو۔(سورۃ الجمعۃ:9)اِس آیت میں بھی ''نُودِيَ'' کے لفظ میں اذانِ جمعہ کا ذکر صراحۃً موجود ہے۔

جمعہ کی دو اذانوں کا پس منظر:

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں جمعہ کی ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی، جس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد مسجد سے باہر اذان ہوتی تھی، اور پھر خطبہ کے بعد نماز کے لئے اقامت کہی جاتی تھی۔ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد میں بھی یہی طریقہ تھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب لوگوں کی تعدا بہت بڑھ گئی تو انہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کر کے اُن سب کے اتفاق رائے سے ایک اور اذان کا اضافہ کیا، جو مسجد سے باہر '' زَوراء'' کے مقام پر ہوتی تھی، اور دوسری اذان جو پہلے باہر ہوتی تھی وہ مسجد میں امام کے سامنے دی جانے لگی۔ اس طرح جمعہ کی دو اذانیں ہو گئیں۔

اس دوسری اذان کو بدعت نہیں کہا جا سکتا، اس لئے کہ ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت خلیفۂ راشد نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اس کو جاری کیا ہے جو حدیث '' فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ '' کی رو سے واجب الاقتداء ہے۔ نیز بدعت کی تعریف یہ ہے کہ جس کو قرون مشہود لھا بالخیر کے بعد دین کی حیثیت سے جاری کیا گیا ہو، جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ قرون مشہود لھا بالخیر میں شامل ہے۔(درسِ مشکوۃ:340،341)(الفقہ علی المذاھب الاربعۃ:1/ 342،343)

جمعہ کی اذانِ ثالث کا مطلب:

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے :"فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ " کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں۔(بخاری:912)

اِس حدیث سے یہ سمجھ آتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں تیسری اذان کا اضافہ کیا گیا تھا، حالآنکہ حقیقت میں وہ تیسری اذان نہیں، بلکہ دوسری ہی تھی، لیکن اس کو تیسری اذان اِس لئے کہا گیا کیونکہ اِقامت بھی در اصل ایک اذان ہی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی اِقامت کو " بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاۃ" میں اذان ہی سے تعبیر کیا ہے، لہٰذا اذانِ ثانی اور اِقامت کے اعتبار سے یہ اذان تیسری اذان کہلاتی ہے۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/343)(مرقاۃ:3/1041)(تفسیر قرطبی:18/101)

فائدہ: حدیثِ مذکور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں جو اذان شروع ہونے کا تذکرہ ہے اُس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اذان " زَوْرَاء" کے مقام پر دی جاتی تھی، "زَوراء" بعید ہونے کے معنی میں آتا ہے، چونکہ یہ مقام شہر سے دور ہوتا تھا اِس لئے اِس کو "زَوراء" کہا جاتا تھا۔

حدیث میں "زَوراء" سے کیا مراد ہے، اِس کے مطلب میں کئی اقوال ذکر کیے گئے ہیں:

(1) — یہ مدینہ منوّرہ کے بازار میں ایک جگہ تھی جس کو "زَوراء" کہا جاتا تھا، وہاں اذان دی جاتی تھی۔

(2) — مدینہ منوّرہ کے بازار میں کوئی گھر تھا جس کی چھت پر مؤذّن کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے۔

(3) — مسجد کے دروازے کے پاس کوئی بڑی دیوار یا بڑا پتھر تھا جس پر چڑھ کر مؤذّن اذان دیا کرتے تھے۔(مرقاۃ:3/1041)

جمعہ کی اذان کے بعد کے احکام:

اذانِ جمعہ کے بعد جمعہ کی تیاری میں لگنا لازم ہو جاتا ہے، بیع و شراء اور دیگر معاملات سر انجام دینا اور جمعہ کی نماز کی جانب سعی کے علاوہ ہر کام ممنوع ہو جاتا ہے، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔﴿فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾اِس آیت میں جو اذانِ جمعہ کے بعد سعی الی الجمعہ کا حکم دیتے ہوئے بیع سے منع کیا گیا ہے اِس سے صرف خرید و فروخت کی ممانعت بیان نہیں کی گئی بلکہ ہر وہ کام منع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے جمعہ کی جانب سعی کرنے میں خلل پیدا ہوتا ہو۔(البحر الرائق:2/169)

خرید و فروخت کی مُمانعت میں کون سی اذان کا اعتبار ہے:

اذانِ جمعہ کے بعد جو جمعہ کی نماز کیلئے جانے کا حکم دیا گیا اور خرید و فروخت کی مُمانعت بیان کی گئی ہے اِس سے اذانِ اوّل مراد ہے یا ثانی، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: راجح قول کے مطابق اذانِ اول کا اعتبار ہے ۔ اِس لئے کہ اگر اذانِ ثانی معتبر ہوتی تو اُس کے بعد جمعہ کی قبلیہ سنتیں کب پڑھی جائیں گی، خطبہ میں حاضر ہونا اور اُس کا سننا کیسے کیسے کیا جائے گا، بلکہ اذانِ ثانی کے بعد سعی الی الجمعہ کرنے کی صورت میں تو بسا اوقات جمعہ چھوٹنے کا بھی احتمال ہے، لہٰذا راجح یہی ہے کہ اذانِ اول ہی معتبر ہے۔(البحر الرائق:2/168)
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: اذانِ ثانی کا اعتبار ہے جو خطیب کے سامنے دی جاتی ہے، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں وہی اذان ہوتی تھی۔(الفقہ الاسلامی:2/1283)(الفقہ علی المذاہب:1/343)

جمعہ کی اذان کے بعد بیع کا حکم:

اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ اذانِ جمعہ کے بعد خرید و فروخت جائز نہیں، اِس لئے کہ قرآن کریم کی نصِ قطعی میں اس کی ممانعت بیان کی گئی ہے، البتہ اِس میں اختلاف ہے کہ وہ بیع نافذ العمل ہو گی یا نہیں:

- احناف و شوافع رحمۃ اللہ علیہم: باوجود ممنوع و ناجائز ہونے کے بھی یہ بیع نافذ ہو جاتی ہے، البتہ احناف رحمۃ اللہ علیہم اس کو مکروہ تحریمی جبکہ شوافع رحمۃ اللہ علیہم اسے حرام قرار دیتے ہیں۔(الفقہ الاسلامی:4/3092)
- امام امالک رحمۃ اللہ علیہ: بیع فاسد ہے، یعنی واجب الفسخ ہے۔۔
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: اصلاً نافذ ہی نہیں ہوتی۔(الفقہ علی المذاہب الأربعۃ:1/343)

جمعہ کا خطبہ:

جمعہ کی نماز کیلئے خطبہ ضروری ہے، اور اس سے متعلّق مباحث مندرجہ ذیل ہیں:

جمعہ کے خطبہ کے فرائض:

1. وقت کے اندر ہونا: یعنی زوال کے بعد نماز جمعہ سے پہلے ہونا۔ پس اگر زوال سے پہلے پڑھا جائے یا نماز کے بعد پڑھا جائے تو اداء نہیں ہو گا۔
2. خطبہ کی نیت سے لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا: چنانچہ اگر صرف الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ بھی کہہ دیا جائے تو خطبہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔

3. خطبہ ایسے لوگوں کے سامنے پڑھنا جن کے موجود ہونے سے جمعہ درست ہوتا ہے: یعنی کم از کم تین بالغ وعاقل مرد ہوں، اگرچہ وہ مسافر، مریض، غلام، بہرے یا سوئے ہوئے یا اِس قدر دور ہوں کہ آواز وہاں تک نہ پہنچتی ہو تب بھی خطبہ جائز و درست ہے۔

بعض کے نزدیک ایک دو آدمیوں کے سامنے خطبہ پڑھنے اور تین آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے خطبہ و نمازِ جمعہ درست ہے لیکن پہلے قول میں احتیاط زیادہ ہے، اگر امام نے اکیلے خطبہ پڑھایا یا صرف عورتوں اور بچوں کے سامنے خطبہ پڑھا تو صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں اور جمعہ درست نہیں ہو گا۔

4. خطبہ کا جہر سے ہونا: یعنی اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو پاس والے لوگ سن سکیں۔

5. خطبہ اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ نہ ہونا۔ (عُمدۃ الفقہ، ملخصًا: 2/445)

جمعہ کے خطبہ کی سنتیں اور مستحبات:

1. طہارت یعنی خطیب کا حدثِ اکبر و اصغر سے پاک ہونا، محدث و جنبی کیلئے خطبہ پڑھنا مکروہ ہے اور اس کا لوٹانا مستحب ہے۔

2. خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا مسنون ہے، عذر کی حالت میں بیٹھ کر خطبہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، اور بلا عذر کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

3. حاضرین کی طرف منہ اور قبلے کی طرف پیٹھ کرنا اور حاضرین کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔

4. خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں "اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم" پڑھنا۔

5. خطبہ جہراً یعنی اتنی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں، لیکن صحیح روایت کی بنا پر اتنی آواز سے پڑھنا کہ پاس والے سن سکیں فرض ہے۔

6. خطبہ میں آواز کو بلند کرنا۔

7. دوسرے خطبے میں پہلے کی نسبت آواز پست ہونا بہتر ہے۔

8. خطبہ "الحمد اللہ" سے شروع کرنا

9. خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا۔

10. خطبہ میں شہادتین پڑھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا۔

11. خطبہ میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا۔

12. خطبہ میں لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا۔

13. خطبہ میں قرآن مجید کی کچھ آیتوں یا کسی سورت کا پڑھنا، اس کی کم سے کم مقدار ایک آیت ہے اور یہ دونوں خطبوں کے لئے الگ الگ سنت ہے۔

14. دوسرے خطبے میں میں بھی حمد وثنا ودرود شریف وکلمہ شہادتیں کا اعادہ کرنا۔

15. خطبہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرنا۔

16. دونوں خطبوں میں تخفیف کرنا، اور اس کی مقدار یہ کہ دونوں خطبے طوال مفصل کی کسی صورت کے برابر ہوں۔ دونوں خطبوں کو زیادہ طویل نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ مقدار کے اعتبار سے جمعہ کی نماز سے کچھ مختصر ہی رکھنا چاہیئے۔

17. دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھنا کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جاسکیں۔

18. خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کا منبر پر بیٹھنا۔

19. نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں خطبہ کا منبر پر پڑھنا۔

20. دوسرا خطبہ الفاظ مسنونہ " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ " سے شروع کرنا مستحب و بہتر ہے۔

21. دوسرے خطبے میں نبی کریم ﷺ کے آل و اصحاب ، ازواج مطہرات خصوصاً خلفاءِ راشدین اور آنحضرت ﷺ کے دونوں چچا حضرت حمزہ اور حضرت عبّاس رضی اللہ عنہم کا ذکر اور ان کے لئے دعا کرنا مستحسن ہے، صدر اول سے اس پر عمل چلا آرہا ہے۔(عالمگیری:1/146،147)

جمعہ کے خطبہ کے ممنوعات ومکروہات:

1. جو چیزیں نماز کی حالت میں حرام و ممنوع ہیں وہ خطبے میں بھی حرام و ممنوع ہیں: پس جب امام خطبے کے لئے کھڑا ہو اس وقت سے کھانا پینا، کلام کرنا، تسبیح وغیرہ پڑھنا، سلام کرنا، سلام و چھینک کا جواب دینا وغیرہ سب امور ممنوع و حرام ہیں، نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک سننے پر زبان سے درود شریف نہیں پڑھنا چاہیئے البتہ دل میں پڑھ لیں اسی طرح صحابہ کرام کے نام پر "رضی اللہ" عنہ یا چھینک کا جواب "الحمد للہ" وغیرہ بھی دل میں کہہ لیں، قریب و دور سب کے لئے یہی حکم ہے خطیب کے لئے بھی خطبے میں کلام وغیرہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے لیکن نیکی کا امر کرنا اور برائی سے روکنا اور کوئی شرعی مسئلہ بتا دینا جائز ہے۔

2. ہر قسم کی نماز پڑھنا و سجدہ کرنا و قرآن مجید وغیرہ پڑھنا منع ہے، البتہ صاحبِ ترتیب کیلئے قضا نماز پڑھنا مکروہ نہیں، اگر کسی نے خطبہ شروع ہونے سے پہلے سنت مئوکدہ قبل جمعہ شروع کی ہوئی ہے تو راجح یہ ہے کہ وہ خطبہ شروع ہونے پر بھی پڑھتا رہے اور اس کو پورا کرلے۔

3. اول سے آخر تک خطبہ سننا حاضرین پر واجب ہے، امام سے قریب ہونا دور ہونے کی بنسبت افضل ہے لیکن قریب ہونے کے لئے خطبہ شروع ہونے پر لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر جانا مکروہِ تحریمی ہے خطبہ شروع ہونے سے پہلے اگر آگے جگہ ہو تو اس طرح جانا جائز ہے۔

4. خطیب کے دعا کرتے وقت سامعین کا ہاتھ اٹھانا اور زبان سے آمین کہنا جائز نہیں، ایسا کریں گے تو گناہگار ہوں گے، بغیر ہاتھ اٹھائے دل میں دعا مانگنا جائز ہے۔

5. خطبے میں درود شریف پڑھتے وقت خطیب کا دائیں بائیں منہ کرنا بدعت ہے اور اس کا ترک لازمی ہے۔

6. رمضان المبارک کے آخری خطبے میں وداع و فراق کے مضامین پڑھانا آنحضرت ﷺ و اصحاب کرام رضی اللہ عنہم و سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے اگرچہ فی نفس مباح ہے لیکن اس کے پڑھنے کو ضروری سمجھنا اور نہ پڑھنے والے کو مطعون کرنا برا ہے اور بھی کئی برائیاں ہیں ان خربیوں کی وجہ سے ان کلمات کا ترک لازمی ہے تاکہ ان خرابیوں کی اصلاح ہو جائے۔

7. جب خطیب خطبے کے لئے منبر پر کھڑا ہو تو لوگوں کو سلام نہ کرے یہی راجح ہے۔

8. خطبے کی سنتوں کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

9. جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی خطبہ اور جمعے کے لئے سعی (تیاری) واجب ہے اور خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا مکروہِ تحریمی ہے اور مسجد کے اندر یا اس کے دروازے پر خرید و فروحت کرنا سخت گناہ ہے۔ سعی سے مراد اطمنیان وو قار کے ساتھ جانا اور ان امور کو ترک کرنا ہے جو خطبہ اور نماز میں حاضر ہونے کے منافی ہیں

10. عربی کے علاوہ کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار یا تقریر وغیرہ ملانا سنتِ متوارثہ کے خلاف اور مکروہِ تحریمی ہے۔(زبدۃ الفقہ:354،355)

جمعہ کے خطبہ کا حکم:

- جمہور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم : جمہور سلف و خلف کے یہاں جمعہ کا خطبہ فرض ہے، اس کے بغیر جمعہ کی نماز اداء نہیں ہوتی، اِسی لئے اس کو کتبِ فقہ میں "صحّتِ جمعہ کی شرائط" میں ذکر کیا جاتا ہے۔
- ابن حزم ظاہری اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ: جمعہ کی نماز بغیر خطبہ کے بھی درست ہے۔(البنایۃ:3/54)

جمعہ کا ایک خطبہ پڑھنا:

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کیلئے خطبہ ضروری ہے، اس کے بغیر جمعہ اداء نہیں ہوتا، لیکن کیا دونوں خطبے ضروری ہیں یا ایک خطبہ سے بھی نماز ہوجاتی ہے، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف ومالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: ایک خطبہ سے بھی نماز ہوجائے گی۔
- حنابلہ وشوافع رحمۃ اللہ علیہم: دونوں خطبے ضروری ہیں، ایک خطبہ کافی نہیں۔(البنایۃ:3/55)

جمعہ کا خطبہ دو رکعت کے قائم مقام ہے:

جمعہ کی نماز میں جو قصر کیا گیا ہے یعنی ظہر کی طرح چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خطبہ رکھا گیا ہے اور وہ دو رکعت کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا قول ہے:"قصرت الصلاة لأجل الخطبة"جمعہ کی نماز کو خطبہ کی وجہ سے قصر کیا گیا ہے۔(البنایۃ:3/54)

خطبہ کے اندر نیت کی شرط:

خطبہ پڑھتے ہوئے خطبہ کی نیت شرط ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف وحنابلہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ: نیت شرط ہے، لہٰذا بغیر نیت کے خطبہ کا اعتبار نہ ہو گا۔
- شوافع ومالکیہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ: نیت شرط نہیں۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/355)

خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا:

اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ جمعہ کے دونوں خطبوں کا نماز سے پہلے ہونا ضروری ہے، لیکن اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو وہ خطبہ اداء ہو گا یا نہیں ا، اِس یں اختلاف ہے:

- اِمام مالک رَحِمَہُ اللّٰہُ: خطبوں کو نماز کے بعد پڑھنے کی صورت میں خطبے صحیح ہو جائیں گے، لیکن نماز کو دہرانا ضروری ہو گا، خطبہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے مسجد سے نکلنے سے پہلے پہلے جمعہ کی نماز دہرالی جائے، ورنہ تاخیر کی صورت میں خطبہ بھی دہرانا ہو گا۔
- ائمہ ثلاثہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ: جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا جانے والا خطبہ صحیح نہیں ہو گا، لہٰذا نماز کو لوٹانے کے ساتھ ساتھ خطبہ بھی دہرایا جائے گا۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/355)

خطبہ میں کم از کم کتنے افراد کا شریک ہونا ضروری ہے:

اِمام کے خطبہ دیتے ہوئے کم از کم کتنے افراد کا ہونا ضروری ہے، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: کم از کم ایک عاقل وبالغ مرد کا سننا ضروری ہے۔
- مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: کم از کم بارہ افراد کا سننا ضروری ہے۔
- شوافع وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: کم از کم چالیس افراد کا سننا ضروری ہے۔(الفقہ الاسلامی:2/1304،1310)

فائدہ: احناف کے اِس بارے میں دو قول ہیں: پہلا قول کم از کم ایک فرد کا سننا ہے اور دوسرے قول کے مطابق کم از کم تین افراد کا سننا ضروری ہے۔(شامیہ:2/147،148)احتیاط اس میں ہے کہ دوسرے قول کے مطابق عمل کیا جائے، یعنی کم از کم تین عاقل وبالغ افراد سنیں۔(عُمدۃ الفقہ:2/445)

خطبہ اور نماز کے درمیان کتنا فصل کیا جاسکتا ہے:

اِس پر سب کا اتفاق ہے خطبہ اور نماز کے درمیان فصل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ متصلاً نماز شروع کر دینی چاہیئے تاہم کس قدر فاصلہ کرنے سے نماز درست ہو جاتی ہے، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: فصل بالا جنبی نہیں ہونا چاہیئے، جیسے کھانا وغیرہ۔البتہ فوت شدہ نماز کی قضاء کرنا یا نفل نماز پڑھنا فصل بالأ جنبی نہیں، اِس لئے خطبہ کا اِعادہ ضروری نہیں لیکن بہتر ہے، اِسی طرح جمعہ کی نماز فاسد ہونے کی صورت میں جبکہ اُس کا اِعادہ کیا جارہا ہو تب بھی خطبہ کا اِعادہ ضروری نہیں۔
- شوافع رحمۃ اللہ علیہم: خطبہ اور نماز کے درمیان فصل بقدر الرّکعتین یعنی دو رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار کے برابر فصل نہیں ہونا چاہیئے، ورنہ خطبہ کا اعادہ ضروری ہو گا۔

- **مالکیہ اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم:** فصلِ قلیل ہو تو جائز ہے، طویل فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے، اور اس کا معیار یہ ہے کہ جس کو عرفِ عام میں طویل فصل سمجھا جاتا ہو وہ طویل ہو گا۔(الفقہ علی المذاھب الاربعۃ:1/356)

خطبہ کا غیر عربی میں ہونا:

اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ خطبہ عربی زبان ہی میں پڑھنا چاہیئے، یہی متوارث اور منقول ہے، عربی زبان کے علاوہ کسی بھی زبان میں خطبہ پڑھنا جائز نہیں، تاہم اگر کوئی عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھے تو ہو گا یا نہیں، اِسی طرح ایسے خطبہ سے نمازِ جمعہ ہو گی یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- **اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:** خطبہ کا عربی میں ہونا شرط نہیں، غیر عربی میں بھی خطبہ پڑھنے سے اداء ہو جائے گا اور نمازِ جمعہ درست ہو جائے گی، لیکن ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
- **شوافع، حنابلہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم:** اگر عربی میں خطبہ کی قدرت نہ ہو اور مجمع میں کوئی بھی ایسا شخص نہ ہو جو عربی میں خطبہ پڑھنے کی قدرت رکھتا ہو تو ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔
- **اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ:** غیر عربی میں خطبہ کسی حال میں جائز نہیں، اور نہ ایسے خطبہ کے بعد جمعہ پڑھنا جائز ہے، بلکہ دوبارہ عربی میں خطبہ دیا جائے اور کوئی بھی اِس پر قادر نہ ہو تو جمعہ ترک کر کے ظہر پڑھی جائے، جمعہ درست نہ ہو گا۔(فقہی مقالات:2/131،130)(الفقہ علی المذاھب الاربعۃ:1/355)

فائدہ: اِمام صاحب نے "قراءت بالفارسیۃ" کے مسئلے میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا، لیکن قراءت کے علاوہ نماز کے دوسرے اذکار مثلاً تکبیر تحریمہ، تشہد اور خطبہ وغیرہ کا عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں ہونے کے مسئلے میں اِمام صاحب کا رجوع ثابت نہیں، علّامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے جو یہ

معلوم ہوتا ہے کہ قراءت کے علاوہ دوسری چیزوں میں بھی اِمام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا، یہ درست نہیں۔(فقہی مقالات، ج:2، غیر عربی زبان میں خطبہ جمعہ)

خطبہ کا اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع کرنا:

خطبہ کے شروع میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" وغیرہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا ضروری ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف ومالکیہ رحمہم اللہ: خطبہ کا اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع کرنا ضروری نہیں، سنّت ہے۔
- شوافع وحنابلہ رحمہم اللہ: خطبہ کا اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع کرنا ضروری ہے، اِس کے بغیر خطبہ صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ شوافع وحنابلہ میں تھوڑا سا اختلاف ہے:

○ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: لفظِ "حمد" اور لفظِ جلالہ "اللہ" کا بولنا ضروری ہے، لہٰذا "أَحْمَدُ اللہ" یا "اِنِّی حَامِدٌ للہ" کہنا درست ہے، لیکن "أَشْكُرُ اللہ" یا "اَلْحَمْدُ لِلرَّحْمٰن" کہنا درست نہیں، اِس لئے کہ حمد اور لفظِ اللہ دونوں ایک ساتھ موجود نہیں۔

○ اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ: الفاظِ حمد کا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کے ساتھ ہونا ضروری ہے، لہٰذا "أَحْمَدُ اللہَ" بولنے سے بھی خطبہ اداء نہیں ہوگا۔(الفقہ علی المذاھب الاربعۃ: 1/354، 355)

خطبہ میں حاکم کیلئے دعاء کرنا:

خطبہ میں وقت کے حاکم کیلئے دعاء کرنا جائز ہے، مثلاً: یہ دعاء کرنا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو عدل وانصاف اور احسان کی توفیق دے، اُن کی اِصلاح ودرستگی فرمائے، یہ جائز ہے، مستحب نہیں، لیکن ان کی غلط اور جھوٹی تعریف کرنا جائز نہیں۔(شامیہ:2/149)

خطبہ کے دوران آنے والے کا نماز پڑھنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اُس وقت آئے اور بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:" يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ " اے سلیک! کھڑے ہو جاؤاور دو رکعت مختصر سی نماز پڑھ لو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:" إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا "جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اِمام کے خطبہ دیتے ہوئے آئے تو اُسے چاہیئے کہ دو رکعت مختصر سی پڑھ لے۔(مسلم:875)

اِس حدیث کی بنیاد پر یہ مسئلہ قابلِ بحث ہے کہ خطبہ کے دوران آنے والے کو نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں:

- احناف ومالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: جائز نہیں۔
- شوافع وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: مستحب ہے۔(البنایۃ:2/72)(درسِ ترمذی:2/284)

حضرات شوافع اور حنابلہ کے نزدیک سلیک غطفانی کی حدیث دلیل ہے جبکہ احناف ومالکیہ اُن روایات سے اِستدلال کرتے ہیں جن سے خطبہ کے دوران کلام کرنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحبِ ہدایہ نے حدیث ذکر کی ہے:"إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، فَلَا صَلَاةَ، وَلَا كَلَامَ " یہ حدیث مرفوع تو

نہیں اِمام زہری کا کلام ہے، لیکن اِس کی تائید دیگر کئی احادیث سے ہوتی ہے، جس کو نصب الرّایہ(2/201) میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، لہٰذا حضرات احناف ومالکیہ نے خطبہ کے دوران نماز کو ممنوع قرار دیا ہے۔

حدیث مذکور کے جوابات:

1. یہ حدیث خبرِ واحد ہے، لہٰذا دوسری قوی ترین روایات کے معارض ہونے کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔(البنایۃ:2/72)
2. یہ حکم اُن صحابی کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ وہ صحابی نہایت بوسیدہ کپڑوں میں آئے تھے، تو آپ ﷺ نے لوگوں کی توجہ اُن کی طرف مبذول کرنے کے لئے انہیں نماز کا حکم دیا تھا۔ اور اِس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جو مسند احمد اور ابن حبّان میں مذکور ہے۔(مرقاۃ3/1046)
3. اِس حدیث میں ''وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ'' سے مراد اِمام کا خطبہ شروع کردینا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اِمام خطبہ شروع کرنے کے قریب ہو۔ یہ توجیہ اس لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر روایات میں تعارض ہوتا ہے، پس اِس توجیہ کی صورت میں کوئی تعارض باقی نہ رہے گا۔(مرقاۃ:3/1046)
4. ممکن ہے کہ یہ واقعہ اُس وقت پیش ایا ہو جبکہ خطبہ کے دوران بات چیت کرنے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی مُمانعت کے احکام نازل نہ ہوئے ہوں۔(البنایۃ:2/73)
5. نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ سے بات کی اور اُنہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا تو اُن کیلئے تو خطبہ سننے کا فرض حکم ساقط ہوگیا، لہٰذا اِس سے دوسرے لوگوں کیلئے خطبہ کے دوران نماز پڑھنے کا استدلال درست نہیں۔(البنایۃ:2/73)

6. اِس روایت میں اِباحت اور دوسری روایات میں حظر یعنی مُمانعت ہے، اور قاعدہ ہے کہ احتیاط کی وجہ سے حظر کو اِباحت پر مقدّم کیا جاتا ہے۔(البنایۃ:2/73)

خطبہ کے دوران کلام کرنا:

- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: جائز ہے۔ البتہ صرف ضرورت کے تحت کرنا چاہئے، بلاضرورت مکروہ ہے۔
- امام مالک واحمد رحمۃ اللہ علیہما: جائز نہیں، حتی کہ سلام، ردِّ سلام اور تشمیت العاطس بھی درست نہیں۔
- امام ابو حنیفہ و محمد رحمۃ اللہ علیہما: سامعین کو اجازت نہیں، البتہ امام کسی دینی ضرورت سے کلام کر سکتا ہے۔
- امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ: ردِّ سلام اور تشمیت العاطس جائز ہے، یعنی سلام کا جواب اور چھینکنے والے کو "یرحمُكَ الله" کہا جاسکتا ہے۔(البنایۃ:3/88)(درسِ ترمذی:2/292)(معارف السنن:4/382)

خطبہ سے پہلے یا بعد میں کلام کرنا:

دورانِ خطبہ کلام کرنا بالاتفاق جائز نہیں، لیکن خطبہ سے پہلے جبکہ اِمام نے ابھی تک خطبہ شروع نہ کیا ہو یا خطبہ کے بعد نماز شروع کرنے سے پہلے کلام کرنا جائز ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: خطبہ کیلئے اِمام کے نکلنے کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک کلام کرنا جائز نہیں، خواہ خطبہ ابھی تک خطبہ شروع بھی نہ کیا ہو، اِسی طرح خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد بھی نماز سے پہلے کلام جائز نہیں۔

- ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم: خطبہ شروع ہونے سے پہلے پہلے یا خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد نماز سے پہلے کلام جائز ہے، اِس لئے کہ اصل مُمانعت "خلل فی الاستماع" کی وجہ سے دورانِ خطبہ بات کرنے کی ہے، لہٰذا خطبہ سے پہلے یا بعد میں ممانعت کا حکم نہ ہو گا۔(معارف السنن:4/406)

فائدہ: واضح رہے کہ یہ مذکورہ اختلاف صرف کلام کے بارے میں ہے، اِمام کے خطبہ کیلئے نکلنے کے بعد نماز پڑھنا بالاتفاق درست نہیں، اگرچہ اِمام نے ابھی تک خطبہ شروع نہ کیا ہو، کیونکہ نماز دراز ہو جاتی ہے، لہٰذا خطبہ شروع ہو جانے کے بعد نماز فوراً ختم نہیں کی جاسکے گی، جبکہ کلام کو خطبہ شروع ہو جانے کے فوراً بعد ختم کیا جاسکتا ہے۔(ہدایہ: آخر صلاۃ الجمعہ)

جمعہ کی نماز میں اِدراکِ جماعت کی آخری حد :

جمعہ کی جماعت میں تاخیر سے آنے والے کو کب تک جمعہ مل جاتا ہے، اِس میں اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ و ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما: قعدۂ اخیرہ میں سلام سے پہلے پہلے شریک ہو سکتے ہیں۔
- ائمہ ثلاثہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہم: دوسری رکعت کے رکوع تک۔ پس اس کے بعد شامل ہونے والا ظہر کی چار رکعات پڑھے گا اور جمعہ ترک سمجھا جائے گا۔(البنایۃ:3/80)

جمعہ کے دن ظہر پڑھنا:

جمعہ کے دن وقت نکلنے سے پہلے اگر کسی شخص نے جمعہ کے بجائے ظہر پڑھ لی، حالانکہ اُس پر جمعہ پڑھنا لازم تھا تو کیا اُس کی ظہر کی نماز ہو گی یا نہیں، اس میں اختلاف ہے:

- اِمام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم: فعل حرام ہے، لیکن نماز ہو جائے گی۔

- امام زفر اور ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: ظہر اداء نہیں ہوگی۔(الدر المختار:2/137)(البنایۃ:3/73)

جمعہ کم از کم کتنے لوگوں کے اندر منعقد ہوتا ہے؟

اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ جمعہ کی نماز میں جماعت شرط ہے، جماعت کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا، جیسا کہ اس کی تفصیل جمعہ کی شرائط میں گزری ہے، تاہم اِس میں اختلاف ہے کم از کم جمعہ کی جماعت میں کتنے افراد کا ہونا ضروری ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: کم از کم امام کے علاوہ تین افراد کا ہونا ضروری ہے۔
- مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: کم از کم امام کے علاوہ بارہ افراد کا ہونا ضروری ہے۔
- شوافع وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: کم از کم امام کے ساتھ چالیس افراد۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/352،353)

فائدہ: جمعہ کے صحیح ہونے کیلئے کم از کم کتنے افراد کا ہونا ضروری ہے، اِس میں اور بھی کئی اقوال ہیں، چنانچہ علّامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل اقوال نقل کیے ہیں:1،2،3،7،9،12،13،20،30،40،50، 80 تک کے اقوال ہیں، اور ایک قول کے مطابق تو اس کی کوئی حد نہیں۔(البنایۃ:3/64)

جمعہ کی جماعت کے کم سے کم افراد کی تفصیل:

یعنی جمعہ کے وہ کم اسے کم افراد کس طرح کے ہونے چاہیئے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

- **امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:** امام کے علاوہ کم از کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے، اگرچہ وہ خطبے میں نہ بھی ہوں۔ اور وہ تینوں افراد امام کے ساتھ نماز کے سجدۂ اولیٰ تک کم از کم رہیں۔ اُس کے بعد مقتدیوں کی نماز فاسد بھی ہوجائے تب بھی امام کی نماز مکمل ہوجائے گی۔

- **امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:** امام کے علاوہ کم از کم بارہ ایسے مردوں کا ہونا ضروری ہے جن پر جمعہ واجب ہو اور وہ سب خطبے سے نماز کے آخر تک موجود رہیں، پس اگر درمیان میں کسی کی نماز فاسد ہوگئی تو سب کا جمعہ فاسد ہو جائے گا۔
- **امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:** امام کے علاوہ کم از کم چالیس ایسے مردوں کا ہونا ضروری ہے جن پر جمعہ واجب ہو۔اُن چالیس افراد کا نماز کے اختتام تک ہونا ضروری ہے، البتہ رکعتِ اولیٰ میں جماعت کا بھی ہونا ضروری ہے اور رکعتِ ثانیہ میں جماعت باقی نہ بھی رہے، بایں طور کہ دوسری رکعت میں امام اور مقتدی نماز کے دوران اقتداء یا امامت کو ختم کرکے نماز کو انفرادی طور پر جاری رکھیں تب بھی جمعہ ہو جائے گا۔
- **امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:** امام کے علاوہ کم از کم چالیس ایسے مردوں کا ہونا ضروری ہے جن پر جمعہ واجب ہو۔اُن چالیس افراد کا نماز کے اختتام تک ہونا ضروری ہے، البتہ خطبہ اور بعضِ صلاۃ کے بعد اُن متعینہ افراد کا ہونا ضروری نہیں، صرف عدد کا مکمل رہنا ضروری ہے، پس اگر بعضِ صلاۃ کے بعد کچھ افراد کی نماز فاسد ہو جائے اور اُن کی جگہ پہلے سے کچھ اور لوگ آکر نماز میں شامل ہوگئے ہوں تو جمعہ صحیح رہے گا۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/ 352،353)

جمعہ کی سننِ قبلیہ وبعدیہ کی تفصیل:

جمعہ کی قبلیہ اور بعدیہ سنتوں میں دو اختلاف ہے:

پہلا اختلاف: جمعہ کی قبلیہ سنتیں مشروع ہیں یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- علّامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ: جمعہ کی قبلیہ سنتیں نہیں ہیں ،اور جو حضرات صحابہ کرام سے ثابت ہیں وہ مطلقاً نوافل ہیں، سنتیں نہیں۔
- جمہور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ کی قبلیہ سنتیں ہیں ، اور ابنِ ماجہ کی حدیث میں اِس کا صراحۃً ذکر ہے ، لہٰذا اِس کا اِنکار کیسے کیا جاسکتا ہے۔(معارف السنن:4/412)

دوسرا اختلاف: جمعہ کی سننِ قبلیہ اور بعدیہ کتنی ہیں،اِس میں اختلاف ہے:

﴿جمعہ کی قبلیہ سنتیں﴾

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ سے پہلے چار رکعات سنتِ مؤکّدہ ہیں۔
- شوافع رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ سے پہلے دو رکعت مؤکدہ ہیں اور دو رکعت غیر مؤکدہ ہیں۔
- حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ سے پہلے چار رکعات سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔
- مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: کوئی مخصوص عدد نہیں، جتنی چاہیں پڑھ سکتے ہیں، جیسا کہ تمام سننِ رواتب کے بارے میں اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔(معارف السنن:4/411)(الفقہ علی المذاہب:1/297تا299)

﴿جمعہ کی بعدیہ سنّتیں﴾

- اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: جمعہ کے بعد چار رکعات مسنون ہیں۔
- صاحبین رحمۃ اللہ علیہما: جمعہ کے بعد چھ رکعات مسنون ہیں۔
- اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: جمعہ کے بعد دو رکعت سنّتِ مؤکدہ، دو غیر مؤکدہ ہیں۔
- اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ: جمعہ کے بعد کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعات سنّت ہیں۔

- اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ: کوئی مخصوص عدد نہیں، جتنی چاہیں پڑھ سکتے ہیں، جیسا کہ سننِ رواتب کے بارے میں اُن کا یہی مسلک ہے۔(معارف السنن:4/411)(الفقہ علی المذاہب:1/297تا299)

جمعہ کی نماز کا میدان میں ہونا:

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: جمعہ کی نماز کا صرف مسجد میں ہونا ضروری ہے، میدان میں درست نہیں۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ کی نماز میدان میں بھی درست ہے، پڑھی جاسکتی ہے، لیکن مسجد میں پڑھنا بہتر ہے۔ (الفقہ علی المذاھب الاربعۃ:1/351)

جمعہ اور عید ایک ہی دن جمع ہوجائیں تو کیا جمعہ بھی ضروری ہے :

ایک ہی دن جمعہ اور عید (عید الفطر یا عید الاضحیٰ) آجائے تو کیا جمعہ لازم ہوتا ہے یا ظہر پڑھی جائے گی، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف ومالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ اور عید دونوں ضروری ہیں، جمعہ کو ترک کرنا جائز نہیں۔
- حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: جمعہ ترک کرکے ظہر پڑھنا جائز ہے، لیکن جمعہ پڑھنا افضل ہے۔
- اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: شہر کے لوگوں پر جمعہ لازم ہے، گاؤں اور شہر کے مضافات کے علاقوں سے جامع مسجد آنے والوں کیلئے جمعہ کی نماز میں دوبارہ حاضر ہونا ضروری نہیں، کیونکہ اِس طرح اُن کو جمعہ کیلئے دوبارہ آنا ضروری ہوگا، جس میں حرج لازم آئے گا۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:27/209،210)

کِتَابُ الْعِیدَیْنِ

عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں مسلمانوں کے مذہبی تہوار اور خوشی کے دن ہیں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اِن دونوں دنوں میں مسلمانوں پر خاص لطف و کرم اور احسان کا معاملہ ہوتا ہے، رحمتِ خداوندی جوش میں ہوتی ہے۔

عیدین کے حوالے سے لوگوں میں عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی خاص اِسلامی اور دینی شعور نہیں پایا جاتا، بہت سے لوگ اِس دن کو صرف ایک خوشی اور تفریح کے دن کی حیثیت سے جانتے ہیں اور اِس کے فضائل اور اجر و ثواب سے ناواقف ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے اِس دن کی عظمت اور اہمیت اُن کے ذہنوں میں نہیں ہوتی، اِسی طرح اِس دن کے حوالے سے شرعی اور اِسلامی کیا مسنون و منقول اعمال ہیں اُس کی بھی خبر نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے ایک عام دن کی طرح سے اِس دن کو گزارا جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات خوشی کے نام پر بہت سے مُنکرات اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور اس دن کی برکتوں سے محروم ہو جاتی ہے۔

اِس لئے ضرورت اِس بات کی ہے کہ ”عیدین“ بارے میں لوگوں کو صحیح اور درست اِسلامی شعور دیا جائے، اور اُنہیں بتایا جائے کہ یہ دن کوئی عام سا دن نہیں، اور نہ ہی اِس دن میں خوشی منانے کے اندر مسلمان عیسائیوں کے ”کرسمس ڈے“ کی طرح بالکل آزاد اور شترِ بے مُہار ہوتا ہے کہ جو چاہے اور جیسے چاہے خوشی منائے۔

یہاں عیدین سے متعلّق تمام تر گفتگو کو چھ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

☆— پہلی فصل: عیدین کے فضائل و آداب۔

☆— دوسری فصل: عیدین کی نماز کے مسائل اور فقہی مباحث۔

☆— تیسری فصل: صدقہ فطر کے احکام و مسائل۔

☆— چوتھی فصل: عشرہ ذی الحجہ کے فضائل واعمال۔

☆— پانچویں فصل: قربانی کے فضائل، مسائل اور مباحثِ فقہیہ۔

☆— چھٹی فصل: ایّامِ تشریق کے فضائل، اعمال، مسائل، اور مباحثِ فقہیہ۔

عیدین کی مشروعیت:

عید کی نماز ہجرت کے پہلے سال مشروع ہوئی ہے، حدیث میں ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے دو دن مقرر کر رکھے تھے جن میں وہ لہو و لعب کرتے (اور خوشیاں مناتے) تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر) پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ان دونوں دنوں میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیلا کودا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دونوں دنوں کے بدلے ان سے بہتر دو دن مقرر کر دیئے ہیں اور وہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن ہیں۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ:مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔(ابوداؤد:1134)

زمانہ جاہلیت کے دو دن جو منائے جاتے تھے اس سے مراد ''**یوم النّیروز**'' اور ''**یوم المہرجان**'' ہیں۔ جو زمانہ جاہلیت میں سرور کے ایام کہلاتے تھے۔ یہ سال کے معتدل ایام ہیں جن میں سردی گرمی اعتدال کی حالت میں ہوتی ہے، اور دن ورات برابر ہوتے ہیں۔ '' نیروز '' کو '' نَوروز '' بھی کہاجاتا ہے، یہ شمسی سال کا پہلا دن ہوتا ہے اور اس کو زمانہ جاہلیت میں عید کا دن کہا جاتا تھا۔(مرقاۃ:3/1069)

اور اب بھی مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمان اس دن کو بالخصوص اس کی شب کو '' New Year '' کے نام سے مناتے ہیں۔

ہولی دیوالی، کرسمس ڈے اور دیگر عیدوں کو منانا:

حضرت مظہر فرماتے ہیں: اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''نیروز'' اور ''مہرجان'' اور اس کے علاوہ دوسرے کافروں کی عید کے ایّام کی تعظیم کرنا ممنوع ہے، حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابو حفص کبیر فرماتے ہیں کہ جس نے ''نیروز'' کے دن کسی مشرک کو اس دن کی تعظیم میں کوئی تحفہ دیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، اللہ تعالیٰ اُس کے اجر کو ضائع کر دیں گے۔

حضرت حسن بن منصور فرماتے ہیں: جس نے ان دنوں میں ایسی کوئی چیز خریدی یا کسی کو ہدیہ میں دی جو کسی دوسرے دن خریدنے اور ہدیہ دینے کا معمول نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اُس کا اِس خریدنے اور ہدیہ دینے سے کیا مقصود ہے، اگر کفار کی طرح اس دن کی تعظیم مقصود ہو تو یہ کفر ہے اور اگر ویسے ہی عادت اور تنعّم کے طور پر کیا ہو تو یہ کفر تو نہیں لیکن پھر بھی مکروہ ہے اِس لئے کہ اس میں کفار کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب پھر بھی ضروری ہے۔(مرقاۃ:3/1069)

لفظِ عید کی وضاحت اور اُس کی وجہ تسمیہ:

لفظ کی وضاحت: عید کا معنی "عَود" لوٹنے کے آتے ہیں، اصل میں "عِوْد" تھا، واؤ ساکن کسرہ کے بعد آنے کی وجہ سے "مِیعادٌ" کے قاعدے کے مطابق یاء سے تبدیل ہو گیا اور عید بن گیا۔

وجہ تسمیہ: عید کو عید اِس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ:

1. یہ دن ہر سال لوٹ کر آتا ہے اِس لئے اس کو عید کہا جاتا ہے۔
2. اس میں سرور اور خوشی لوٹ لوٹ کر آتی رہتی ہے۔
3. "تفاؤلاً" یعنی اچھا فال لینے کی غرض سے کہا جاتا ہے، اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ کرے کہ یہ دن بار بار لوٹ کر آتا رہے اور انسان کو عافیت کے ساتھ یہ دن آئندہ بھی نصیب ہو، جیسے قافلہ کو بھی "قافلہ" یعنی لوٹنے والا کہا جاتا ہے کہ اللہ کرے کہ یہ بخیر وخوبی لوٹ کر اپنے گھر آجائے۔
4. کیونکہ اِس دن میں "عوائد اللہ" اللہ تعالیٰ نعمتیں اپنے بندوں پر بے پناہ ہوتی ہیں۔
5. کیونکہ اِس دن میں بار بار اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت اور بخشش فرماتے ہیں۔
6. اِس لئے کہ اِس دن میں بعض جائز امور بھی واجب میں لوٹ جاتے ہیں۔ جیسے روزہ چھوڑنا، یہ عام دنوں میں جائز اور عیدین میں واجب ہے۔
7. اِس لئے کہ اِس دن میں تکبیرات کو بار بار لوٹایا جاتا ہے۔(عون المعبود:3/341)(مرعاۃ المفاتیح:5/21)

پہلی فصل ـــــ عیدین کے فضائل و آداب

رمضان المُبارک میں بندوں نے جو مشقتیں جھیلی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ عید الفطر کی شب اور اُس کے دن میں بندوں کو اُس کا صلہ عطاء فرماتے ہیں، اِسی لئے عید الفطر کی شب کو " لَیْلَةُ الْجَائِزَةِ "یعنی انعام ملنے والی رات اور اُس کے دن کو " یَوْمُ الْجَوَائِزِ " یعنی انعام ملنے والا دن کہا جاتا ہے۔اور اِسی انعام کے ملنے پر بندوں کے لئے یہ خوشی کا دن ٹھہراتا کہ بندے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والے عظیم صلے پر خوشی منائیں، اور یہ خوشی کا دن "مذہبی تہوار" کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اِس دن کے بارے میں اِرشاد فرمایا:هَذَا عِيْدُنَا۔یہ ہمارا عید کا دن ہے۔(بخاری:952)

عید الفطر کے فضائل:

پہلی فضیلت: عید الفطر کا دن انعام ملنے والا دن ہے:

جس طرح عید الفطر کی رات کو "لیلۃ الجائزہ" کہا جاتا ہے اِسی طرح عید الفطر کے دن کو "یوم الجوائز" "انعامات ملنے والا دن" کہا جاتا ہے، کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ پورے مہینے کا انعام دے رہے ہوتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے:

عید کا دن "یوم الجوَائزِ" یعنی انعام ملنے والا دن ہے۔يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ۔(کنز العمال:24540)

دوسری فضیلت: عید الفطر مسلمانوں کا مذہبی طور پر خوشی کا دن ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک ہر قوم کے لئے عید کا دن ہوتا ہے اور یہ ہمارا عید کا دن ہے۔إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا۔(بخاری:952)

تیسری فضیلت: عید الفطر کا دن اللہ تعالیٰ کی رضاء و مغفرت اور دعاء کی قبولیت کا دن ہے:

ایک طویل حدیث میں عید کے دن کا بڑا پیارا نقشہ کھینچا گیا ہے جسے پڑھ کر کسی قدر محسوس کیا جاسکتا ہے ہے کہ عید کے دن اللہ تعالیٰ رحمت کس قدر جوش میں ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اِس انعام والے دن کیا کچھ نوازتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں بھیجتے ہیں، وہ زمین میں اُتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے محمد (ﷺ) کی امّت! اس کریم رب کی (درگاہ) کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطاء فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے، پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: کیا بدلہ ہے اُس مزدور کا جو اپنا کام پورا کرچکا ہو، وہ عرض کرتے ہیں: ہمارے معبود اور ہمارے مالک! اُس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے، تو اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے اُن کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطاء کردی اور بندوں سے خطاب فرما کر اِرشاد ہوتا ہے: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزّت کی قسم، میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں اپنی

آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے وہ میں عطاء کروں گا اور جو اپنی دنیا کے بارے میں سوال کروگے اُس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھوگے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری (یعنی پردہ پوشی کا معاملہ) کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزّت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور ذلیل نہ کروں گا، بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہوگیا، پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو امّت کو افطار کے دن (رمضان کے ختم ہونے کے دن) ملتا ہے، خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔(شعب الایمان:3421)

شبِ عید میں عبادت کا اہتمام:

ایک عظیم اور قیمتی عمل جس سے اکثر لوگ غافل اور بے فکر نظر آتے ہیں، وہ "عیدین کی شب کی عبادت" ہے، عید کی تیاریوں کے نام پر بکثرت لوگ شاپنگ مال اور مارکیٹس میں یا عید الاضحیٰ میں جانور کی خریداری ،اُس کی پرورش اور دیگر تفریحات و مشغولیات میں لگ کر یہ عظیم اور بابرکت رات گنوا دیتے ہیں حالآنکہ یہی تو وہ رات ہے جس میں تمام رمضان بھر کے اعمال کی مزدوری دی جاتی ہے، اجر وثواب کے خزانے اور مغفرت ورحمت کی بیش بہا دولت بکھیری جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر خاص لطف وکرم اور احسانِ عمیم کا معاملہ کیا جارہا ہوتا ہے۔

کس قدر محرومی اور خسارے کی بات ہے کہ سارے دن کام کرنے کے بعد شام کو جب مالک کی جانب سے اجرت ملنے کا وقت ہو تو انسان اُس سے اعراض کرتے ہوئے روگردانی کرکے بیٹھ جائے۔ اِس لئے اِس

رات کی قدر دانی کرتے ہوئے اِس شب کو قیمتی بنانا چاہیئے اور اُس اجر وثواب کے حصول کے لئے مُشتاق ہونا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کو دیا جاتا ہے۔ ذیل میں اِس شب کے فضائل ذکر کیے جارہے ہیں:

شبِ عید کے فضائل:

عیدین کی شب میں عبادت کی بڑی فضیلت منقول ہے، چند ملاحظہ فرمائیں:

پہلی فضیلت: عید الفطر کی رات انعام والی رات ہے:

رمضان المُبارک کے اختتام پر آنے والی شب یعنی عید الفطر کی رات یہ ایک بابرکت رات ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعام ملنے والی رات ہے، چنانچہ حدیث میں اس کو ”لیلۃ الجائزہ“ یعنی انعام ملنے والی رات کہا گیا ہے،، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس رات میں بندوں کو پورے رمضان کی مشقتوں اور قربانیوں کا بہترین صلہ ملتا ہے۔ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ.(شعب الایمان:3421)

دوسری فضیلت: عیدین کی شب میں عبادت کرنے والے کا دل قیامت کے دن مردہ نہیں ہوگا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جس عیدین (عید الفطر اور عید الاضحی) کی دونوں راتوں میں اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے عبادت میں قیام کیا اُس کا دل اُس دن مردہ نہیں ہوگا جس دن سب کے دل مُردہ ہوجائیں گے۔ مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلَّهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ.(ابن ماجہ:1782)مَنْ صَلَّى لَيْلَةَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ.(طبرانی اوسط:159)

تیسری فضیلت: عیدین کی شب میں عبادت کرنے والے کے لئے جنت کا واجب ہونا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں: جو چار راتوں کو عبادت کے ذریعہ زندہ کرے اُس کے لئے جنّت واجب ہو جاتی ہے: لیلۃ الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کی رات، لیلۃ النحر یعنی دس ذی الحجہ کی رات اور لیلۃ الفطر یعنی عید الفطر کی شب۔مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْأَرْبَعَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ:لَيْلَةُ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةُ عَرَفَةَ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ۔(أخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ:43/93)

الترغیب والترھیب کی روایت میں پانچ راتیں ذکر کی گئی ہیں، جن میں سے چار تو وہی ہیں اور پانچویں شعبان کی پندرہویں شب یعنی شبِ براءت ہے۔من أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبت لَهُ الْجنَّة لَيْلَة التَّرويَة وَلَيْلَة عَرَفَة وَلَيْلَة النَّحْر وَلَيْلَة الْفطر وَلَيْلَة النّصْف من شعْبَان۔(الترغیب والترھیب:1656)

چوتھی فضیلت: عیدین کی شب میں کی جانے والی دعاء رد نہیں ہوتی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً مروی ہے کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعاء کو ردّ نہیں کیا جاتا: جمعہ کی شب، رجب کی پہلی شب، شعبان کی پندرہویں شب، اور دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتیں۔خَمْسُ لَيَالٍ لَا تُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءَ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ، وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، وَلَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ۔(مصنف عبد الرزاق:7927)

عیدین کے سنن و مستحبات:

عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن مندرجہ ذیل چند چیزیں مسنون اور مستحب ہیں اُن کا اہتمام کرنا چاہیئے:

(1)عید کے دن جلدی جاگنا، تاکہ جلدی تیاری کر کے عید گاہ پہنچا جاسکے۔(2)غسل کرنا۔(3)مسواک کرنا۔(4)اپنے کپڑوں میں سے عُمدہ اور اچھے کپڑے پہننا، خواہ نئے ہوں یا دھلے ہوئے، البتہ سفید کپڑے بہتر ہیں۔(5)خوشبو لگانا۔(6)عید گاہ میں نمازِ عید اداء کرنا۔(8)عید گاہ جلدی جانا۔(9)صدقہ فطر نماز سے پہلے اداء کر دینا۔(10)عید گاہ پیدل جانا۔(11)آنے جانے کا راستہ بدلنا۔(12)عید گاہ جانے سے پہلے طاق عدد میں کھجوریں کھانا، کھجور نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھائی جاسکتی ہے۔(13)عید الاضحیٰ میں عید گاہ جانے سے پہلے کچھ نہ کھانا، بلکہ بہتر ہے کہ اگر ممکن ہو تو عید کی نماز کے بعد اپنے قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرنا۔(14)وقار و اطمینان کے ساتھ جانا جن چیزوں کو دیکھنا جائز نہیں ان سے آنکھیں ہٹانا اور نیچی نگاہ رکھنا۔(15)عید الفطر کے لئے جاتے ہوئے عید گاہ پہنچنے تک راستہ میں آہستہ اور عید الاضحیٰ کے لئے جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہتے جانا۔"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"۔(16)عیدین کی نماز سے واپس آنے کے بعد گھر پر چار رکعت یا دو رکعت نفل پڑھنا، چار رکعت افضل ہے۔(عالمگیری:1/149،150)(شامیہ:2/168)

عید گاہ میں نماز اداء کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن(نماز پڑھنے کیلئے)عید گاہ جایا کرتے تھے۔كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى المُصَلَّى۔(بخاری:956)

عیدین کی نماز کہاں اداء کرنا افضل ہے؟

- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے۔ اور بغیر عذر کے مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: عیدین کی نماز دوسری نمازوں کی طرح مسجد ہی میں پڑھنا افضل ہے، ہاں اگر مسجد میں جگہ تنگ پڑتی ہو تو عید گاہ میں پڑھی جائے گی۔(الفقہ الاسلامی:2/1394)

پھر ائمہ ثلاثہ جو یہ کہتے ہیں کہ عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے اور مسجد میں مکروہ ہے، اُن کے درمیان اِس بات میں اختلاف ہے کہ کیا مکہ مکرّمہ میں مسجدِ حرام اس سے مستثنیٰ ہے یا نہیں، یعنی مسجدِ حرام کے مقابلے میں بھی عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے یا نہیں:

- مالکیہ و حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: مسجدِ حرام مستثنیٰ ہے، لہٰذا عید گاہ کے بجائے مسجدِ حرام میں پڑھنا افضل ہے۔
- احناف رحمۃ اللہ علیہم: مسجدِ حرام مستثنیٰ نہیں، لہٰذا دیگر مساجد کی طرح اس کے مقابلے میں بھی عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے۔(الفقہ علی المذاہب الأربعۃ:1/319)

عیدین کیلئے پیدل جانا:

عید گاہ کی طرف سواری پر بیٹھ کر جانا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پیدل جانے کا اہتمام کیا جائے:

نبی کریم ﷺ عید گاہ کی طرف کیلئے پیدل جاتے اور پیدل ہی واپس آیا کرتے تھے۔ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَيَرْجِعُ مَاشِيًا۔(ابن ماجہ:1294)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عید گاہ کی طرف پیدل جانا سنّت ہے۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: «إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْعِيدِ»۔(ابن ماجہ:1296)

عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر نکالنا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید کی نماز کیلئے جانے سے پہلے زکوۃ (صدقہ فطر) نکالنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ كَانَ يَأْمُرُ بِإِخْرَاجِ الزَّكَاةِ قَبْلَ الغُدُوِّ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الفِطْرِ۔(ترمذی:677)

عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ میٹھی چیز کھانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز کیلئے نہیں جاتے جب تک کہ کچھ کھجوریں نہ کھالیتے، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاق عدد میں کھجوریں کھایا کرتے۔«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَغْدُو يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ» وَقَالَ مُرَجَّأُ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا»۔(بخاری:953)

عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن بغیر کچھ کھائے پیے عید گاہ تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ اور عید الاضحیٰ کے دن بغیر نماز پڑھے کچھ نہیں کھاتے پیتے تھے۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ، وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يُصَلِّيَ۔(ترمذی:542)

عید الفطر کے روز عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز، مثلاً: چھوارا یا کھجور وغیرہ طاق عدد میں کھانا افضل ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ تاکہ افطار متحقق ہو جائے اور عملی طور پر یہ واضح ہو جائے کہ آج روزہ نہیں ہے، روزوں کا مہینہ ختم ہو چکا ہے۔(الکوکب الدری:1/436)(معارف السنن:4/453)

عید الاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے، اگر کھائے گا تو کوئی کراہت نہیں ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس روز سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے۔ پھر یہ حکم مطلقاً سب کے لئے ہے یا قربانی کرنے والے کے لئے، اس میں اختلاف ہے:

- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: یہ حکم قربانی کرنے والے کے لئے ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: مطلقاً سب کے لئے ہے۔ (معارف السنن:4/451)

عید گاہ جانے آنے کا راستہ تبدیل کرنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (عید گاہ آتے جاتے ہوئے) راستہ تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ۔ (بخاری:986)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (عید گاہ جانے کیلئے) کسی راستے سے نکلتے تو واپسی کسی دوسرے راستے سے فرمایا کرتے تھے۔ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا خَرَجَ يَوْمَ العِيدِ فِي طَرِيقٍ رَجَعَ فِي غَيْرِهِ۔ (ترمذی:541)

راستہ تبدیل کرنے کی بیس وجوہات:

علماء کرام نے عید گاہ آنے جانے کیلئے راستہ تبدیل کرنے کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں، جن کی تعداد بیس تک پہنچتی ہے، اُن میں سے صحیح ترین یہ ہے کہ اس عمل سے شعائر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت اور شوکت کا اظہار مقصود ہے۔ (درسِ ترمذی:2/322)

کچھ مزید حکمتیں مندرجہ ذیل ہیں:

1. تاکہ دونوں راستے گواہی دے سکیں۔

2. تاکہ دونوں راستوں میں موجود جنّ وانس گواہی دے سکیں۔

3. تاکہ دونوں راستوں کو فضیلت کے مرتبہ میں برابر رکھا جاسکے۔

4. کیونکہ آپ ﷺ کا عید گاہ تک پہنچنے کیلئے راستہ دائیں جانب تھا، پس اگر اُسی راستے سے واپس آتے توبائیں جانب ہو جاتا، اِس لئے دوسرا دائیں جانب والا راستہ اختیار کرتے۔

5. تاکہ دونوں راستوں میں شعائرِ اِسلام اور تکبیر وغیرہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اِظہار ہوسکے۔

6. تاکہ دونوں راستوں میں موجود کفار مسلمانوں کی کثرت کو دیکھ کر حزن وملال کا شکار ہو جائیں۔ کو غصہ دلایا جاسکے۔

7. تاکہ اپنی کثرت کے ذریعہ کفار پر ہیبت ڈالی جاسکے۔

8. تاکہ دونوں راستوں والے لوگ مسلمانوں کی خوشیوں کو دیکھ سکیں۔

9. تاکہ دونوں راستے والے آپ ﷺ کے مبارک قدموں کے گزرنے اور آپ ﷺ کے دیدار سے مشرّف ہو سکیں۔

10. تاکہ دونوں راستے والوں کی حاجت کو پورا کیا جاسکے، مثلاً صدقہ وغیرہ دیا جاسکے، کسی کو دینی مسئلہ میں کچھ پوچھنا ہو تو اُس کو بتایا جاسکے۔

11. دونوں راستوں میں لوگوں کے سلام کا جواب دیا جاسکے۔

12. تاکہ آنے جانے کے راستے کو بدل کر لوگوں کا رش کم کیا جاسکے۔

13. آپ ﷺ کا وہ راستہ جس سے آپ عید گاہ جایا کرتے تھے وہ واپس آنے کے راستے سے زیادہ بعید تھا اور جاتے ہوئے اُس بعید راستے کو اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ زیادہ قدموں کی وجہ سے ثواب بھی زیادہ ہو سکے۔(عمدۃ القاری:6/306)

اچھے سے اچھا کپڑا اور اچھی سی اچھی خوشبو کا اہتمام:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ ہم عیدین میں وہ بہترین کپڑا جو ہم پاسکتے ہیں وہ پہنیں، اور وہ بہترین خوشبو جو حاصل کرسکتے ہیں وہ لگائیں اور وہ فربہ اور عمدہ جانور جو ہم کرسکتے ہیں اُس کی قربانی کریں۔ گائے اور اونٹ کی قربانی سات افراد کی جانب سے ہو سکتی ہے، اور ہمیں اِس بات کا حکم دیا کہ ہم (عید گاہ جاتے ہوئے) تکبیر کو ظاہر کریں اور (اِس حالت میں عید گاہ جائیں کہ) ہمارے اوپر سکون و وقار ہو۔أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَلْبَسَ أَجْوَدَ مَا نَجِدُ، وَأَنْ نَتَطَيَّبَ بِأَجْوَدَ مَا نَجِدُ، وَأَنْ نُضَحِّيَ بِأَسْمَنِ مَا نَجِدُ، وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَأَنْ نُظْهِرَ التَّكْبِيرَ، وَعَلَيْنَا السَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ۔(شعب الایمان:3442)

دوسری فصل —— عیدین کی نماز کے مسائل اور فقہی ابحاث

عیدین کی نماز کا حکم:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: واجب ہے۔

- امام مالک وشافعی رحمۃ اللہ علیہما: سنت مؤکدہ ہے۔
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: فرض کفایہ ہے۔(الفقہ علی المذاھب:1/297)(معارف السنن:4/427)

عیدین کا وقت:

وقتِ جائز: سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک عیدین کی نماز کا وقت ہے۔

وقتِ مستحب: افضل یہ ہے کہ نمازِ عید الاضحیٰ میں جلدی کی جائے تاکہ قربانی میں جلدی کریں اور نمازِ عید الفطر میں دیر کی جائے تاکہ صدقہ فطر ادا کر سکیں۔(شامیہ:2/171)(عالمگیری:1/150)

حضرت ابی الحویرث رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کو جو نجران میں تھے یہ حکم لکھ کر بھیجا کہ بقر عید کی نماز جلدی اور عید الفطر کی نماز تاخیر سے ادا کرو نیز (خطبہ میں) لوگوں کو پند و نصیحت کرو۔أَخْبَرَنِي ابْنُ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ:أَنْ عَجِّلِ الْأَضْحَى وَأَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ۔(مسند الشافعی:1/74)

عیدین کی نماز میں اذان واقامت:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین کی نماز بغیر اذان و اِقامت کے پڑھی ہے۔صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔(ترمذی:535)

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عیدین کی نماز میں اذان واقامت نہیں ہے، البتہ " الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ "وغیرہ کے ذریعے لوگوں کو باخبر کیا جاسکتا ہے۔(مرقاۃ: 3/1061) ہمارے دیار میں جیسا کہ لوگوں کو مساجد کے لاؤڈ اسپیکر سے عیدین کی نماز کیلئے اعلان کیا جاتا ہے، وہ بھی اس میں داخل ہے اور جائز ہے۔

حضرت علّامہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ تمام نوافل جو جماعت کے ساتھ مشروع ہیں، مثلاً: تراویح، نمازِ کسوف، نمازِ استسقاء اور عیدین کی نماز، ان سب میں "اعلام بطریق مخصوص" یعنی اذان و اقامت کی تو ممانعت ہے، لیکن "نفسِ اعلام" کی ممانعت نہیں، چنانچہ لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے اعلان کیا جاسکتا ہے۔(الکوکب الدری:1/430،431)

عیدین میں نماز سے قبل خطبہ دینا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے اُس کے بعد خطبہ دیا کرتے تھے۔عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ يُصَلُّونَ فِي العِيدَيْنِ قَبْلَ الخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُونَ۔(ترمذی:531)

جمہور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد مسنون ہے۔ نیز اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ نماز سے پہلے خطبہ دینے کی صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا عیدین سے قبل دیا جانے والا خطبہ معتبر ہوتا ہے یا نہیں:

- احناف ومالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: خلافِ سنت اور مکروہ ہے، تاہم کراہت کے ساتھ خطبہ ہو جائے گا۔
- شوافع اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: خطبہ کالعدم اور غیر معتبر ہے، یعنی نماز بلا خطبہ ہو گی۔(معارف السنن:4/427)

جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں تقدیم وتاخیر کے فرق کی وجوہات:

1. جمعہ فرض اور عید غیر فرض ہے، پس دونوں میں فرق واضح کرنے کے لئے تقدیم وتاخیر کی گئی۔
2. خطبۂ جمعہ نماز کی صحت کی شرط ہے، اور شرط اپنے مشروط پر مقدّم ہوتی ہے، جبکہ خطبۂ عید شرط نہیں
3. نمازِ عید کا وقت وسیع ہے، لہٰذا خطبہ بعد میں بھی اداء کیا جاسکتا ہے، جبکہ نماز جمعہ میں وقت میں اتنی وسعت نہیں ہوتی، پس پہلے مقرر کیا گیا تاکہ فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔
4. خطبۂ جمعہ فرض ہے، پس نماز کے بعد مقرر کرنے کی صورت میں بعض لوگوں کے چلے جانے کا خوف تھا، جس کی وجہ سے وہ زیادہ گناہ گار ہوتے۔(مرقاۃ:3/1062)

عیدین کی نماز میں مسنون قراءت:

سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ : حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے، اور جب دونوں (عید اور جمعہ) ایک ہی دن جمع ہو جاتے تب بھی دونوں نمازوں میں یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي العِيدَيْنِ وَفِي الجُمُعَةِ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الغَاشِيَةِ، وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا۔(ترمذی:533)

سورۃ قٓ اور سورۃ القمر:حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کون سی سورت تلاوت کیا کرتے تھے؟ ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی دونوں نمازوں میں سورہ قٓ اور سورۃ القمر پڑھا کرتے تھے۔ عَنْ عُبَيْدِ

اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ: «كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔(مسلم:891)

عیدین سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن (عید گاہ کی جانب) نکلے اور صرف دو رکعتیں پڑھی ،نہ اُس سے پہلے پڑھی اور نہ اُس کے بعد۔عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔(ترمذی:537)

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: نماز سے قبل مطلقاً مکروہ اور نماز کے بعد عید گاہ میں مکروہ ہے۔
- امام مالک واحمد رحمۃ اللہ علیہما: مطلقاً مکروہ ہے۔ نماز سے قبل بھی اور بعد میں بھی۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: مطلقاً جائز ہے۔ نماز سے قبل بھی اور بعد میں بھی۔(مرقاۃ:3/1063)

فائدہ: اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ ہے کہ عید گاہ کو چھوڑ کر اگر مسجد میں عیدین کی نماز پڑھی جارہی ہو تو نماز سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنا جائز ہے۔اور اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جواز کا قول اِمام کیلئے نہیں ،صرف مقتدیوں کیلئے ہے اور وہ بھی صرف اُن مقتدیوں کیلئے جو گونگے ہوں اور اِمام کا خطبہ نہ سن سکتے ہوں یا دور ہونے کی وجہ سے اِمام کے خطبہ کی آواز اُن تک نہ پہنچ رہی ہو،اور اِمام کیلئے نوافل پڑھنے کو وہ بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔(الفقہ علی المذاہب الأربعۃ:1/320)

عورتوں کا مساجد اور عید گاہ میں حاضر ہونا:

فقہائے احناف میں متقدمین اور متاخرین کی رائے اس بارے میں مختلف ہیں:

متقدمین: امام صاحب اور حضرات صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جوان عورتوں کا نکلنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اور بوڑھی عورتوں کے نکلنے کی تفصیل میں اختلاف ہے:

- امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ: فجر، مغرب اور عشاء میں نکل سکتی ہیں، بقیہ نمازوں میں جائز نہیں۔
- حضرات صاحبین رحمۃ اللہ علیہما: بوڑھی عورتیں تمام نمازوں میں نکل سکتی ہیں۔(ہدایہ:1/242)

متاخرین: فسادِ زمان اور ظہورِ فسق کی وجہ سے جوان اور بوڑھی تمام عورتوں کے لئے دن اور رات کی تمام نمازوں میں بشمول جمعہ اور عیدین کے نکلنا مطلقاً ممنوع ہے۔

عالمگیری میں ہے:وَكُرِهَ لَهُنَّ حُضُورُ الْجَمَاعَةِ إلَّا لِلْعَجُوزِ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْفَتْوَى الْيَوْمُ عَلَى الْكَرَاهَةِ فِي كُلِّ الصَّلَوَاتِ لِظُهُورِ الْفَسَادِ. كَذَا فِي الْكَافِي وَهُوَ الْمُخْتَارُ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ۔(عالمگیری:1/89)

در مختار میں ہے: (وَيُكْرَهُ حُضُورُهُنَّ الْجَمَاعَةَ) وَلَوْ لِجُمُعَةٍ وَعِيدٍ وَوَعْظٍ (مُطْلَقًا) وَلَوْ عَجُوزًا لَيْلًا (عَلَى الْمَذْهَبِ) الْمُفْتَى بِهِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ۔(الدر المختار:1/566)

محدّثِ کبیر ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورتوں کا جمعہ و عیدین کے اندر نکلنے کا حکم اِبتداءِ اِسلام میں تھا جبکہ مسلمان قلیل تھے لہٰذا دشمنوں کے سامنے مسلمانوں کی کثرت کو واضح کرنے کیلئے یہ حکم دیا گیا تھا تاکہ مسلمانوں کا خوف اُن کے دل میں پیدا ہو، لیکن اب چونکہ سبب نہیں رہا تو مسبب بھی ختم ہو گیا، جیسے: زکوۃ کے مصارِف میں ایک مصرَف "مؤلّفۃ قلوب" بھی ذکر کیا گیا ہے، یعنی نئے نئے اِسلام لانے

والے وہ کچے ذہن کے لوگ جو ابھی تک اِسلام میں پختگی کو نہ پہنچ سکے ہوں اُن کی تالیفِ قلبی کیلئے زکوۃ دی جاتی تھی ، لیکن بعد میں یہ مصرف بھی ختم کردیا گیا۔وَوَجَّهَ الطَّحَاوِيُّ بِأَنَّ ذَلِكَ كَانَ أَوَّلَ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمُونَ قَلِيلٌ، فَأُرِيدَ التَّكْثِيرُ بِهِنَّ تَرْهِيبًا لِلْعَدُوِّ اهـــ.وَمُرَادُهُ أَنَّ الْمُسَبَّبَ يَزُولُ بِزَوَالِ السَّبَبِ،وَلِذَا أُخْرِجَتِ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ مِنْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ۔(مرقاۃ:3/1064)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے :میں عورتوں کیلئے اب عیدین میں نکلنے کو ناپسند کرتا ہوں ، پس اگر عورت پھر بھی نکلنے پر مُصر ہو تو اُس کے شوہر کو اِجازت دیدینی چاہیئے لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ وہ اچھی طرح پردے میں نکلے اور زیب وزینت سے اجتناب کرے، اگر وہ اِس طرح نکلنے پر راضی نہ ہو تو شوہر کو چاہیئے کہ اُسے نکلنے سے منع کردے: أَكْرَهُ اليَوْمَ الخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ فِي العِيدَيْنِ، فَإِنْ أَبَتِ المَرْأَةُ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ فَلْيَأْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي أَطْمَارِهَا وَلَا تَتَزَيَّنْ، فَإِنْ أَبَتْ أَنْ تَخْرُجَ كَذَلِكَ فَلِلزَّوْجِ أَنْ يَمْنَعَهَا عَنِ الخُرُوجِ۔(ترمذی:باب فی خروج النساء فی العیدین،رقم:540)

”تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ“ کامطلب:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایامِ منی (یعنی ایّامِ تشریق) میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن کے پاس تشریف لائے اور اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو چھوٹی نابالغ بچیاں موجود تھیں اور دف بجارہی تھیں۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ لڑکیاں وہ اشعار گارہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ سے متعلّق کہے تھے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ پر کپڑا ڈالے لیٹے ہوئے تھے ،حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن بچیوں کو ڈانٹا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا کر اِرشاد فرمایا:اے ابو بکر !انہیں چھوڑ دو۔عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنَى تُدَفِّفَانِ، وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: «دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ، وَتِلْكَ الأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى۔(بخاری:987)

حدیث مذکور سے گانے کی اباحت کو ثابت نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ غناء کا اطلاق صرف گانے پر نہیں ہوتا بلکہ عربی زبان میں ترنم اور بلند آواز سے پڑھنے کو بھی "غناء" کہہ دیا جاتا ہے، اور یہاں یہی مراد ہے، اس لئے کہ بخاری شریف(رقم:952) میں اسی روایت کے اندر حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ وضاحت موجود ہے:" وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ" یعنی وہ دونوں کوئی گانے والی نہیں تھیں۔

وہ دونوں لڑکیاں جنگی گیت گارہی تھیں، اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو جنگ بعاث کے موقع پر کہے گئے تھے۔ اور وہ اشعار حرب و شجاعت سے پر تھے۔ اگر وہ اشعار عشقیہ اور ناجائز مضامین پر مشتمل ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاموش رہنا ممکن نہ تھا۔(اسلام اور موسیقی:187)

شرح السنۃ میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: وہ دونوں بچیاں جو اشعار پڑھ رہی تھیں وہ جنگ اور شجاعت کے بیان میں تھے اور اِس جیسے اشعار میں دینی امور میں (جذبہ جہاد اور وصفِ شجاعت کے حصول وغیرہ کے ذریعہ) معاونت حاصل ہوتی ہے، ہاں! وہ گانا جو فحش اور منکرات باتوں کے تذکرہ پر مشتمل ہو تو وہ یقیناً ممنوع وحرام ہے، اور ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسے اشعار نہیں پڑھے جاسکتے۔ كَانَ الشِّعْرُ الَّذِي تُغَنِّيَانِ بِهِ فِي وَصْفِ الْحَرْبِ وَالشَّجَاعَةِ، وَفِي ذِكْرِهِ مَعُونَةٌ بِأَمْرِ الدِّينِ، وَأَمَّا الْغِنَاءُ بِذِكْرِ الْفَوَاحِشِ وَالْمُنْكَرَاتِ مِنَ الْقَوْلِ، فَهُوَ الْمَحْظُورُ مِنَ الْغَنَاءِ، وَحَاشَا أَنْ يَجْرِيَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ بِحَضْرَتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔(مرقاۃ:3/1065)

عیدین کی نماز میں کتنی زائد تکبیرات ہیں؟

حضرت سعید بن العاص نے حضرت ابوموسی اشعری اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کس طرح تکبیر کہا کرتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی طرح چار تکبیریں کہا کرتے تھے، حضرت حذیفہ نے اُن کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا۔أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: «كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ»، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: صَدَقَ۔(ابوداؤد:1153)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي العِيدَيْنِ فِي الأُولَى سَبْعًا قَبْلَ القِرَاءَةِ، وَفِي الآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ القِرَاءَةِ۔(ترمذی:536)

عیدین کی زائد تکبیرات میں دو طرح کے اختلاف قابلِ وضاحت ہیں:

(1) تکبیراتِ زائدہ کی تعداد کتنی ہے۔ (2) تکبیراتِ زائدہ کا موضع اور مقام کیا ہے۔

پہلا اختلاف: تکبیراتِ زائدہ کی تعداد کتنی ہے:

اختلاف ہے، تقریباً بارہ اقوال ذکر کیے گئے ہیں، لیکن اُن میں سے تین قول ائمہ اربعہ کے زیادہ مشہور و معروف ہیں، اُنہی کو یہاں ذکر کیا جارہا ہے:

- شوافع رحمۃ اللہ علیہم: کل زائد تکبیرات بارہ ہیں۔

- مالکیہ وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: کل زائد تکبیرات گیارہ ہیں۔
- احناف رحمۃ اللہ علیہم: کل زائد تکبیرات چھ ہیں۔

ائمہ اربعہ کے اقوال کی تفصیل یہ ہے:

- شوافع کے نزدیک: سات پہلی رکعت میں قبل القراءۃ۔ پانچ دوسری رکعت میں قبل القراءۃ۔
- مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک: چھ پہلی رکعت میں قبل القراءۃ۔ پانچ دوسری رکعت میں قبل القراءۃ۔
- احناف کے نزدیک: تین تکبیرات پہلی رکعت میں قبل القراءۃ اور تین تکبیرات دوسری رکعت میں بعد القراءۃ قبل الرکوع کہی جائیں گی۔(الکوکب الدری:1/432،433)

نوٹ: ائمہ اربعہ کے مذکورہ بالا اقوال میں تکبیراتِ زائدہ کی تعداد میں تکبیرِ تحریمہ شامل نہیں ہیں۔

دوسرا اختلاف: زائد تکبیراتِ زائدہ کا موضع اور مقام کیا ہے:

عیدین کی زائد تکبیرات قراءت سے پہلے ہیں یا بعد میں، اِس میں اختلاف ہے:

- حضرات احناف رحمۃ اللہ علیہم: پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے اور دوسری میں قراءت کے بعد
- حضرات ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: دونوں رکعتوں میں زائد تکبیرات قراءت سے پہلے ہی کہی جائیں گی۔(الکوکب الدری:1/432،433)

کیا نمازِ استسقاء میں تکبیراتِ زائدہ ہیں؟

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ مرسلاً نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما عیدین اور اِستسقاء کی نماز میں (پہلی رکعت میں) سات اور (دوسری رکعت میں) پانچ

تکبیریں کہتے اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے اور بلند آواز سے تلاوت کرتے۔جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَبَّرُوا فِي الْعِيدَيْنِ وَالِاسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا، وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَجَهَرُوا بِالْقِرَاءَةِ۔(مسند الشافعی:1/76)(مشکوۃ المصابیح:1442)

- احناف ومالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: یہ عام نمازوں کی طرح دو رکعت ہے، اس میں تکبیراتِ زائدہ نہیں۔
- شوافع و حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: عیدین کی طرح دنوں رکعتوں میں تکبیراتِ زائدہ ہیں، یعنی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں زائد کہی جائیں گی (البتہ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اُن سات تکبیرات میں عیدین کی طرح تکبیرِ تحریمہ کو شامل نہیں کرتے جبکہ اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ سات تکبیریں کہتے ہیں)۔(الفقہ المذاہب الاربعۃ:1/325تا327)

نمازِ عید کے دوران وقت کا نکل جانا:

اگر عید کی نماز کے دوران نماز تشہد سے پہلے پہلے وقت ختم ہو گیا تو نماز عید اداء نہ ہو گی بلکہ یہ رکعتیں نفل ہو جائیں گی، ہاں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد نکل جائے تو نماز ہو جائے گی۔(شامیہ:2/171)

نمازِ عید پہلے روز اداءنہ کرنا :

عیدین کی نماز اگر پہلے دن اداء نہ کی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

<u>عُذر کی وجہ سے ہو:</u> عید الفطر کو دوسرے دن تک اور عید الاضحیٰ کو تیسرے دن تک مؤخّر کیا جاسکتا ہے۔

بغیر عُذر کے ہو: عید الفطر کو دوسرے دن تک اور عید الاضحیٰ کو تیسرے دن تک مؤخّر کیا جاسکتا ہے، جبکہ بلا عُذر عید الفطر کو دوسرے دن تک بھی مؤخّر نہیں کرسکتے اور عید الاضحیٰ کو تیسرے دن تک مؤخر کیا جاسکتا ہے، لیکن بلا عذر کے مؤخر کرنا مکروہ ہے۔(عالمگیری:1/152)(البنایۃ:3/121)

حضرت عمیر بن انس اپنے چچاؤں سے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے، نقل کرتے ہیں کہ ایک قافلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ شہادت دی کہ انہوں نے کل عید کا چاند دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو افطار کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگلے دن صبح عید گاہ جائیں۔عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،أَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا، وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ۔(ابوداؤد:1157)

کیا عیدین کی نماز کو پہلے دن سے مؤخر کرسکتے ہیں؟

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: مؤخر نہیں کرسکتے۔ خواہ عذر کی حالت ہو یا بغیر عذر کے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: عذر کی حالت میں عید الفطر کی نماز کو دوسرے دن تک ، اور عید الاضحیٰ کی نماز کو تیسرے دن تک مؤخر کرکے پڑھ سکتے ہیں۔(الفقہ الاسلامی:2/1393)(البنایۃ:3/120)

عیدین کی نماز کی قضاء کرنا:

- احناف ومالکیہ رحمۃ اللہ علیہم : قضاء نہیں ہے۔
- شوافع وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: قضاء کی جائے گی۔(الفقہ الاسلامی:2/1391،1392)

عیدین کی نماز انفرادی طور پر اداء کرنا:

کسی کی عیدین کی نماز کی جماعت نکل گئی ہو تو کیا وہ انفرادی طور پر اداء کر سکتا ہے، اس میں اختلاف ہے:

- احناف ومالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: عید کی نماز نکل جانے کی صورت میں کہیں اور جاکر جماعت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے، انفرادی طور پر نہیں پڑھ سکتا۔
- شوافع وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: انفرادی طور پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (الفقہ الاسلامی:2/ 1391،1392)

تیسری فصل ـــــ صدقہ فطر کے احکام ومسائل

عید الفطر کے دن کا ایک اہم حکم صدقہ فطر کا نکالنا ہے، جو رمضان کے اختتام پر نکال کر بندہ اپنے روزوں کی تقصیرات اور کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ سے معاف کراتا ہے، ذیل میں اِس سے متعلّق اہم تفصیلات ذکر کی جارہی ہیں:

صدقۃ الفطر کے فضائل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر روزے داروں کو بے کار اور بے ہودہ باتوں سے پاکیزگی اور مساکین کو کھلانے (یعنی ان کی مدد وغیرہ) کے لیے مقرر فرمایا، پس جس نے اس کو عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ مقبول صدقۂ فطر ہے اور جس نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقہ ہے (یعنی عید کی نماز سے پہلے ادا کیے گئے صدقہ کے برابر فضیلت نہیں رکھتا)۔فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ

طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔(ابوداؤد:1609)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے: رمضان کے روزے آسمان اورزمین کے درمیان معلق (لٹکے) رہتے ہیں، جنہیں (اللہ کی طرف) صدقۂ فطر کے بغیر نہیں اٹھایا جاتا۔ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَايُرفَعُ إِلَّا بِزَكَاةِ الْفِطْرِ۔(الترغیب والترھیب:1653)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو فرض (یعنی واجب) قرار دیا اور فرمایا:" غریبوں کو اس دن غنی کر دو (یعنی ان کے ساتھ مالی معاونت کرو)۔ عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ ، وَقَالَ: «أَغْنُوهُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ»۔(دار قطنی:2133)

فقہاء کرام فرماتے ہیں: صدقۂ فطر کی ادائیگی سے روزے قبول ہوتے ہیں، مشکل آسان ہوتی ہے، کامیابی ملتی ہے اور موت کی سختی اور قبر کے عذاب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ: قَبُولُ الصَّوْمِ وَالْفَلَاحُ وَالنَّجَاةُ مِنْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔(مجمع الانہر:1/226)

صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا نصاب:

صدقہ فطر کے لازم ہونے کا نصاب وہی ہے جو وجوبِ زکوۃ کا نصاب ہے ،یعنی ساڑھے باوَن تولہ چاندی یا اُس کی مالیت کے بقدر ضرورت سے زائد مال کا مالک ہونا، البتہ اس میں مالِ تجارت ہونا، سال کا گذرنا، بالغ یا عاقل ہونا شرط نہیں، پس اسی لئے بعض اوقات صدقہ فطر اُس شخص پر بھی لازم ہوتا ہے جس پر زکوۃ لازم نہیں ہوتی۔(نوادر الفقہ، رفیع عثمانی:272)

واضح رہے کہ صدقہ فطر کے نصاب میں زکوۃ کی طرح مال کا "نامی" ہونا یا "سال کا گزرنا" شرط نہیں، یعنی زکوٰۃ کے نصاب میں تو سونا، چاندی، نقدی یا مال تجارت کا ہونا ہی ضروری ہے، جب کہ صدقہ فطر میں ان چار مالوں کے علاوہ بھی ہر قسم کا مال نصاب میں شامل ہوتا ہے، البتہ ایک چیز ان دونوں نصابوں میں مشترک ہے کہ روزمرہ کی ضرورتوں سے زائد ہو اور قرضے سے بچا ہوا ہو۔(مجمع الانہر:1/226،227)(طحطاوی علی المراقی، باب صدقۃ الفطر)(ہدایہ، باب صدقۃ الفطر)(الدر المختار:2/360)

صدقہ فطر کے نصاب میں ائمہ کا اختلاف:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: صدقۃ الفطر کے وجوب کا نصاب وہی ہے جو زکوۃ کا ہے، یعنی ساڑھے باوَن تولہ چاندی یا اُس کی مالیت کے بقدر مال کا مالک ہونا۔ البتہ اس میں نصاب کا "نامی" ہونا اور "حولانِ حول" یعنی سال کا گذرنا شرط نہیں۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: صدقۃ الفطر کے وجوب کے لئے کوئی نصاب مقرر نہیں، "قُوتُ یومٍ ولَیلَۃٍ" یعنی جس کے پاس ایک دن اور رات کے کھانے کا انتظام ہے، اُس پر لازم ہے۔(درسِ ترمذی:2/497)

صدقہ فطر واجب ہونے کی شرائط:

صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

1. حرّیت: غلام پر صدقہ فطر لازم نہیں، ہاں! اُس کی طرف سے مالکِ غنی اداء کرنے کا پابند ہے۔
2. اسلام: کافر پر صدقہ فطر لازم نہیں، اس لئے کہ وہ عبادت کی اہلیت نہیں رکھتا۔
3. مالکِ نصاب: یعنی ساڑھے باوَن تولہ چاندی یا اُس کی مالیت کے ضرورت سے زائد مال کا مالک ہونا۔

کسی شخص کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے رکھا ہے، تو دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے، اب اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے، البتہ اگر مالک کا اسی مکان پر گزر اوقات ہے (یعنی آمدنی کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے) تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہے اور اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہو گا۔(تاتارخانیہ:2/418)

صدقہ فطر کا حکم اور اُس میں ائمہ کرام کا اختلاف:

احناف کے علاوہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے اِس لئے کہ صدقہ فطر کو فرض کہا گیا ہے ،چنانچہ حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ نے صدقہ فطر کو فرض قرار دیا۔فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الفِطْرِ۔(بخاری:1503)

جبکہ حضرات احناف کے مسلک کے مطابق صدقہ فطر کا اداء کرنا واجب ہے،یعنی نکالنا ضروری ہے، نہ نکالنے کی صرت میں گناہ گار ہو گا۔اور حدیث میں صدقہ فطر کو جو فرض کہا گیا ہے، اُس سے مراد فرض عملی ہے،اور فرض عملی اور واجب ایک ہی چیز ہے۔(البنایۃ:3/481)

صدقہ فطر کی حکمت:

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر روزے داروں کو بے کار اور بے ہودہ باتوں سے پاکیزگی اور مساکین کو کھلانے (یعنی ان کی مدد وغیرہ) کے لیے مقرر فرمایا، پس جس نے اس کو عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ مقبول صدقہ ٔفطر ہے اور جس نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقہ ہے (یعنی عید کی نماز سے پہلے ادا کیے گئے صدقہ کے برابر فضیلت نہیں رکھتا)۔فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ

طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔(ابوداؤد:1609)

اِس حدیث میں صدقہ فطر کے دو مقصد ذکر کیے گئے ہیں: (1)روزوں کے اندر ہونے والی تقصیرات اور کوتاہیوں کی تلافی۔(2)غرباء ومساکین کے لئے کھانے کا انتظام۔

صدقہ فطر کی مقدار:

احادیث طیبہ میں صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے چار چیزیں(گندم، جَو، کشمش اور کھجور)مذکور ہیں، نسائی شریف میں اُن روایات کو تفصیل سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ان میں سے گندم کے اندر نصفِ صاع یعنی پونے دو سیر اداء کرنے کا حکم ہے اور جَو، کشمش اور کھجور کے اعتبار سے صدقہ فطر اداء کیا جائے تو ایک صاع مکمل یعنی ساڑھے تین سیر اداء کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔(عُمدۃ الفقہ:3/168)

فائدہ : آج کل لوگوں نے یہ رواج اپنالیا ہے کہ صرف گیہوں سے صدقہ ٔفطر ادا کرتے ہیں کہ اس کی قیمت کم ہوتی ہے، اس میں حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ مال دار لوگ کھجور اور کشمش وغیرہ کی قیمت سے صدقہ ٔفطر ادا کیا کریں، تاکہ فقراء کے لیے زیادہ فائدہ مند ہو۔

صدقہ فطر کی مقدار میں ائمہ کا اختلاف:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: گندم کا نصفِ صاع اور دیگر اجناس کا ایک صاع واجب ہوتا ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم : گندم، جَو، کھجور، اور کشمش تمام اجناس میں سے ایک ہی صاع فی کس لازم ہوتا ہے۔(درسِ ترمذی:2/497)(عُمدۃ الفقہ:3/168)

فائدہ :

☆— ایک صاع کی مقدار = ساڑھے تین سیر تین ماشہ۔

☆—نصفِ صاع = پونے دو سیر تین ماشہ۔(جواہر الفقہ:1/424تا427)

☆— کلو گرام کے اعتبار سے = 1625 گرام یعنی ایک کلو چھ سو پچیس گرام۔(فتاویٰ زکریا:3/232)

صدقہ فطر میں قیمت دینا:

صدقہ فطر میں اجناس یعنی گندم ،جَو وغیرہ دینا بھی درست ہے،جیسا کہ دیہات وغیرہ میں یہ چیزیں باآسانی دستیاب ہوتی ہیں،اور اگر چاہیں تو قیمت بھی دی جاسکتی ہے ، اور قیمت دینے کی صورت میں اُس کا پونے دو کلو گندم یا ساڑھے تین کلو جَو وغیرہ کی قیمت کے برابر ہونا ضروری ہو گا۔اور قیمت کا دینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ افضل ہے، کیونکہ اِس میں فقیر کی حاجت زیادہ اچھے طریقے سے پوری ہوسکتی ہے، کہ وہ اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق ضرورت کی اشیاء خرید سکتا ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ:7/201)(شامیہ:2/366)

صدقہ فطر واجب ہونے کا وقت:

صدقہ ٔفطر عید الفطر کے دن صبح صادق طلوع ہونے کے بعد واجب ہو تا ہے، پس:

1. جو شخص صبح صادق سے پہلے مر جائے اس پر واجب نہ ہو گا۔
2. جو شخص اس دن صبح صادق کے بعد مرے تو اس پر یہ صدقہ واجب ہے۔
3. جو شخص صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا ہو یا کافر تھا اور مسلمان ہو گیا اس پر بھی صدقہ ٔفطر واجب ہے۔

4. جو شخص صبح صادق کے بعد پیدا ہوا ہو یا مسلمان ہوا ہو تو اس پر یا اُس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں، اس لیے کہ وجوب کے وقت وہ اس کا اہل نہیں تھا۔(عالمگیری:1/192)

عید کے دن سے پہلے بھی صدقہ فطر اداء کیا جاسکتا ہے:

عید کے دن سے پہلے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا جائز ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ عید سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر نکال دیا کرتے تھے۔فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُؤَدِّيهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِالْيَوْمِ وَالْيَوْمَيْنِ۔(ابوداؤد:1610)

صدقہ فطر کو کتنا پہلے اداء کیا جاسکتا ہے:

- احناف وشوافع رحمۃ اللہ علیہما : رمضان المبارک کا داخل ہونا ضروری ہے، اس سے پہلے درست نہیں۔
- مالکیہ وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہما : ایک یا دو دن تک صدقہ فطر کو مقدّم کرسکتے ہیں، اس سے زیادہ مقدّم کرنا درست نہیں۔(الفقہ الاسلامی:3/2042)

صدقہ فطر کی ادائیگی کا مستحب وقت:

مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے روز طلوعِ فجر کے بعد عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کردے، تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل ہو جائے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے جانے سے پہلے صدقہ فطر اداء کردے۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ۔(بخاری:1509)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم عید کی نماز سے قبل صدقۂ فطر ادا کریں، چنانچہ عید گاہ جانے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے غرباء میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے اور یہ فرماتے کہ: لوگوں کو اس روز دربدر پھرنے سے بے نیاز و غنی کردو۔ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نُخرِجَهُ قَبْلَ أَنْ نَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَسِّمُوهُ بَيْنَهُمْ، وَيَقُولُ:اغْنُوهُمْ عَنْ طَوَافِ هَذَا الْيَوْمِ۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:7739)

صدقۃ الفطر کے وقت کی مختلف صورتوں کی تفصیل :

وقتِ وجوب : اس میں فقہاء کا اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: عید الفطر کے دن صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم : رمضان کے آخری دن کے غروبِ شمس کے وقت۔(الفقہ الاسلامی:3/2042)

وقتِ اداء : رمضان المبارک کے داخل ہونے کے بعد کسی بھی وقت صدقہ فطر اداء کرسکتے ہیں، نماز سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اداء کیا جاسکتا ہے، البتہ پہلے اداء کردینا چاہیئے ، مؤخر کرنے سے ساقط نہ ہوگا۔(ہدایہ: باب صدقۃ الفطر)(الدر المختار:2/ 367)(ابوداؤد:1609)

وقت مستحب : عید الفطر کے دن صبح صادق کے بعد نماز سے قبل اداء کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی عید کی نماز سے قبل اداء کیا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اسی کا حکم دیا کرتے تھے۔(نصب الرّایۃ:2/431)(شامیہ:2/360)(جوھرۃ:1/132)(درسِ ترمذی:2/507)

وقتِ مکروہ : عید الفطر کی نماز سے پہلے پہلے بہر صورت صدقہ فطر اداء کرکے فارغ ہو جانا چاہیئے، اگر کوئی نماز سے پہلے اداء نہ کر سکا تو بعد میں اداء کرے، ساقط نہیں ہو گا، لیکن نماز کے بعد اداء کرنا مکروہ ہے۔(طحطاوی علی المراقی، باب صدقۃ الفطر) ابن حزم ظاہری کے نزدیک تو عید کے بعد صدقہ فطر نکالنا حرام ہے۔(عون المعبود:5/4) لیکن بہر حال ہر صورت میں صدقہ فطر نکالا جائے گا، نماز سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ساقط نہ ہو گا۔

صدقہ فطر کس کس کی طرف سے اداء کرنا لازم ہے :

صدقہ فطر مَرد پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے اداء کرنا واجب ہے، بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے اداء کرنا واجب نہیں، البتہ اگر اُن کی طرف سے بھی اداء کر دیا جائے، جیسا کہ عموماً ایسا ہی کیا جاتا ہے تو یہ بھی درست ہے۔(الجوھرۃ:1/133)

اِس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ صدقہ فطر کا تعلّق ولایت، مؤنۃ اور نفقہ سے ہے، پس جس شخص کے ذمّہ کسی دوسرے کی ولایت، مؤنۃ اور نفقہ کی ذمّہ داری ہو اُس پر دوسرے شخص کی طرف سے صدقہ فطر اداء کرنا بھی لازم ہو گا اور جس پر نہ ہو اُس پر صدقہ فطر بھی لازم نہ ہو گا۔(عالمگیری:1/193)

کس کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں؟

1. جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو اس کی طرف سے لازم نہیں۔(شامیہ:2/361)
2. بیوی کا صدقہ خاوند پر واجب نہیں ۔ (شامیہ:2/363)

3. بالغ اولاد اگرچہ وہ اس کے عیال میں سے ہوں اور اپاہج ہوں، اُن کا صدقہ فطر لازم نہیں، البتہ اگر بالغ اولاد معتوہ (کم عقل) اور مجنون (پاگل) ہے تو اس کا حکم نابالغ کا ہے، یعنی باپ کے اوپر لازم ہو گا، اور اُن کے پاس مال ہو تو ان کے اپنے مال میں سے ادا کیا جائے گا۔(شامیہ:2/361)

4. اپنے مال دار ماں باپ کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا اولاد پر واجب نہیں، اگرچہ اہل وعیال میں سے ہوں۔(عالمگیری:1/193)

5. اگر باپ نے اپنی نابالغ لڑکی کی شادی کر کے خاوند کے سپرد کر دیا ہو تو باپ کے ذمّہ اُس کا صدقہ فطر نہیں رہتا، بشرطیکہ وہ شوہر کی خدمت کی صلاحیت رکھتی ہو، کیونکہ اِس کے بغیر شوہر پر بیوی کا نفقہ نہیں ہوتا تو صدقہ فطر بھی لازم نہ ہو گا اور ایسی صورت میں باپ صدقہ فطر کا مکلّف ہو جائے گا، پس خلاصہ یہ ہے کہ شوہر کے سپرد کرنے اور خدمت کی صلاحیت ہونے سے باپ پر صدقہ فطر لازم نہ رہے گا۔(شامیہ:2/362)

6. بالغ فقیر لڑکی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اس کا صدقۂ فطر کسی پر واجب نہیں۔(شامیہ:2/362)

7. چھوٹے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ وہ اُس کے عیال میں بھی ہوں۔(عالمگیری:1/193)

8. دادا پر بالاتفاق پوتوں کا صدقہ فطر واجب نہیں، جب کہ اس کا مفلس بیٹا زندہ ہو، البتہ اگر بیٹا زندہ نہ ہو تو دادا کو اداء کر دینا چاہیئے۔(شامیہ:2/362)

صدقہ فطر کے بارے میں پائی جانے والی چند عمومی کوتاہیاں:

(1)— یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس پر زکوۃ لازم نہیں اُس پر صدقہ فطر بھی نہیں، حالآنکہ ایسا نہیں، بسا اوقات صدقہ فطر اُس پر بھی لازم ہوتا ہے جس پر زکوۃ لازم نہیں۔(نوادر الفقہ، رفیع عثمانی:272)

(2)— یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر کسی بھی وجہ سے روزے نہیں رکھے تو صدقہ فطر بھی لازم نہیں، حالآنکہ ایسا نہیں، صدقہ فطر اُس پر بھی لازم ہوتا ہے جس نے روزے نہ رکھے ہوں۔(عالمگیری:1/192)

(3)— بعض لوگ اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے صدقہ فطر اداء نہیں کرتے، حالانکہ اُن کی جانب سے نکالنا بھی ضروری ہے۔(عالمگیری:1/192)

(4)— بعض حضرات غیر مستحق لوگوں مثلاً: پروفیشنل بھکاریوں کو کو صدقہ فطر اداء کردیتے ہیں اگرچہ وہ مستحق نہ ہوں، یہ درست نہیں۔ صدقہ فطر کا مصرف زکوۃ کا مصرف ہے، لہٰذا مستحقینِ زکوۃ ہی کو صدقہ فطر اداء کرنا چاہیئے۔(الدر المختار:2/368)

(5)— بعض لوگ عید کی تیاریوں اور شاپنگ وغیر میں اِس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر اداء کرنا ہی رہ جاتا ہے، یادرکھیں! یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ عید کی نماز کے بعد صدقہ فطر اداء کرنا مکروہ ہے، لیکن بہر حال پھر بھی اداء کرنا ضروری ہے۔(طحطاوی علی المراقی، باب صدقۃ الفطر)

غیر صاحب نصاب شخص کیلئے بھی صدقہ فطر اداء کرنا بہتر ہے:

صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم صرف مال داروں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ فقراء کو بھی صدقۂ فطر ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اگرچہ شرعاً اُن پر لازم نہیں لیکن اگر وہ اداء کردیں تو اُن کیلئے بھی بہتر اور برکت کا

باعث قرار دیا گیا ہے ، چنانچہ ایک حدیث میں ہے ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں: غنی بھی صدقۂ فطر ادا کرے اور فقیر بھی صدقہ دے۔زَكَاةُ الْفِطْرِ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ۔(دار قطنی:2110)

ایک اور روایت میں ہے فرمایا کہ: صدقہ فطر (واجب ہے) گیہوں میں سے ایک صاع دو آدمیوں کی طرف سے (یعنی ہر ایک کی جانب سے آدھا آدھا صاع ہو گا) خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے،، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت، اور ایک روایت کے مطابق ”غنی ہو یا فقیر“۔ غنی کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مال دار کو تو صدقہ فطر ادا کرنے کی وجہ سے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر (جو مالک نصاب نہ ہو) اس کو اس سے زیادہ عنایت فرماتا ہے ، جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا ہے۔«صَاعٌ مِنْ بُرٍّ، أَوْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، أَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيهِ اللَّهُ، وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ، فَيَرُدُّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَى»، زَادَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ: غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ۔(ابوداؤد:1619)

حدیث میں یہ جو بشارت دی گئی ہے کہ ”فَيَرُدُّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَى“یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اس سے زیادہ عنایت فرماتا ہے ، جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا ہے۔ یہ اگرچہ مال دار کے لیے بھی ہے، مگر اس کو فقیر کے ساتھ اس لیے خاص فرمایا کہ اس کی ہمت افزائی ہو۔(مظاہر حق جدید:2/207)

صدقہ فطر کا مستحق:

صدقہ فطر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔(الدر المختار:2/368)

زکوۃ اور صدقہ فطر میں فرق:

1. زکوۃ کی ادائیگی فرض ہے۔ صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔

2. زکوۃ کا مُنکِر کافر ہے۔ صدقہ فطر کا مُنکر کافر نہیں۔(در مختار:2/358)

3. زکوۃ میں سال گزرنا شرط ہے۔ صدقہ فطر میں سال گزرنا شرط نہیں۔(طحطاوی علی المراقی، صدقۃ الفطر)

4. زکوۃ میں مال کا "نامی" ہونا شرط ہے۔ صدقہ فطر میں مال کا نامی ہونا شرط نہیں۔(شامیہ:2/360)

5. زکوۃ میں بالغ ہونا شرط ہے۔ صدقہ فطر میں بالغ ہونا شرط نہیں۔(شامیہ:2/359)

6. زکوۃ میں عاقل ہونا شرط ہے۔ صدقہ فطر میں عاقل ہونا شرط نہیں۔(شامیہ:2/359)

7. زکوۃ میں صرف اپنی طرف سے لازم ہے۔ صدقہ فطر اپنے نابالغ بچوں طرف سے بھی ہوتی ہے۔

8. زکوۃ میں قُدرتِ ممکّنہ شرط ہے۔ صدقہ فطر میں قُدرتِ میسّرہ شرط ہے۔(شامیہ:2/360)

9. زکوۃ لازم ہونے کے بعد مال کے ہلاک ہونے کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ صدقہ فطر میں ہلاکتِ مال سے ساقط نہیں ہوتا۔(شامیہ:2/361)

چوتھی فصل ـــــ عشرہ ذی الحجہ کے فضائل واعمال

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل:

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور اُن میں حرمت کے اعتبار سے سب سے عظیم "ذی الحجہ" کا مہینہ ہے۔سَيِّدُ الشُّهُورِ شَهْرُ رَمَضَانَ وَأَعْظَمُهَا حُرْمَةً ذُو الْحِجَّةِ۔(شعب الایمان:3479)

اِس سے معلوم ہوا کہ ذی الحجہ کا مہینہ ایک عظیم اور بابرات مہینہ ہے، بالخصوص اس کے ابتدائی دس دن جس کو "عشرہ ذی الحجہ " کہا جاتا ہے، یہ اور بھی زیادہ بابرکت ایّام ہیں، قرآن وحدیث سے اِن دس دنوں کی بڑی فضیلت ثابت ہے، چند فضائل ملاحظہ فرمائیں:

پہلی فضیلت: ذی الحجہ کی دس راتوں کی قسم:

اللہ تعالیٰ نے اِن دس دنوں میں آنے والی راتوں کی قسم کھائی ہے، چنانچہ فرمایا:﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ قسم ہے دس راتوں کی۔(الفجر:2)حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دس راتیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اُن ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔اللَّيَالِي الَّتِي أَقْسَمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِنَّ الْعَشْرُ الْأُوَلُ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ۔(شعب الایمان:3470)

دوسری فضیلت: سب سے افضل اور عظمت والے ایّام:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مَروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن اِن دس دنوں سے زیادہ افضل نہیں ہیں اور ان میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے۔مَا مِنْ أَيَّامٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ وَلَا الْعَمَلُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ۔(شعب الایمان:3481)

ایک اور روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن اِن دس دنوں سے زیادہ عظیم نہیں ہیں اور ان میں کیے جانے والے عمل سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ۔(مسند احمد:5446)

تیسری فضیلت: عشرہ ذی الحجہ کے اعمال کا سب سے زیادہ محبوب ہونا:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیے جانے والے اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی الحجہ کے دس ایام سے زیادہ محبوب ہوں، لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اللہ کے راستے میں جہاد بھی اِن اعمالِ صالحہ کے برابر نہیں؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ہاں! اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی ان کے برابر نہیں، ہاں مگر وہ شخص جو اللہ کے راستے میں اپنی جان ومال لے کر نکلا ہو اور کچھ بھی واپس لے کر نہ آئے (یعنی شہید ہوجائے)۔«مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ۔(ابوداؤد:2438)

چوتھی فضیلت: عشرہ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: ذی الحجہ کے دس دنوں میں (ابتدائی نو دنوں میں سے) ہر دن کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر ہے۔يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ۔(ترمذی:758)

پانچویں فضیلت: عشرہ ذی الحجہ کی ہر رات کی عبادت کا ثواب شبِ قدر کے برابر ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: ذی الحجہ کے دن دنوں میں ہر رات کے قیام (عبادت) کا ثواب لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ القَدْرِ۔(ترمذی:758)

عشرۂ ذی الحجہ افضل ہے یا رمضان کا آخری عشرہ؟

اس بارے میں علماء کی تین آراء ہیں:

1. عشرۂ ذی الحجہ افضل ہے۔ کمافی الحدیث: "مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ "......... الخ۔(ابوداؤد:2438)

2. رمضان المبارک کا عشرۂ اخیرہ افضل ہے۔ اِس لئے کہ اس میں روزے اور شبِ قدر ہے۔

3. عشرۂ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں اور عشرۂ رمضان کی راتیں افضل ہیں۔

تیسرے قول کی وجہ : عشرۂ ذی الحجہ کے دن اس لئے افضل ہیں کیونکہ اس میں عرفہ کا دن ہے جو سال کے تمام ایام کا سردار ہے اور رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کی راتیں اس لئے افضل ہیں کیونکہ اس میں شبِ قدر ہے جو سال کی تمام راتوں کی سردار ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:3/1082)

عشرہ ذی الحجہ کے اعمال:

احادیثِ طیبہ میں ذی الحجہ کے دس مبارک ایّام کے اعمال ذکر کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا عمل: ناخن اور بال کاٹنے سے احتراز:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اُسے (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔(صحیح مسلم:1977)

ایک اور روایت میں ہے: جس کو جانور ذبح کرنا ہو تو وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن کو قربانی ہونے تک نہ کاٹے۔مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ، وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ۔(صحیح مسلم:1977)

دوسرا عمل:عبادت کی کثرت:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیے جانے والے اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی الحجہ کے دس ایام سے زیادہ محبوب ہوں، لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کیا اللہ کے راستے میں جہاد بھی اِن اعمالِ صالحہ کے برابر نہیں؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ہاں! اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی ان کے برابر نہیں، ہاں مگر وہ شخص جو اللہ کے راستے میں اپنی جان ومال لے کر نکلا ہو اور کچھ بھی واپس لے کر نہ آئے (یعنی شہید ہو جائے)۔«مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ۔(ابوداؤد:2438)

ایک روایت میں ہے: اِن دس دنوں میں کیے جانے عمل کا بدلہ سات سو گنا بڑھادیا جاتا ہے۔وَالْعَمَلَ فِيهِنَّ يُضَاعَفُ سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔(شعب الایمان:3481)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بنی مخزوم کے ایک قریشی شخص نے مجھ سے یہ حدیث مرفوعاً نقل کی ہے کہ: اِن ایام میں کیے جانے والے اعمال قدر و منزلت میں ایسے ہیں جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔بَلَغَنِي أَنَّ الْعَمَلَ فِي الْيَوْمِ مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ كَقَدْرِ غَزْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ۔(شعب الایمان:3477)

تیسرا عمل:روزوں کا اہتمام:

ذی الحجہ کے ابتدائی ایّام میں نبی کریم ﷺ کا معمول روزے رکھنے کا تھا، چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ ذی الحجہ کے نو دن روزہ رکھا کرتے تھے۔كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ۔(ابوداؤد:2437)

اور عشرہ ذی الحجہ میں روزے رکھنے کی فضیلت پر روایت پہلے گزر چکی ہے کہ ذی الحجہ کے دس دنوں میں (ابتدائی نو دنوں میں سے) ہر دن کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر ہے۔يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ۔(ترمذی:758)

چوتھا عمل: عرفہ کے روزے کا خصوصی اہتمام:

عشرہ ذی الحجہ میں ایک دن "عرفہ" یعنی 9 ذی الحجہ کا مبارک دن ہے جس میں روزے کا ثواب اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: مجھے اللہ تعالی سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے (صغیرہ) گناہوں کو مٹادے گا۔صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ۔(ترمذی:749)

پانچواں عمل: تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کی کثرت:

تسبیح سے مراد اللہ تعالی کی پاکی، تحمید سے مراد اُس کی حمد، تہلیل سے مراد کلمہ طیبہ کا پڑھنا اور تکبیر سے مراد اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرنا ہے،اور عشرہ ذی الحجہ میں اِن چاروں چیزوں کی کثرت کی تلقین کی گئی ہے۔روایات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِن دس دنوں میں تہلیل، تحمید، تکبیر اور تسبیح کی کثرت کیا کرو۔ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ، وَالتَّحْمِيدِ، وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ۔(شعب الایمان:3473)

بخاری میں تعلیقاً حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا یہ عمل منقول ہے کہ وہ دونوں حضرات ذی الحجہ کے دس دنوں میں بازار جاکر (لوگوں کو تکبیر کی طرف توجہ دلانے کے لئے) تکبیر کہا کرتے تھے

اور لوگ اُن کی تکبیر کی وجہ سے تکبیر کہا کرتے تھے۔وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ: «يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ العَشْرِ يُكَبِّرَانِ، وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا۔(بخاری :باب فضل العمل فی ایام التشریق)

اور یہ تمام چیزیں یعنی تہلیل، تحمید، تکبیر اور تسبیح تیسرے کلمہ میں موجود ہیں، چنانچہ اِن دس دنوں میں چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے تیسرا، چوتھا کلمہ اور تکبیر تشریق وغیرہ کی کثرت کرنی چاہیئے۔

چھٹا عمل:شب بیداری:

عشرہ ذی الحجہ کی مبارک راتیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر قسم کھائی ہے ،بڑی ہی بابرکت راتیں ہیں، نبی کریم ﷺ نے اِن مبارک راتوں کو شبِ قدر کے برابر قرار دیاہے، چنانچہ حدیث میں ہے: ذی الحجہ کے دن دنوں میں ہر رات کے قیام (عبادت)کا ثواب لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ القَدْرِ۔(ترمذی:758)

لہٰذا اِن راتوں کو غفلت اور کوتاہی کا شکار ہو کر گزارنا بڑی نادانی اور خسارے کا سوداہے ،اِس میں زیادہ سے زیادہ عبادت کا اہتمام کرنا چاہیئے خصوصاً عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کا اہتمام تولازمی کرنا چاہیئے تاکہ حدیث کے مطابق رات بھر کی عبادت کا ثواب مل سکے۔

ساتواں عمل:شبِ عید کا خصوصی اہتمام:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد منقول ہے:

جس نے عیدین کی راتوں میں اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے عبادت کی اُس کا دل اُس (قیامت کے) دن مردہ نہ ہوگا جس دن سب کے دل مردہ ہوجائیں گے۔مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلَّهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔(ابن ماجہ:1782)

عشرۂ ذی الحجہ میں ناخن اور بال کاٹنے کی تفصیل:

اِس میں تین باتیں قابلِ وضاحت ہیں:

(1)ناخن اور بال کاٹنے کا حکم۔　(2)یہ حکم کس کیلئے ہے۔　(3)اس کی حکمت کیا ہے؟

ناخن اور بال کاٹنے کا حکم:

- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حرام ہے۔
- امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما: مکروہ تنزیہی ہے۔
- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: کاٹنا بلا کراہت جائز ہے، البتہ نہ کاٹنا مستحب ہے۔(مرقاۃ:3/1081)

تنبیہ:فقہائے احناف کا مسلک اس بارے میں استحباب کا ہے، اِباحت کا نہیں، لہٰذا بعض شرّاحِ حدیث نے احناف کا جو مسلک "مباح ہونا" ذکر کیا ہے وہ درست نہیں۔(رد المحتار:2/181)(تکملہ فتح الملہم:3/585)

ناخن اور بال کاٹنے کا حکم کس کیلئے ہے:

یہ استحباب صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جن کا قربانی کا ارداہ ہو، خواہ واجب قربانی کا ارادہ ہو یا نفلی کا۔ نیز یہ حکم اُس وقت ہے جبکہ بال اور ناخن کاٹے ہوئے چالیس دن پورے نہ ہوتے ہوں، ورنہ بال اور ناخن کاٹنا ضروری ہے اور نہ کاٹنا حرام ہے۔(احسن الفتاوی:7/497)(رد المحتار:2/181)

بال اور ناخن نہ کاٹنے کی حکمت:

1. حجاجِ بیت اللہ کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا، کیونکہ وہ بھی بحالتِ احرام یہ کام نہیں کرتے۔
2. اضحیہ دراصل قربانی کرنے والے کی جان کا فدیہ ہوتا ہے، پس ناخن وغیرہ کاٹنے سے روکا گیا تاکہ تمام اجزاء کے ساتھ فدیہ ہو۔(مرقاۃ المفاتیح:3/1081)(تکملہ فتح الملہم:3/586)

پانچویں فصل ـــــ قربانی کے فضائل، مسائل اور مباحثِ فقہیہ

لفظ " اضحیہ " کے اعراب اور معنی:

اعراب: علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے اندر چار لغات ہیں:

1. أُضْحِيَة۔ بضم الہمزہ۔ جمع أَضَاحِيٌّ آتی ہے۔
2. اِضْحِيَة۔ بکسر الہمزہ۔ اس کی جمع بھی أَضَاحِيٌّ آتی ہے۔
3. ضَحِيَّة۔ بغیر الہمزہ وبفتح الضاد وکسر الحاء۔ اس کی جمع ضَحَايَا آتی ہے۔
4. اَضْحَاة۔ اس کی جمع أَضْحَى آتی ہے۔

اِصطلاحی معنی: ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَخْصُوصٍ.یعنی مخصوص جانور کو مخصوص وقت میں نیتِ قربت (ثواب کی نیت) کے ساتھ ذبح کرنا۔(الدر المختار:6/312)

قربانی کی اہمیت:

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے، زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا، لیکن اس وقت بتوں کے نام پر قربانی کی جاتی تھی، اسلام نے آکر اس کو صرف ایک خدائے وحدہ لاشریک کے لئے خاص کر دیا اور اس کے علاوہ کسی اور کے نام پر ہونے والے ذبیحوں کو مردود اور حرام قرار دیا۔ اِس کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منوّرہ ہجرت کرنے کے بعد دس سال قیام فرمایا اور مسلسل پابندی کے ساتھ بلاناغہ قربانی کا اہتمام کیا۔أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي كُلَّ سَنَةٍ۔(ترمذی:1507)

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے قربانی کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے قربانی کی ہے، آپ کے بعد مسلمانوں نے کی ہے اور اِسی کے مطابق سنّت جاری ہوچکی ہے۔ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ۔(ابن ماجہ:3124)

قربانی کے لفظ کا معنی اور اُس کی صورتیں:

قربانی کا لفظ (جس کا مادہ "قربان" ہے) اگرچہ جانوروں کے ذبیحہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن باعتبار لغت اس کا اطلاق ہر اُس چیز پر ہوتا ہے جس کو اللہ تعالی کے تقرب کا ذریعہ بنایا جائے۔

بنیادی طور پر قربانی تین چیزوں کی ہوتی ہے

(1) جان کی قربانی۔ (2) مال کی قربانی۔ (3) خواہشات کی قربانی۔

نماز، روزہ اور دیگر جسمانی عبادات پہلی قسم سے تعلق رکھتی ہیں، جن میں جہاد کو سب سے زیادہ فوقیت حاصل ہے۔ زکوۃ، صدقہ وخیرات اور دیگر مالی عبادات (جس میں قربانی بھی شامل ہے) دوسری قسم سے متعلق ہیں، جبکہ خواہشات کی قربانی میں تمام بدنی ومالی عبادتیں بلکہ ایک مسلمان کی شروع سے لے کر آخر تک کی پوری زندگی آجاتی ہے، اس لئے کہ خواہشات کی قربانی کے بغیر کسی عبادت کا سرانجام دینا یا کسی گناہ ونافرمانی سے بچنا ممکن نہیں، یہی وجہ ہے کہ قربانی کی یہ قسم بقیہ دونوں قسموں سے افضل قرار پائی ہے، بلکہ دیکھا جائے تو پہلی دونوں قسمیں دراصل اس تیسری قسم ہی کی ایک شکل ہیں۔

جانوروں کی قربانی میں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ دراصل خواہشات کو قربان کرنے کی ایک ٹریننگ ہے، اس سے بندوں کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ جانور کی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنی پوری زندگی میں حرام خواہشات کو قربان کرنا سیکھیں۔

قربانی کے فضائل :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں: عید الاضحیٰ کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالی کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں۔ اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالی کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اُس کے بعد ارشاد فرمایا: " فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا "پس تم لوگ خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا۔(ترمذی:1493)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ قربانیاں کیا چیز ہیں؟ آپ انے فرمایا: "سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ" یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے پوچھا: ہمارے لئے اس میں کیا اجر و ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بِكُلِّ شَعَرَةٍ، حَسَنَةٌ"۔ ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ہم نے پھر پوچھا: یہ فضیلت اون والے جانور میں بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اون کے بھی ہر بال پر ایک نیکی ہے۔عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: «سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ» قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ، حَسَنَةٌ» قَالُوا: " فَالصُّوفُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ، حَسَنَةٌ»۔(ابن ماجہ:3127)

سننِ کبری بیہقی میں "بِكُلِّ قَطْرَةٍ حَسَنَةٌ" کے الفاظ ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جانور کے خون کے ہر قطرہ میں ایک نیکی ملتی ہے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:19016)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اے فاطمہ! اُٹھو اور اپنے جانور کی قربانی میں حاضر ہو جاؤ، کیونکہ اُس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔يَا فَاطِمَةُ قَوْمِي إِلَى أُضْحِيَّتِكَ فَاشْهَدِيهَا فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَكِ عِنْدَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِهَا كُلُّ ذَنْبٍ عَمِلْتِيهِ۔(مستدرکِ حاکم:7524)

ایک ضعیف روایت میں ہے کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب قوی رکھا کرو، کیونکہ وہ (قیامت کے دن) پُل صراط پر تمہاری سواری ہو گا۔فَإِنَّهَا مَطَايَاكُم عَلَى الصِّراطِ۔(کنز العمال: 12177)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی مال محبوب نہیں جو اُس قربانی کے جانور میں خرچ کیا جائے جو عید کے دن قربان کیا جائے۔ مَا أُنْفِقَتُ الْوَرِقُ فِي شَيْءٍ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ نَحيرٍ يُنْحَرُ فِي يَوْمِ عِيدٍ۔(طبرانی کبیر:10894)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے خوشدلی کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے قربانی کی تو وہ قربانی کا جانور اُس کیلئے جہنم سے حجاب بن جاتا ہے۔مَنْ ضَحَّى طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، مُحْتَسِبًا لِأُضْحِيَّتِهِ؛ كَانَتْ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ۔(طبرانی کبیر:2736)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں: خوشدلی کے ساتھ قربانی کیا کرو، اِس لئے کہ کوئی مسلمان بھی اپنی قربانی کا جانور قبلہ رُخ (کرکے ذبح) کرے تو اُس کا خون، گوبر اور اُون سب کچھ نیکیاں بن کر میزانِ عمل میں قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا۔ضَحُّوا، وَطَيِّبُوا بِهَا أَنْفُسَكُمْ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يُوَجِّهُ ضَحِيَّتَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ إِلَّا كَانَ دَمُهَا، وَفَرَثُهَا، وَصَوْفُهَا حَسَنَاتٍ مُحْضَرَاتٍ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(مصنّف عبد الرزاق:8167)

فضائلِ اضحیہ کا خلاصہ:

مذکورہ بالا احادیث سے قربانی کے مندرجہ ذیل فضائل معلوم ہوتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین عمل ہے۔(ترمذی:1493)
2. قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضاء اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔(ترمذی:1493)
3. قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔(ابن ماجہ:3127)

4. قربانی کرنے والے کو جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔(ابن ماجہ:3127)

5. جانور اگر اون والا بھی ہو تو ہر اون کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔(ابن ماجہ:3127)

6. جانور کے خون کے ہر قطرے کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:19016)

7. قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی قربانی کرنے والے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔(مستدرکِ حاکم:7524)

8. قربانی کا جانور قیامت کے دن پل صراط پر سواری ہو گا۔(کنز العمال:12177)

9. قربانی کا جانور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مال کا سب سے محبوب ترین مصرف ہے۔(طبرانی کبیر:10894)

10. خوش دلی کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے قربانی کرنے والے کے لئے قربانی کا جانور جہنم سے حجاب یعنی رکاوٹ بن جائے گا۔(طبرانی کبیر:2736)

11. قربانی کے جانور کا خون، گوبر اور اُون سب کچھ نیکیاں بن کر میزانِ عمل میں قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا۔(مصنّف عبد الرزاق:8167)

قربانی نہ کرنے کی وعیدیں:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تم میں سے وسعت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ ہمارے ہمارے عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے ۔مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔(مسند احمد:8273)

قربانی کا حکم:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: واجب ہے۔
- ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم: سنت ہے۔(مرقاۃ:3/1077)

سنّت ہونے کی دلیل:

حدیث میں ہے: جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اُسے (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔(مسلم:1977)

اِس حدیث میں قربانی کے ساتھ اِرادے کو ذکر کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اِرادہ وجوب کے خلاف ہے، کیونکہ واجب کام تو بہر حال کرنا ضروری ہوتا ہے۔

واجب ہونے کی دلیل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ آنے کے بعد مسلسل دس سال بلاناغہ قربانی کی ہے۔(ترمذی:1507)اور یہ مواظبت خود وجوب کی دلیل ہوتی ہے۔ نیز قربانی کے ترک پر وعید ذکر کی گئی ہے۔(مسند احمد:8273)اور وعید کسی سنت کے ترک پر نہیں ہوتی۔باقی رہا حدیث میں قربانی کو اِرادے پر موقوف کرنا، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں اِرادہ "سہو" کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس کو قربانی کرنا یاد ہو اور وہ بھولا نہ ہو، اور اِس صورت میں یہ وجوب کے خلاف نہیں۔(ہدایۃ: کتاب الأضحیۃ)

وجوب کی ایک دلیل یہ بھی ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کردیا اُسے چاہیئے کہ اُس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہیں کیا اُسے چاہیئے کہ اللہ کے نام لیکر ذبح کرے۔مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ، فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ۔(بخاری:985)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس سے بھی قربانی کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے، اِس لئے کہ اگر یہ سنّت عمل تھا تو اُس کی جگہ دوسرا جانور قربانی کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔(مرقاۃ المفاتیح:3/1077)

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر مسلمان، مرد وعورت، عاقل، بالغ اور مقیم پر لازم ہے، جبکہ اُس کی ملکیت میں صدقہ فطر کا نصاب موجود ہو، یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا اُس کی مالیت کا ضرورت سے زائد مال ہو، خواہ وہ مال سونا چاندی ہو یا نقدی یا مالِ تجارت۔(شامیہ:6/313تا315)

تنبیہ: واضح رہے کہ ہر شخص کی اپنی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے، پس ایک گھر کے سربراہ کا قربانی کرلینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ گھر کے دیگر افراد بھی اگر صاحب نصاب ہیں تو اُن پر بھی قربانی ضروری ہے۔

قربانی کی شرائط:

قربانی کی دو طرح کی شرطیں ہیں: (1) شرائطِ وجوب۔ (2) شرائطِ صحت۔

شرائطِ وجوب:

یعنی وہ شرائط جن کے پائے جانے سے مکلف پر قربانی لازم ہوتی ہے اور وہ پانچ ہیں:

(1) اسلام: کافر پر قربانی لازم نہیں۔(2) حرّیت: غلام پر قربانی لازم نہیں۔(3) عقل: مجنون پر قربانی لازم نہیں۔(4) بلوغ: نابالغ پر قربانی لازم نہیں۔(5) اقامت: مسافر پر قربانی لازم نہیں۔(6) صاحبِ نصاب: غیر صاحبِ نصاب پر قربانی نہیں۔(البنایہ:12/4)(ردالمحتار:6/315،316)

شرائطِ صحت:

یعنی وہ شرائط جن کا لحاظ نہ کیا جائے تو قربانی اداء ہی نہیں ہوتی۔

1. نیت کا ہونا، پس بلا نیت کے قربانی کی جائے یا غلط نیت مثلاً گوشت حاصل کرنے کی نیت سے قربانی کی جائے تو قربانی درست نہیں ہوگی، البتہ خریدتے ہوئے نیت کرنا کافی ہے، اگرچہ ذبح کے وقت نیت نہ بھی کی جائے۔(ردالمحتار:6/312)
2. جانور میں شرائطِ اضحیہ کا پورا ہونا۔ یعنی: (1) جانور قربانی کا ہو، یعنی ابل، بقر اور غنم میں سے ہو۔ (2) جانور کی شرعی عمر پوری ہو۔(3) جانور عیوبِ فاحشہ سے محفوظ ہو۔(الفقہ الاسلامی:4/2719)
3. وقت مخصوص کا ہونا: یعنی 11، 12، 13 ذی الحجہ کے ایّام ہوں۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/604)
4. ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا۔ پس ذابح اگر مسلمان یا کتابی نہ ہو تو قربانی صحیح نہیں۔(البنایۃ:11/527)
5. تسمیہ یعنی بوقتِ ذبح بسم اللہ پڑھنا: پس اگر جان بوجھ کر ذبح کرتے ہوئے تسمیہ چھوڑ دیا تو قربانی بھی نہ ہوگی اور جانور بھی حلال نہ ہوگا، البتہ بھولے سے ترک ہو جانا معاف ہے۔(البنایۃ:11/531)
6. سانس کی نالی، غذا کی نالی اور دو خون کی رگوں) میں سے کم از کم تین کا کاٹنا۔(الدر المختار:6/295)

شرائطِ مختلف فیہا:

یعنی وہ شرائط جن پر سب کا اتفاق نہیں، بعض نے ضروری قرار دی ہیں اور بعض نے نہیں، ذیل میں اُن کی تفصیل اختلافاتِ ائمہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

1.	مقیم ہونا۔	احناف: شرط ہے۔	ائمہ ثلاثہ: شرط نہیں۔1
2.	بالغ ہونا۔	شوافع ومحمد: شرط ہے۔	ائمہ ثلاثہ وابویوسف: شرط نہیں۔2
3.	دن کو ذبح کرنا۔	مالکیہ: شرط ہے۔	ائمہ ثلاثہ: شرط نہیں۔3
4.	غیر حاجی ہونا۔	مالکیہ: شرط ہے۔	ائمہ ثلاثہ: شرط نہیں۔4
5.	ذابح کا مسلم ہونا۔	مالکیہ: شرط ہے۔	ائمہ ثلاثہ: شرط نہیں۔5
6.	تسمیہ۔	شوافع: شرط نہیں۔	ائمہ ثلاثہ: شرط ہے۔6

حوالہ جات بالترتیب: 1(الفقہ الاسلامی:4/2779) 2(الفقہ علی المذاہب:1/648) 3(الفقہ الاسلامی:4/2710)
4(الفقہ علی المذاہب:1/602) 5(الفقہ الاسلامی:4/2710) 6(الفقہ علی المذاہب:1/649)

حاجی پر قربانی کا لازم ہونا:

- **امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:** حاجی پر قربانی لازم نہیں ہوتی۔
- **ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم:** حاجی پر قربانی لازم ہوتی ہے۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/644)

نابالغ پر قربانی کا لازم ہونا:

- **امام شافعی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما:** قربانی لازم نہیں، وعلیہ الفتوی عند الاحناف۔

- ائمہ ثلاثہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہم: نابالغ اگر صاحبِ وسعت ہے تو اُس پر بھی قربانی ہے، اور اُس کی طرف سے اُس کا ولی کرے گا۔(الفقہ علی المذاہب:1/644)(رد المحتار:6/315-316)(البنایہ:12/13) (الشرح الکبیر:2/118)(الھدایۃ علی مذہب الامام احمد:1/234)

مسافر پر قربانی کا لازم ہونا:

قربانی کے لازم ہونے کیلئے ایک شرط "اِقامت" یعنی مقیم ہونا بھی ہے لیکن اِس شرط کے بارے اختلاف ہے کہ مسافر کیلئے قربانی کا حکم ہے یا نہیں:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مسافر پر قربانی لازم نہیں۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: مسافر اگر قدرت رکھتا ہو تو اُس کو بھی قربانی کرنی چاہیئے۔(الفقہ الاسلامی:4/2779)

بعض روایات سے سفر کے دوران قربانی کرنا معلوم ہوتا ہے جو ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے، لیکن اُن روایات کا جواب احناف کی جانب سے یہ ہے کہ: (1) ممکن ہے کہ کسی جگہ اقامت کررکھی ہو۔(2) یا بطورِ استحباب کے قربانی کی گئی ہو۔(مرقاۃ المفاتیح:3/1086)

فائدہ:

(1) جانور خریدنے کے بعد سفر شروع کیا جائے تو موسر ہونے کی صورت میں قربانی لازم نہیں رہتی، اور معسر ہو تو اُس جانور کا قربان کرنا ضروری ہے۔(رد المحتار:6/312)

(2) وقت داخل ہونے کے بعد سفر شروع کیا جائے تو موسر ہونے کی صورت میں قربانی لازم نہیں رہتی، اور اگر معسر ہو اور جانور بھی خرید لیا ہو تو اُس کو قربان کرنا ضروری ہے۔(رد المحتار:6/312)

(3) اول وقت میں مسافر ہو اور آخرِ وقت میں مقیم ہو جائے تو قربانی لازم ہو جائے گی۔(عالمگیری:5/292)

اضحیہ کی اقسام:

حکم کے اعتبار سے قربانی کی دو قسمیں ہیں: (1) واجب۔ (2) تطوع۔

واجب: وہ قربانی جو شرعاً لازم ہو، اور اُس کا ترک موجبِ معصیت ہو۔ پھر اس کی تین قسمیں ہیں:

1. واجب علی الغنی والفقیر: جو صاحبِ وسعت اور تنگ دست دونوں پر لازم ہو۔ جیسے: نذر کی قربانی۔
2. واجب علی الغنی فقط: جو صرف صاحبِ وسعت (صاحبِ نصاب) پر لازم ہو جیسے: عید کی قربانی۔
3. واجب علی الفقیر فقط: جو صرف تنگ دست پر لازم ہو۔ جیسے: قربانی کی نیت سے جانور کا خریدنا۔

تطوّع: یعنی نفلی قربانی جو شرعاً لازم نہ ہو اور اُس کا ترک مباح ہو۔ جیسے: مسافر کی قربانی، اور تنگ دست کی قربانی، جبکہ اُس نے نذر نہ کی ہو اور قربانی کا جانور خریدا نہ ہو۔(فتاوی ہندیہ:5/291)

قربانی کے جانور:

شریعت میں تین طرح کے جانوروں کی قربانی کو مشروع کیا گیا ہے:

(1)—ابل: اس میں اونٹ، انٹنی خواہ کسی بھی نسل کے ہوں، سب شامل ہیں۔

(2)—بقر: اس میں گائے، بیل بھینس سب شامل ہیں۔

(3)—غنم: اِس میں بکرا، بھیڑ اور دنبہ نر و مادہ سب شامل ہیں

مذکورہ تین قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے اگرچہ یہ وحشی ہی کیوں نہ ہو گئے ہوں، اِن کے علاوہ کسی بھی قسم کے جانور خواہ وہ ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم، یعنی حلال ہوں یا حرام، اُن کی قربانی درست نہیں ہوتی۔(البنایۃ:12/45،46)(الفقہ الاسلامی وادلتہ:4/2719)(مرقاۃ:3/1079)

قربانی کے جانوروں میں ائمہ کا اختلاف:

- اصحابِ ظواہر: ہر قسم کے جانوروں کی کی قربانی درست ہے۔
- جمہور ائمہ کرام: صرف، ابل، بقر اور غنم کی قربانی ہوسکتی ہے۔(البنایہ:12/45)

قربانی کے جانوروں کی عمریں:

قربانی کے جانوروں میں مندرجہ ذیل عمروں کا لحاظ ضروری ہے، اس کے بغیر قربانی درست نہیں ہوتی۔

- اونٹ میں: پانچ سال مکمل ہو کر چھٹا شروع ہو چکا ہو۔
- بقر میں: دو سال مکمل ہو کر تیسرا شروع ہو چکا ہو۔
- غنم میں: ایک سال مکمل ہو کر دوسرا شروع ہو چکا ہو۔(مرقاۃ:3/1079)

قربانی کے جانوروں کی عمروں میں ائمہ کا اختلاف:

- احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: اونٹ 5 سال بقر 2 سال غنم 1 سال۔
- مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: اونٹ 5 سال بقر 3 سال غنم 1 سال اور تقریباً ایک مہینہ۔
- شوافع رحمۃ اللہ علیہم: اونٹ 5 سال بقر 2 سال غنم 2 سال۔

خلاصہ: یہ ہے کہ اونٹ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ کم از کم پانچ سال کا ہونا چاہیئے۔ دوسرے جانوروں میں اختلاف ہے:

بقر:

☆ــــ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: گائے، بیل اور بھینس میں کم از کم تین سال ہونے چاہیئے۔

☆ــــ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: کم از کم دو سال مکمل ہونے چاہیئے۔

غنم:

☆ــــ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: دو سال مکمل۔

☆ــــ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: ایک سال اور تقریباً ایک مہینہ۔

☆ــــ احناف اور حنابلہ: ایک سال مکمل۔(الفقہ الاسلامی:4/2724)(الفقہ علی المذاہب:1/605)

جَذع کی تفصیل:

جَذع لغت میں چھوٹے بچے کو کہتے ہیں، اور یہ دراصل "ثنی" کے مقابلے میں آتا ہے، یعنی وہ جانور جس کی قربانی کی عمر پوری نہ ہوئی ہو۔، چنانچہ:

☆ــــ جَذع من الابل: پانچ سال سے کم کا اونٹ

☆ــــ جَذع من البقر: دو سال سے کم عمر کی گائے، بیل وغیرہ۔

☆ــــ جَذع من الغنم: ایک سال سے کم عمر کا بکرا، بکری، بھیڑ اور دنبہ۔

جَذع من الضّان کی تعریف:

"ضان" سے مرادذوات الصوف یعنی اون والا جانور ہے ،خواہ چکتی والا ہو جیسے دنبہ ،یا بغیر چکتی کا جیسے بھیڑ، چنانچہ احسن الفتاوی میں اسی عمومی معنی کوراجح قرار دیا ہے۔(احسن الفتاوی:7/523)

"جَذع من الضّان" کی تعریف یہ کی جاتی ہے:

وہ بھیڑ یادنبہ ہے جس کے چھ مہینے مکمل ہو چکے ہوں۔مَا تَمَّتْ لَهُ سِتَّةُ أَشْهُرٍ۔(البنایۃ:12/47)

وہ بھیڑ یادنبہ ہے جس کے سال کااکثر حصہ گزر چکاہو۔مَا أَتَى عَلَيْهِ أَكْثَرُ الْحَوْلِ۔(ردّالمحتار:6/321)

لیکن جذع من الضان یعنی سال سے کم مگر چھ مہینے سے زیادہ کا دنبہ یا بھیڑ قربانی کیلئے تب کافی ہو سکتا ہے جبکہ وہ اتنابڑاہو کہ سال بھر کے جانوروں میں کھڑا کرنے سے سال ہی کا معلوم ہو تاہو۔(البنایۃ:12/47)

جَذع من الضان کی تفسیر میں ائمہ کا اختلاف:

جذع من الضان کی تفسیر میں ائمہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

- امام ابو حنیفہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما: کم از کم چھ مہینے پورے ہو کر ساتویں مہینے میں داخل ہو گیاہو۔
- امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما: کم از کم ایک سال مکمل ہو چکاہو اور دوسرے سال میں داخل ہو گیاہو۔(الفقہ الاسلامی:4/2723)(الفقہ علی المذاہب:1/603 – 605)(تکملہ فتح الملہم:3/558)

احناف کے نزدیک جذع کے قربان کرنے کے لئے چھ مہینے پورے ہونے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس قدر فربہ ہو کہ ثنی (سال بھر) کے ساتھ مل کر سال کا ہی محسوس ہو تاہو۔(ردالمحتار:6/321)

خلاصہ: یہ ہے کہ بھیڑ اور دنبہ اگر سال سے کم بھی ہو تو اُس کی قربانی دو شرطوں کے ساتھ جائز ہوتی ہے۔ (1) چھ ماہ سے زیادہ ہو۔ (2) اتنا فربہ ہو کہ سال کا محسوس ہو۔(البنایۃ:12/45،46)

جذع کا حکم :

جذع من الضان یعنی بھیڑ اور دنبہ کے علاوہ کسی جانور کا جذع یعنی مقررہ عمر سے کم عمر کا جانور جائز نہیں، اور اُس کے قربان کرنے سے قربانی بھی درست نہیں ہوگی، اگرچہ ایک دن ہی کی کمی ہو۔اِسی لئے جب قربانی کے مسائل میں "جَذع" کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد "جَذع من الضّان" ہی لیا جاتا ہے ،کسی اور نوع کا جذع مراد نہیں ہوتا۔

جذع من الضان کے جواز میں اختلاف:

- امام زھری رحمۃ اللہ علیہ: درست نہیں، اس سے قربانی نہیں ہوتی۔
- جمہور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم: قربانی ہوجاتی ہے۔(تکملہ فتح الملہم:3/557)

"عَتُود" کا معنی اور حکم:

عَتود کا معنی : بکری کا وہ بچہ ہے جو ایک سال کا ہو، اور یا وہ بکری کا بچہ ہے جو سال بھر سے کم کا ہو۔

عَتود کا حکم : پہلے معنی کے اعتبار سے اس کی قربانی جائز ہے کیونکہ اُس کی عمر یعنی سال مکمل ہے ، لیکن دوسرے معنی کے اعتبار سے قربانی جائز نہیں، کیونکہ عمر یعنی سال مکمل نہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنہیں ایک کچھ چھوٹے جانور دیے تا کہ وہ اُنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کردیں، اُنہوں نے وہ تقسیم کردیں لیکن ایک "عَتود" باقی رہ گیا، اُن صحابی نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ ذکر کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: تم اسے ذبح کرلو۔(بخاری:2300)

عَتود کے پہلے معنی کے اعتبار سے حدیث پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ ایک سال کی بکری کی قربانی جائز ہے البتہ دوسرے معنی کے اعتبار سے حدیث پر یہ اِشکال ہوگا کہ ایک سال سے کم عمر بکری کی قربانی کو جائز کہا گیا ہے ؟ اِس کا جواب شارحین نے یہ دیا ہے کہ یہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت پر محمول ہے، یعنی دوسروں کیلئے اِس پر عمل کرنا درست نہیں۔(مرقاۃ:1079/3)(تکملہ فتح الملہم:560/3)

جانور کی خریداری:

جانور کی خریداری میں مندرجہ ذیل امور کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیئے:

(1)— جانور حلال اور پاکیزہ مال سے خریدنا چاہیئے، اِس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف حلال و پاکیزہ مال کو قبول کرتے ہیں۔لَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ۔(بخاری:1410)لہٰذا اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کو حرام مال سے خرید کر کیا ثواب اور اجر کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

(2)—جانور کو اچھی طرح سے دیکھ لینا چاہیئے کہ اُس کی عمر پوری ہے یا نہیں، اِسی طرح اُس کے اندر کوئی ایسا عیب تو نہیں جس کی وجہ سے قربانی نہ ہوتی ہو۔حدیث میں ہے، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیں اِس بات کا حکم دیا کرتے تھے کہ ہم جانور کی آنکھ اور کان وغیرہ کو اچھی طرح سے دیکھ لیں۔أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ العَيْنَ وَالأُذُنَ۔(ترمذی:1498)

(3)—بہتر یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اچھا، عمدہ اور فربہ جانور خریدنے کا اہتمام کریں۔ حدیث میں ہے: بے شک قربانی کیلئے سب سے افضل جانور وہ ہے جو سب سے زیادہ مہنگا اور فربہ ہو۔إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا۔(مستدرک حاکم:7561)ایک اور روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قربانی کا اِرادہ فرماتے تو بڑے، فربہ، سینگوں والے، چتکبرا رنگ کے اور خصی دو مینڈھے خریدتے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ، أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ۔(ابن ماجہ:3122)

لیکن یہ واضح رہنا چاہیئے کہ فربہ اور مہنگے جانور خریدنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضاء وخوشنودی ہونی چاہیئے، ناموری اور شہرت ہر گز ہر گز مقصود نہیں ہونی چاہیئے ورنہ ”نیکی برباد گناہ لازم“ ہو جائے گا۔

(4)—اگر جانور میں کسی کو شریک کرنا ہو تو بہتر ہے کہ خریداری سے پہلے ہی اُس سے بات وغیرہ کرکے طے کرلیں، اگرچہ یہ کام بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن پہلے کرلینا بہتر ہے۔(شامیہ:6/317)

قربانی کا جانور قرض لیکر یا ادھار پر خریدنا:

قربانی کے جانور کی خریداری میں بسا اوقات نقد ادائیگی کیلئے کسی کے پاس رقم نہیں ہوتی اور وہ قرض لیکر یا ادھار پر جانور کو خریدنا چاہتا ہے تو اِس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ صاحبِ نصاب نہیں تو قرض لیکر اپنے آپ پر اضافی بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے، کیونکہ شریعت نے اُس پر قربانی کو لازم ہی نہیں کیا۔ ہاں! اگر وہ صاحبِ نصاب ہے لیکن فی الحال جانور کی خریداری کیلئے اُس کے پاس رقم موجود نہیں تو وہ کسی سے ادھار لیکر یا خود بیچنے والے سے ادھار پر جانور خرید سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:4/220)

قربانی کا جانور قسطوں پر خریدنا :

قسطوں پر کی جانے والی خرید و فروخت جائز ہے، اور قربانی کے جانور میں بھی یہ طریقہ اپنایا جاسکتا ہے یعنی ایک متعیّنہ رقم میں جانور کو خرید لیا جائے اور بعد میں ماہانہ یا جو بھی طے ہو اُس کے مطابق قسطوں کی ادئیگی کی جاتی رہے۔اس میں کوئی حرج نہیں۔کیونکہ جس جانور کے آپ مالک ہیں اُس کی قربانی جائز ہے، خواہ نقد خریدیں یا ادھار اور قسطوں پر۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:4/220)

قربانی کا جانور تول کر یعنی وزن کر کے خریدنا یا بیچنا:

موجودہ دور میں بہت سی جگہوں میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جانوروں کو تول کر اور وزن کرکے فروخت کرتے ہیں، یہ جائز ہے اور ایسی قربانی بھی بلاشبہ درست ہے۔(ماہنامہ بینات ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ)

البتہ اِس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ خریدتے ہوئے قربانی ہی کو مقصود اور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے، گوشت کے حصول کی نیت نہیں کرنی چاہیئے۔

جانوروں کے اعضاء میں قطع کی مانع مقدار:

یعنی قربانی کے جانوروں کے مختلف اعضاء اگر کچھ کٹے ہوئے ہوں تو اُن کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

1. قطعِ قلیل۔ اس صورت میں قربانی ہو جاتی ہے، لیکن اگر اس سے بھی اجتناب ہو تو بہتر ہے۔
2. قطعِ کثیر۔ اس صورت میں قربانی نہیں ہوتی۔

پھر قلیل و کثیر کی تعیین میں اختلاف ہے کہ کتنی مقدار قلیل اور کتنی کثیر کہلائے گی:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: امام صاحب سے چار اقوال منقول ہیں:

1. **اکثر من الثلث**۔یعنی تہائی سے زیادہ مانع ہے اور تہائی یا تہائی سے کم جائز ہے۔وھو ظاہر الروایۃ۔

2. **ثلث**۔یعنی تہائی اور اس سے زیادہ مانع ہے اور تہائی سے کم جائز ہے۔

3. **ربع**۔یعنی چوتھائی یا اس سے زیادہ مانع ہے اور چوتھائی سے کم جائز ہے۔

4. **اکثر من النصف**۔نصف اور اس سے زیادہ مانع ہے اور نصف سے کم جائز ہے۔(ردالمحتار:6/323)

- صاحبین رحمۃ اللہ علیہما: **اکثر من النصف**۔نصف اور اُس سے زیادہ مانع ہے اور نصف سے کم جائز ہے۔(ایضاً)
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: **قطعِ مطلق**۔یعنی تھوڑا سا بھی کٹا ہو تو مانع ہے۔(الفقہ الاسلامی:4/2730)
- امام احمد رحمۃ اللہ علیہما: **اکثر من النصف**۔نصف اور اُس سے زیادہ مانع ہے اور نصف سے کم جائز ہے۔(ایضاً)
- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: **اکثر من الثلث**۔یعنی تہائی سے زیادہ مانع ہے اور تہائی یا تہائی سے کم جائز ہے۔(ایضاً)

قربانی کے جانوروں میں عیوبِ مانعہ کی تفصیل:

قربانی کا جانور صحیح سالم ہونا چاہیئے یا کم از کم ایسا جانور ہونا چاہئے جس میں کوئی عیبِ مانع نہ ہو۔عیب مانع سے مراد وہ عیب ہے جس کے ہوتے ہوئے قربانی نہیں ہوتی۔عیب مانع کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

کان:

پیدائشی طور پر کان نہ ہو، یا ہو لیکن تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)

اور اگر کان چِر کر دو ہو گئے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔(فتاوی محمودیہ:17/386)

آنکھ:

اندھا ہو یا کانا ہو یعنی آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زیادہ روشنی نہ ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)

دُم:

دُم اگر تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)

واضح رہے کہ اِس میں دنبہ کی دم (جس کو چکتی کہتے ہیں) مراد نہیں، وہ اگر پوری بھی کٹی ہو تو بھی قربانی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/517)

لنگڑاپن:

اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا ہو، یا رکھا جاتا ہو لیکن اس سے چل نہیں سکتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)

لاغری:

اتنا دُبلا اور مریل جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو اس کی قربانی درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)

سینگ:

پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا تھے لیکن درمیان سے ٹوٹ گئے تو قربانی درست ہے، ہاں! اگر بالکل جڑ سے کٹا ہو تو درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)

سینگ نہ ہونے کی تین صورتیں ہیں:

1. پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اس کو "اَلْجَمَّاءِ" کہا جاتا ہے، اس کی قربانی صحیح ہے۔(شامیہ:6/323)
2. سینگ درمیان سے ٹوٹ گئے ہوں، اس کو "اَلْعُظَمَاءُ" کہا جاتا ہے، قربانی صحیح ہے۔(شامیہ:6/323)

3. جانور کے سینگ بالکل جڑ ہی سے اکھڑ گئے ہوں ۔اس کو ”المستأصَلَة“ کہا جاتا ہے ۔ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔(مرعاۃ:5/99)(ردالمحتار:6/323)(احسن الفتاوی:7/517)

دانت:

دانت ٹوٹ گئے ہوں یا گھس گئے ہوں تو ایک قول اکثر کو دیکھنے کا ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ اِس چیز کو دیکھیں گے کہ اگر چارہ کھا سکتا ہے تو جائز ہے، احسن الفتاوی میں اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔(احسن الفتاوی:7/514)

زبان:

تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔(ردالمحتار:6/325)

خنثیٰ:

جس بکری میں نر اور مادّہ دونوں کی علامتیں موجود نہ ہوں یا دونوں کی علامت ہو وہ خنثیٰ ہے، اس کی قربانی نہ کی جائے۔(فتاوی محمودیہ:17/379)

گابھن:

گابھن(حاملہ) جانور کی قربانی جائز ہے، لیکن اگر ولادت(وضعِ حمل) کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہو تو اس کی قربانی کرنا مکروہ ہے۔(محمودیہ:17/353)

بانجھ:

بانجھ جانور کی قربانی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/520)(ردالمحتار:6/325)

مجنون:

یعنی جس جانور کو جنون اور مرگی کا دورہ پڑتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ اُس نے اِس کی وجہ سے چارہ کھانا نہ چھوڑا ہو۔(عالمگیری:5/298)

تھن:

گائے کے دو تھن اور بکری کا ایک تھن خراب ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔(احسن الفتاوی:7/487)

فائدہ :جن جانوروں میں کوئی عیب ہو، اگرچہ عیبِ مانع نہ بھی ہو تب بھی مستحب یہ ہے کہ اُن کی قربانی سے بھی اجتناب کیا جائے ۔ وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ سَلِيمًا عَنْ الْعُيُوبِ الظَّاهِرَةِ، فَمَا جُوِّزَ هٰهُنَا جُوِّزَ مَعَ الْكَرَاهَةِ كَمَا فِي الْمُضْمَرَاتِ -(ردالمحتار:6/323)(الفقہ الاسلامی وادلتہ:4/2731)

عیبِ حادث یا طاری کا حکم:

اس سے مراد وہ عیب ہے جو جانور خریدنے کے بعد پیدا ہوا ہو، اور اس کو عیبِ طاری یا حادث بھی کہا جاتا ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ صحیح و سالم جانور خریدنے کے بعد اگر کوئی عیبِ مانع پیدا ہو جائے تب بھی قربانی درست نہیں ہوتی، اُس کی جگہ صحیح سالم جانور قربان کرنا ضروری ہوتا ہے، ہاں! اگر ایسے شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا ہے جس کے اوپر قربانی لازم ہی نہ تھی، اور پھر کوئی عیب پیدا ہو گیا تو وہ اُسی جانور کی قربانی کرے گا۔(ردالمحتار:6/325)

عیبِ حادث والے جانور کے جواز میں ائمہ کا اختلاف :

یعنی اگر کسی نے صحیح سالم جانور خریدا ہو اور بعد میں اس کے اندر کوئی عیبِ مانع پیدا ہو گیا، جو در اصل عیبِ طاری ہے کیونکہ یہ عیب اصل میں خریدتے ہوئے نہ تھا تو کیا ایسے جانور کی قربانی درست ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: غنی کی قربان نہیں ہو گی، تنگ دست کی ہو جائے گی۔(رد المحتار:6/325)
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: مانع عن الاضحیہ نہیں، سب کی قربانی ہو جائے گی۔(مرعاۃ المفاتیح:5/99)

قربانی کے جانوروں میں پسندیدہ خصوصیات:

جانور میں افضلیت کی مختلف وجوہات ہیں، چند وجوہات مندرجہ ذیل ہے:

1. فربہ ہونا۔إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا۔(مستدرک حاکم:7561)
2. خصی ہونا ۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ، أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ۔(ابن ماجہ:3122)
3. زیادہ گوشت والا ہونا۔(ایضاً)(رد المحتار:6/322)(کفایت المفتی:8/195)
4. گوشت کا عمدہ ہونا۔إِذَا اسْتَوَيَا فِي اللَّحْمِ وَالْقِيمَةِ فَأَطْيَبُهُمَا لَحْمًا أَفْضَلُ۔(رد المحتار:6/322)
5. جانور کا زیادہ قیمت والا ہونا ۔إِذَا اخْتَلَفَا فِي اللَّحْمِ وَالْقِيمَةِ فَالْفَاضِلُ أَوْلَى، فَالْفَحْلُ الَّذِي يُسَاوِي عِشْرِينَ أَفْضَلُ مِنْ خَصِيٍّ بِخَمْسَةَ عَشَرَ۔(عالمگیری:5/299)

6. **مادہ ہونا۔** وَالْأُنْثَى مِنْ الْبَقَرِ أَفْضَلُ مِنْ الذَّكَرِ إذَااسْتَوَيَا لِأَنَّ لَحْمَ الْأُنْثَى أَطْيَبُ۔(ہندیہ:5/300) وَفِي الْوَهْبَانِيَّةِ أَنَّ الْأُنْثَى أَفْضَلُ مِنْ الذَّكَرِ إذَا اسْتَوَيَا قِيمَةً۔(الدر المختار:6/322)

7. **سینگوں والا ہونا۔** ضَحَّى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ۔(بخاری:1712) فِيهِ اسْتِحْبَابُ التَّضْحِيَةِ بِالْأَقْرَنِ وَأَنَّهُ أَفْضَلُ مِنَ الْأَجَمِّ مَعَ الِاتِّفَاقِ عَلَى جَوَازِ التَّضْحِيَةِ بِالْأَجَمِّ وَهُوَ الَّذِي لَا قَرْنَ لَهُ۔(فتح الباری:10/11)خَيْرُ الضَّحِيَّةِ الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ۔(مستدرک حاکم:4/254)

8. **جانور کا چتکبرا ہونا۔** عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ۔(مسلم:1967)وفيه دليل على أنها تستحب التضحية بما كان على هذه الصفة.(مرعاۃ المفاتیح:5/75)

قربانی کے افضل ہونے میں ائمہ کا اختلاف:

- **امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:** گوشت کی عمدگی کو دیکھیں گے، پس سب سے **افضل** "ضان" یعنی دنبہ ہے، پھر "بقر" اور پھر اونٹ۔ اِس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھوں کی قربانی فرمائی ہے، نیز حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جو جانور دیا گیا تھا وہ بھی مینڈھا تھا۔(الفقہ الاسلامی:4/2720)
- **امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہما:** گوشت کی کثرت کو دیکھا جائے گا، پس سب سے **افضل** اونٹ، پھر بقر، پھر بھیڑ اور اس کے بعد "معز" یعنی بکری وغیرہ ہیں۔(الفقہ الاسلامی:4/2720)
- **امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:** قربانی کیلئے جانور کا فربہ ہونا زیادہ **افضل** ہے، اِس لئے کہ اُس میں گوشت زیادہ ہوتا ہے، اور گوشت کی کثرت چربی کی کثرت سے زیادہ **افضل** ہے، البتہ اگر گوشت میں عمدگی نہ ہو تو کثرت **افضل** نہ ہوگی۔(مرقاۃ:3/1085)

فائدہ: راجح یہ ہے سینگوں والا، چتکبرا، فربہ خصی مینڈھا ہو تو سب سے بہتر ہے، یہ نہ ہو سکے تو جس کا گوشت عمدہ یا زیادہ ہو اُس کو ترجیح دینی چاہیئے۔(ابن ماجہ:2/1043)(مستدرک حاکم:4/254)(ہندیہ:5/299)

قربانی میں کیا افضل ہے؟

اِس میں افضلیت سے متعلّق کئی چیزیں قابلِ وضاحت ہیں، مثلاً:

1. **کس دن افضل ہے؟** : پہلے دن افضل ہے اُس کے بعد دوسرے دن اور پھر تیسرے دن۔1
2. **کس وقت افضل ہے؟** :اہلِ مصر کے لئے خطبہ عید کے بعد اور اہلِ سواد طلوعِ آفتاب کے بعد۔2
3. **کس جگہ کرنا افضل ہے؟** :عید گاہ میں کرنا افضل ہے تاکہ شعائر اسلام کا خوب اظہار ہو۔3
4. **دن میں افضل ہے یا رات میں؟**: دن میں افضل ہے، اگرچہ رات میں بھی جائز ہے۔4
5. **خود کرنا افضل ہے یا کروانا؟** :خود اپنے ہاتھ سے افضل ہے، دوسروں سے کروانا بھی جائز ہے۔5
6. **کتنی قربانی کرنا افضل ہے؟**: دو کرنا افضل ہے، اگرچہ ایک بھی کافی ہے۔ 6
7. **مکمل جانور افضل ہے یا حصہ؟**: پورا جانور افضل ہے، شراکت کے ساتھ حصہ بھی لیا جاسکتا ہے۔7
8. **کون سا جانور افضل ہے؟** :سینگوں والا، چتکبرا، فربہ خصی مینڈھا ہو تو سب سے زیادہ بہتر ہے۔8 یہ نہ ہوسکے تو جس کا گوشت عمدہ یا زیادہ ہو۔9

حوالہ جات بالترتیب : 1:(ردّ المحتار:6/316) 2:(فتاوی ہندیہ:5/295)3:(مرقاۃ:3/1080) 4:(الجوھرۃ النیّرۃ: 2/186)5: (ہدایۃ: 4/361، دار احیاء التراث)6: (فتح الباری: 10/12)7: (الدر المختار: 6/322)8: (ابن ماجہ: 2/1043)و(مستدرک حاکم:4/254)9:(فتاوی ہندیہ:5/299)

قربانی کے ایام اور اوقات:

قربانی کے ایّام: قربانی کے تین دن ہیں: دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ۔ دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے لیکر بارہ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک قربانی کا وقت ہوتا ہے، لیکن مصری (جس پر عید لازم ہے اُس) کیلئے عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، ہاں! قَروی (جس پر عید لازم نہیں) صبح صادق کے بعد کر سکتا ہے، لیکن بہتر اُس کیلئے بھی یہی ہے کہ آفتاب طلوع ہونے کے بعد قربانی کرے۔(عالمگیری:5/295)

قربانی کے اوقات: دس ذی الحجہ کو عید کی نماز کے بعد تیرہ ذی الحجہ کے غروب تک تینوں دنوں میں کسی بھی وقت قربانی کی جاسکتی ہے، البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے، اور دن و رات میں سے دن میں کرنا چاہیئے، رات میں کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔(عالمگیری:5/295)(ردالمحتار:6/320)

قربانی کا مستحب وقت:

- **دن کے اعتبار سے:** قربانی کے تین دن ہیں، اور پہلا دن افضل ہے۔(فتاوی ہندیہ:5/295)
- **وقت کے اعتبار سے:** مصری کیلئے عید کی نماز کے بعد اور قَروی کیلئے طلوعِ آفتاب کے بعد۔(ایضاً)
- **لیل ونہار کے اعتبار سے:** دن کو افضل ہے، اور رات کو بلاضرورت مکروہ ہے۔(الجوھرۃ النیّرۃ:2/186)

قربانی کے ایام اور اوقات میں فقہاء کا اختلاف:

اس میں تین طرح کے اختلاف ہیں:

1. ابتداءِ وقت۔　یعنی قربانی کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟
2. انتہاءِ وقت۔　یعنی قربانی کا وقت کب تک رہتا ہے؟

3. درمیان کے اوقات۔ یعنی درمیان کے اوقات میں کس کس وقت قربانی کی جاسکتی ہے؟

پہلا اختلاف: قربانی کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مصری کے لئے عید کی نماز کے بعد اگرچہ خطبہ سے پہلے ہی کیوں نہ ہو، لیکن خطبہ کے بعد افضل ہے۔اور غیر مصری کے لئے صبح صادق کے بعد جائز ہے۔
- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ: مصری کے لئے عید کی نماز کے بعد اگرچہ خطبہ سے پہلے ہی کیوں نہ ہو، لیکن خطبہ کے بعد افضل ہے۔اور غیر مصری کے لئے اتنی دیر کے بعد کہ جس میں عید کی نماز ہو سکے۔
- امام امالک رحمۃ اللہ علیہ: امام کے ذبح کر لینے کے بعد۔ اور امام اگر ذبح نہ کرے تو اتنی دیر کے بعد کہ جس میں امام ذبح کر سکے، جان بوجھ کر امام سے پہلے ذبح کرنے والے کی قربانی نہیں ہوتی۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: طلوعِ شمس کے بعد عید کی دو رکعتوں اور دو خطبوں کے بقدر وقت گزر جانے کے بعد عید کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔(الفقہ علی المذاہب:1/647،648)(البنایہ:12/27)

دوسرا اختلاف: قربانی کا وقت کب تک رہتا ہے؟

- اصحابِ ظواہر: ذی الحجہ کے پورے مہینے یعنی ہلالِ محرم نظر آنے تک۔
- علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ: صرف ایک دن یعنی دس ذی الحجہ۔
- شوافع و حسن بصری رحمہم اللہ: چار دن یعنی یوم النحر اور ایامِ تشریق کے تین دن۔
- احناف، مالکیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ: تین دن یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کے غروبِ شمس تک۔

(البنایہ:12/26)(درسِ مشکوۃ:350)(الفقہ علی المذاہب الاربعہ:1/647،648)

تیسرا اختلاف: درمیان میں کس کس وقت قربانی کی جاسکتی ہے؟

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: صرف دن میں قربانی جائز ہے، رات میں قربانی نہیں ہو گی۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: دن میں قربانی کرنا افضل ہے، البتہ رات کو بھی قربانی ہو جاتی ہے۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/648)(بدایۃ المجتہد:2/200)

فائدہ: یوم النحر کی شب یعنی 9 اور 10 ذی الحجہ کی درمیانی شب جس کو شبِ عید الاضحیٰ بھی کہا جاتا ہے، اس میں کسی کے نزدیک قربانی جائز نہیں، اس لئے کہ اس وقت کسی کے نزدیک بھی قربانی کا وقت شروع نہیں ہوتا۔ 13 ذی الحجہ کی شب کو شوافع، اصحابِ ظواہر اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک قربانی درست ہے، اور کسی کے یہاں درست نہیں۔ اور درمیان کی راتیں یعنی 11 اور 12 ذی الحجہ کی شب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں، باقی سب کے نزدیک جائز ہے۔

ذبح سے متعلّق مسائل ومباحث:

جانور کو ذبح کرنے سے متعلّق مباحث ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ذبح کا وقت

دس ذی الحجہ سے لے کر بارہ ذی الحجہ کی شام غروب آفتاب سے پہلے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے، البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے، لیکن عید کی نماز سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔ اور ان ایام میں رات کو بھی کرنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:2/260)

ذبح کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک سب سے پہلے جس چیز سے ہم اِس (عید الاضحیٰ کے) دن کی ابتداء کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر ہم لوٹ کر قربانی کرتے ہیں، پس جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنّت اور طریقے تک پہنچ گیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو وہ محض ایک گوشت کی بکری ہے جس کو اُس کے مالک نے اپنے گھر والوں کیلئے جلدی ذبح کرڈالا ہے وہ قربانی نہیں۔إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسْكِ فِي شَيْءٍ۔(بخاری:965)

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مصری کے لئے عید کی نماز کے بعد اور غیر مصری کے لئے صبح صادق کے بعد۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: طلوعِ شمس کے بعد بقدر دو رکعتوں اور دو خطبوں کے وقت گزرنے کے بعد۔
- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: عید کی نماز کے بعد جبکہ اِمام ذبح کرلے۔ امام ذبح نہ کرے تو اتنی مقدار وقت کے بعد
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: مصری کیلئے نمازِ عید کے بعد، اگرچہ خطبہ سے پہلے ہی کیوں نہ ہو اور غیر مصری کے لئے نمازِ عید کے بقدر وقت گزرنے کے بعد۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/605)

گویا عید کی نماز سے قبل صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قربانی درست ہے، ائمہ ثلاثہ نمازِ عید سے پہلے جواز کے قائل نہیں، پس حدیث مذکور امام شافعی رحمہ اللہ کے خلاف حجت ہے۔(مرقاۃ:3/1066)

ذبح اسلامی کی تین بنیادی شرائط :

1. ذبح کرنے والے کا مسلمان یا (حقیقی طور پر) کتابی ہونا۔ چنانچہ کسی کافر، مشرک، شیعہ، قادیانی، ذکری ،وغیرہ کا ذبیحہ حلال نہیں۔
2. ذبح کے وقت اللہ تعالی کا نام لینا۔ بھولے سے اگر نہ لیا جائے تو حلال ہے، جان بوجھ کر چھوڑنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔
3. شرعی طریقے سے غذا کی نالی، سانس کی نالی اور خون کی دونوں رگوں کو کاٹنا۔ کل چار ہوتی ہیں، جن میں سے تین کا کٹنا بھی کافی ہے۔(جواہر الفقہ:2/ 281، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

واضح رہے کہ گلے کو اتنا کاٹا جائے گا کہ چار رگیں کٹ جائیں، ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے، دوسری اُسے چپکی ہوئی وہ نالی ہے جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو موٹی شہ رگیں جو ان دونوں کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار میں سے تین رگیں کٹ جائیں تب بھی ذبح درست ہے، اُس کا کھانا حلال ہے اور اگر صرف دو کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا، اُس کا کھانا درست نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:2/ 255)

ذبح کرنے کا طریقہ:

ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا رُخ قبلہ کی طرف کرکے لٹائے، اُس کے بعد یہ دعاء پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ۔ اُس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرْ پڑھ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ

پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِكَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ۔ (تسہیل بہشتی زیور:2/ 260)

بوقتِ ذبح تسمیہ اور تکبیر کا حکم:

تکبیر: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ذبح کے وقت تکبیر کہنا مستحب ہے، واجب نہیں۔(مرقاۃ:3/1078)

تسمیہ: تسمیہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ ضروری ہے کہ نہیں۔

- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: ذبح کرتے وقت تسمیہ پڑھنا سنّت ہے ضروری نہیں، چنانچہ بغیر تسمیہ کے بھی جانور حلال ہو جائے گا، البتہ تسمیہ کو ترک کرنا مکروہ ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: تسمیہ شرط یعنی ضروری ہے، چنانچہ عمداً ترک کرنے کی صورت میں جانور حرام ہو جائے گا، اصحابِ ظوہر کے نزدیک بھی ضروری ہے لیکن وہ نسیان کی صورت میں بھی ترکِ تسمیہ سے جانور کو حرام قرار دیتے ہیں۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ:4/2769)

متروک التسمیۃ کی حلت وحرمت کی تفصیل:

یعنی جس جانور کو ذبح کرتے ہوئے جان بوجھ کر یا بھولے سے تسمیہ چھوڑ دیا ہو وہ حلال ہوتا ہے یا حرام، اِس میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

- اصحابِ ظواہر: جان کر ترک کیا جائے یا بھولے سے ہر صورت میں حرام ہے۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: جان کر ترک کیا جائے یا بھولے سے ہر صورت میں حلال ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: جان بوجھ کر ترک کرنے سے حرام اور بھولے سے ترک کرنے سے حلال ہے۔

فائدہ: مذکورہ تفصیل ذکاۃ اختیاریہ اور اضطراریہ یعنی ذبیحہ، اضحیہ اور صید (شکار) سب میں یکساں ہے، البتہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شکار کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ متروک التسمیۃ صید، خواہ عمداً ہو یا نسیاناً، دونوں صورتوں میں حرام ہے۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ:4/2769) (البنایہ:11/535)

تنبیہ: صاحبِ ہدایہ نے جو اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک "لَاتُؤکَلُ فِي الْوَجْهَيْنِ" نقل کیا ہے وہ درست نہیں، یہ مسلک اصحابِ ظواہر کا ہے، اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی جمہور کے مطابق ہے، یعنی جان کر ترک کرنے سے حرام اور بھولے سے ترک ہو جانے کی صورت میں جانور حلال ہوتا ہے۔(الدر المختار:6/299)

بوقتِ ذبح درود پڑھنا:

جانور کو ذبح کرتے ہوئے درود شریف پڑھنا سنّت ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: ذبح کرتے ہوئے درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: بوقتِ ذبح درود پڑھنا مکروہ ہے۔(مرقاۃ:3/1078)(مرعاۃ المفاتیح:5/74)

ذبیحہ پر رحم وشفقت اور قربانی کے سنن وآداب سے متعلّق احادیثِ طیّبہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان لازم کیا ہے، لہٰذا جب تم (کسی کو حد یا قصاص میں) قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اور تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنی چھری تیز کرلے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا قَالَ غَيْرُ مُسْلِمٍ يَقُولُ: «فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ» وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ۔(ابوداؤد:2815)

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ بکری کو پاؤں سے پکڑ کر کھینچ کر ذبح کرنے کیلئے لے جارہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو! اسے اس کی موت کی جانب نہایت اچھے طریقے سے چلا کر لے جاؤ۔رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلًا يَسْحَبُ شَاةً بِرِجْلِهَا لِيَذْبَحهَا، فَقَالَ لَهُ: «وَيْلَكَ قُدْهَا إِلَى الْمَوْتِ قَوْدًا جَمِيلًا۔(مصنّف عبد الرّزاق:8605)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی چھری تیز کرے تو اِس طرح تیز نہ کرے کہ بکری دیکھ رہی ہو ۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ:إِذَا أَحَدَّ أَحَدُكُمُ الشَّفْرَةَ فَلَا يُحِدَّهَا، وَالشَّاةُ تَنْظُرُ إِلَيْهِ۔(مصنّف عبد الرّزاق:8606)

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے بکری کو لٹا کر اپنے پاؤں اُس کی گردن پر رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُسے دیکھا تو فرمایا: تیری ہلاکت ہو! تم یہ چاہتے ہو کہ اسے کئی موت دے کر مارو، کیا تم اسے لٹانے سے پہلے چھری تیز نہیں کرسکتے تھے؟۔عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا أَضْجَعَ شَاةً فَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِهَا، وَهُوَ يُحِدُّ شَفْرَتَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَيْلَكَ أَرَدْتَ أَنْ تُمِيتَهَا مَوْتَاتٍ هَلَّا أَحْدَدْتَ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تُضْجِعَهَا۔(مصنّف عبد الرّزاق:8608)

حضرت صفوان بن سُلیم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اِس بات سے منع فرمایا کرتے تھے کہ کسی بکری کو دوسری بکری کے قریب ذبح کیا جائے۔كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْهَى أَنْ تُذْبَحَ الشَّاةُ عِنْدَ الشَّاةِ۔(مصنّف عبد الرّزاق:8610)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چھری تیز کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اِس بات کا حکم دیا ہے کہ اُسے جانوروں سے چھپایا جائے، پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو اُسے چاہیئے کہ جلدی ذبح کردے۔أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِّ الشِّفَارِ، وَأَنْ تُوَارَى عَنِ الْبَهَائِمِ ، ثُمَّ قَالَ:إِذَا ذَبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجْهِزْ۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:19139)

ایک شخص بکری پکڑے ہوئے چھری تیز کر رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اُسے ایک دُرّہ لگایا اور فرمایا: کیا تم ایک روح (جاندار) کو عذاب دے رہے ہو، کیا یہ کام تم پہلے سے نہیں کرسکتے تھے؟۔أَنَّ رَجُلًا حَدَّ شَفْرَةً وَأَخَذَ شَاةً لِيَذْبَحَهَا ، فَضَرَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالدِّرَّةِ وَقَالَ: أَتُعَذِّبُ الرُّوحَ؟ أَلَا فَعَلْتَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَأْخُذَهَا۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:19142)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کرتے تھے وہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّهُ كَانَ «يَأْمُرُ بَنَاتِهِ أَنْ يَذْبَحْنَ، نَسَائِكَهُنَّ بِأَيْدِيهِنَّ»۔(مصنّف عبدالرزاق:8169)

ذبح کے مستحبات:

1. اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا، ورنہ کم از کم ذبح کے وقت موجود ہونا۔(ہدایۃ:4،مایستحب فی الاُضحیۃ)
2. لوہے کی بنی ہوئی کوئی تیز دھار چیز استعمال کرنا۔ جیسے: چھری، چاقو، وغیرہ۔(ہندیہ:5/287)
3. جانور کو لٹانے سے پہلے چھری کو تیز کرلینا۔(الدر المختار:6/296)
4. اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا اور دوسرے جانوروں کو لٹا کر ذبح کرنا۔(ہندیہ:5/287)
5. حلقوم کی جانب سے ذبح کرنا۔(ہندیہ:5/287)

6. گردن کی ساری رگوں (سانس اور غذا کی نالی اور دو خون کی رگیں) کو کاٹنا۔(ہندیہ:5/287)

7. سر کو الگ کیے بغیر صرف رگوں کے کاٹنے پر اکتفا کرنا۔(ہندیہ:5/287)

8. بوقتِ ذبح جانور کے دائیں پہلو پر پاؤں رکھنا۔(فتح الباری:10/18)

9. بائیں پہلو پر لٹانا۔(فتح الباری:10/18)

10. قبلہ رُخ لٹانا۔(البنایہ:11/565)

11. قبلہ رُخ کرتے ہوئے یہ دعاء پڑھنا۔«إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي، وَنُسُكِي، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ، وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ»۔(ابن ماجہ:3121)

12. بائیں ہاتھ سے سر پکڑنا اور دائیں ہاتھ سے ذبح کرنا۔(فتح الباری:10/18)

13. تسمیہ کے ساتھ تکبیر بھی کہنا۔(فتح الباری:10/18)

14. ذبح کے بعد کھال وغیرہ اتارنے میں ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا۔(ہندیہ:5/300)

15. جانور کو بلاضرورت اضافی تکلیف پہنچانے سے بچنا۔(البنایہ:11/564)

ذبح کے وقت کے مکروہ کام :

جانور کو ذبح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مکروہ اور ناپسندیدہ کاموں سے اجتناب کرنا چاہیئے:

1. جانور کے سامنے چھری تیز کرنا۔(عالمگیری:5/287)

2. جانور کو گھسیٹ کر مذبح لے جانا۔(شامیہ :6/296)

3. لٹادینے کے بعد ذبح میں تاخیر کرنا۔(شامیہ :296/6)

4. چُھری کا کند ہونا۔(شامیہ :296/6)

5. جانور کو قبلہ رُخ نہ کرنا۔(شامیہ :296/6)

6. کسی عیسائی وغیرہ سے ذبح کروانا۔(البنایہ:58/12)

7. گدی کی طرف سے ذبح کرنا۔(عالمگیری:287/5)

8. ذبح میں بے جا سختی کرنا۔(عالمگیری:287/5)

9. چار میں سے بعض رگوں کو نہ کاٹنا۔(عالمگیری:287/5)

10. ٹھنڈا ہونے سے قبل کھال یا سر جدا کرنا۔(شامیہ :296/6)

11. بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا خلاف سنت ہے، بغیر عذر کے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔(آپ کے مسائل:202/4)

ذبح کون کون کر سکتا ہے:

کوئی بھی مسلمان یا کتابی جبکہ وہ اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو، ذبح کر سکتا ہے، البتہ کسی کتابی سے ذبح کروانا مکروہ ہے عورت بھی اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتی ہو تو کر سکتی ہے۔(البنایہ:58/12)

کس کا ذبح کرنا بہتر ہے :

بہتر یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، خود نہ جانتا ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے، البتہ قربانی ہوتے ہوئے جانور کے پاس موجود ہونا بہتر ہے۔ عورت اگر پردہ کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہو سکتی تو کوئی حرج نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:261/2)

کتابی سے ذبح کروانا:

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: کتابی کے ذبح کرنے سے ذبیحہ تو حلال ہو جاتا ہے، لیکن قربانی نہیں ہوتی، یعنی گوشت تو حرام نہیں، وہ کھایا جائے گا، لیکن قربانی درست نہیں۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: مکروہ ہے، لیکن قربانی ہو جائے گی۔(البنایہ:12/58)(الفقہ علی المذاہب:1/648)

ذبح کرنے میں قربانی کے جانور کی جگہ کا اعتبار ہے :

قربانی کا جانور جس جگہ ہو ذبح کرنے میں اُس جگہ کا اعتبار ہوتا ہے، چنانچہ قربانی کرنے والا اگر شہر میں ہو اور وہ اپنا قربانی کا جانور ایسے گاؤں میں بھیج دے جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، اور وہاں صبح صادق کے بعد عید کی نماز سے پہلے اس کی قربانی کا جانور ذبح کر دیا جائے تو اُس شہر والے کی قربانی صحیح ہو جائے گی، اِس لئے کہ جانور جس جگہ پر موجود ہے وہاں عید کی نماز نہیں ہے۔اِسی طرح اگر اس کے برعکس صورت ہو، مثلاً: قربانی کرنے والا گاؤں دیہات میں ہو جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو اور وہ اپنی قربانی کا جانور شہر میں ذبح کروائے تو شہر میں جانور کو عید کی نماز کے بعد ہی ذبح کروایا جائے گا، کیونکہ جانور شہر میں موجود ہے اور شہر میں عید کی نماز سے پہلے قربانی درست نہیں۔(فتاوی رحیمیہ:10/40)

کیا اونٹ کا نحر اور بقر و غنم کا ذبح ضروری ہے؟

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: ضروری ہے، چنانچہ اس کے برعکس کرنے سے جانور حلال نہیں ہو گا۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: گائے کو ذبح کرنا اور اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے، ضروری نہیں، پس اگر اس کے برعکس بھی کیا جائے تب بھی جانور حلال ہو جائے گا۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/656)

رات کو ذبح کرنا:

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: درست نہیں، اس سے قربانی صحیح نہ ہو گی۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: رات کو جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/648)

مسئلہ ذکاۃ الجنین:

یعنی قربانی کے جانور کے پیٹ میں بچہ ہو اور وہ ذبح سے پہلے یا بعد میں نکلے تو اس کی کئی صورتیں ہیں:

1. قبل الذبح زندہ نکلے۔ ذبح کیے بغیر نہیں کھایا جائے گا۔
2. قبل الذبح مردہ نکلے۔ بالاتفاق نہیں کھایا جائے گا۔
3. بعد الذبح زندہ نکلے۔ بالاتفاق ذبح کرنا ضروری ہے۔
4. بعد الذبح مردہ نکلے اور ناقص الخلقت یعنی "مضغہ" ہو۔ بالاتفاق نہیں کھایا جائے گا۔
5. بعد الذبح مردہ نکلے اور تام الخلقت ہو۔ یہ صورت مختلف فیہ ہے:

- امام ابو حنیفہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہما: نہیں کھایا جائے گا، یعنی ذکاۃ الام ذکاۃ الجنین نہیں ہو گی۔
- ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم: کھایا جائے گا، یعنی ذکاۃ الام سے ہی بچے کی ذکاۃ ہو جائے گی۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ:4/2779)(بدائع الصنائع:5/42)(تبیین الحقائق:5/293)

فائدہ: پہلی صورت میں یعنی ذبح کرنے سے پہلے اگر بچہ زندہ نکلے اور اُس کو ذبح نہ کیا جائے، یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے تو اگلے سالوں میں اُس کو واجب قربانی میں استعمال نہیں کیا جاسکتا۔فإن ترك الولد إلى العام القابل وضحاه عن السنة القابلة لا يجوز۔(قاضی خان:3/208)(فتاوی رحیمیہ:10/43،27)

ذبح کے بعد سے متعلّق مسائل:

جانور کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے:

کھال اتارنے، گوشت بنانے یا سر کو الگ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے، کم از کم اتنا انتظار ہو کہ جان نکل جائے اور اعضاء کی حرکت بند ہو جائے۔(بدائع الصنائع:5/80) نیز اس حالت میں جانور کے ہاتھ پاؤں توڑنا یا کاٹنا سب مکروہ ہے۔کیونکہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے یہ تمام کام بلاضرورت جانور کی اضافی تکلیف کا باعث ہیں، جن سے احتراز ضروری ہے۔

کھال کے احکام:

(1)— کھال کو صدقہ کردے۔(ہدایہ: کتاب الاضحیۃ)

(2)— کھال کو دباغت کے بعد کوئی چیز بنا کر خود استعمال کیا جاسکتا ہے۔(ایضاً)

(3)— یہ بھی جائز ہے کہ کھال کسی غنی یا سید کو ہبہ میں دیدی جائے۔(احسن الفتاوی:7/486)

(4)— دائمی استعمال کی کسی چیز سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔(ایضاً)

(5)— فروخت کردی تو قیمت کا مصرف زکوۃ میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔(ایضاً)

(6)— مدارس اسلامیہ اور دین کی نشر واِشاعت کے ادارے اِن کھالوں کے بہترین مصرف ہیں، اِس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علمِ دین کی خدمت بھی۔

جانور کی کیا کیا چیزیں کھانا حرام ہیں؟

سات چیزیں حلال جانوروں میں حرام ہیں، باقی سب حلال ہیں: (1) بہتا خون۔ (2) نَر کی پیشاب گاہ۔ (3) کپورے۔ (4) مادہ کی پیشاب گاہ۔ (5) غدود۔ (6) مثانہ۔ (7) پِتّا۔ (عالمگیری:5/290)

اوجھڑی جس سے بٹ بنایا جاتا ہے، جائز ہے کیونکہ اُس میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ (رحیمیہ:10/81)

گوشت کے مسائل

1. خود بھی کھایا جاسکتا ہے اور غرباء اغنیاء مسلمان اور کافر سب کو کھلایا جاسکتا ہے۔ (عالمگیری:5/300)
2. سارا گوشت خود استعمال کرنا یا سارا گوشت صدقہ کر دینا درست ہے۔ (شامیہ :6/328)
3. بہتر ہے کہ اُس کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ خود کھائیں، دوسرا فقرا کو اور تیسرا اقارب اور احباب کو کھلائیں۔ (ایضاً)
4. قربانی کے جانور کا گوشت قصائی کو اُس کی اجرت کے طور پر دینا یا بیچنا درست نہیں، اگر ایسا کیا تو قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری :5/301)
5. شادی وغیرہ کی تقریب میں مہمانوں کو بھی کھلایا جاسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل:4/208)
6. اپنے نوکر اور ملازم کو کھلایا جاسکتا ہے، تاہم اگر اُن کا کھانا بھی اُجرت میں طے شدہ ہو تو کھلانا درست نہیں، کیونکہ یہ بھی بیچنے کی ہی ایک شکل ہے، البتہ یہ کرسکتے ہیں کہ اُن کو اتنے دنوں کے کھانے کی قیمت دیدی جائے۔ (احسن الفتاوی:7/494)
7. نذر اور منت کی قربانی کا گوشت نہ خود کھاسکتے ہیں نہ کسی غنی کو کھلایا جاسکتا ہے۔ (شامیہ :6/327)

8. میت کی وصیت کردہ قربانی کا گوشت نہیں کھایا جاسکتا، فقراء پر صدقہ کردینا چاہیئے۔(شامیہ :6/327)

اشتراک فی الاضحیہ یعنی مشترکہ قربانی:

یعنی کئی لوگوں کا آپس میں مل کر قربانی کرنا "مشترکہ قربانی" کہلاتا ہے، اِس سے متعلّق تفصیل یہ ہے:

اشتراک فی الاضحیہ کی اقسام:

اشتراک کی دو قسمیں ہیں: (1) اشتراک فی الثمن۔ (2) اشتراک فی الثواب۔

- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: اشتراک فی الثواب جائز ہے، اشتراک فی الثمن درست نہیں۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: اشتراک فی الثمن اور اشتراک فی الثواب دونوں جائز ہیں، یعنی دوسروں کو ثواب میں بھی شریک کیا جاسکتا ہے اور ثمن میں بھی ۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/606)

مشترکہ قربانی کے جواز کی شرائط:

کئی لوگوں کا مل کر کسی جانور کا مشترکہ قربانی کرنا درست ہے البتہ اس کے جواز کی کچھ شرائط ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1. جانور چھوٹا نہ ہو۔یعنی بقر یا ابل ہو۔ (الجوہرۃ النیرۃ:2/187)
2. شرکت سات افراد سے زیادہ کی نہ ہو۔ (ایضاً)
3. کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔ (ایضاً)
4. کسی شریک کا ارادہ گوشت حاصل کرنے کا نہ ہو۔ (ایضاً)
5. کسی شریک کی کمائی حرام نہ ہو۔ (احسن الفتاوی:7/503)

6. کوئی شریک کافر نہ ہو۔ (ہدایہ، کتاب الاضحیۃ:4/447)

اونٹ میں کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟

- امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ: دس حصے ہو سکتے ہیں۔
- جمہور ائمہ کرام: بقر کی طرح اونٹ میں بھی سات ہی حصے ہوتے ہیں۔(مرقاۃ:3/1080)

اسحق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ کا اِستدلال اُس روایت سے ہے جس میں اونٹ کے دس اور گائے کے سات حصے ذکر کیے گئے ہیں، لیکن اس کا جواب جمہور علماء کرام یہ دیتے ہیں یہ حکم پہلے تھا، بعد میں منسوخ ہو چکا ہے۔إِنَّهُ مَنْسُوخٌ مِمَّا مَرَّ مِنْ قَوْلِهِ:الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ۔(مرقاۃ المفاتیح:3/1086)

شرکاء کا جہتِ قربت میں متحد ہونا:

- امام زفر رحمۃ اللہ علیہ: جہتِ قربت میں اتحاد شرط ہے، پس اگر جہتِ قربت ہی مختلف ہو، مثلاً: سات شرکاء میں سے ایک شخص عقیقہ اور دوسرا قربانی کر رہا ہو تو چونکہ قربت و ثواب کی جہت مختلف ہے لہٰذا قربانی درست نہیں ہو گی۔
- جمہور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم: جہتِ قربت ایک ہونا ضروری نہیں، مختلف جہات بھی جمع ہو سکتی ہیں۔ مثلاً: عقیقہ، اضحیہ، دمِ قران، دمِ تمتع، وغیرہ سب جمع ہو سکتے ہیں۔(البنایہ شرح الہدایہ:12/49)

کیا ایک جانور گھر بھر کی طرف سے کافی ہو سکتا ہے؟

اس پر جمہور کا اتفاق ہے کہ چھوٹے جانور(شاۃ، معز اور ضان) کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے، اور بڑے جانور(بقر و بعیر) کی قربانی سات افراد کی طرف سے ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ افراد کو شریک

نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب گھر کا سر پرست ایک ہی جانور خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، گھر بھر کے افراد کی طرف سے قربان کر رہا ہو تو کیا وہ سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے یا نہیں:

- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: چھوٹا جانور صرف ایک فرد کی طرف سے اور بڑا جانور سات افراد کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے، اس سے زیادہ افراد اگرچہ وہ گھر کے افراد ہی کیوں نہ ہوں، شریک نہیں کیے جاسکتے۔ ہاں! گھر بھر کے افراد کو ثواب میں شریک کیا جاسکتا ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: اگر گھر کا بڑا سرپرست اپنے گھر کے تمام افراد کی جانب سے قربانی کرے تو ایک ہی جانور خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، گھر کے تمام افراد کی طرف سے قربانی کی ادائیگی کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری:10/6) (الفقہ الاسلامی:4/2725) (مرعاۃ المفاتیح:5/77)

کب تک شریک کرسکتے ہیں؟

بہتر تو یہی ہے کہ قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے ہی یہ طے کر لیا جائے کہ کون کون اِس میں قربانی کے حصہ دار ہونگے۔ (شامیہ:6/317) اور اگر اُس وقت یہ کام نہ کر سکے یا طے تو کر لیا تھا لیکن خریدنے کے بعد کسی شریک کا حصہ تبدیل کیا جائے، مثلاً: زید کو نکال کر خالد کو لایا جائے تب بھی درست ہے، تاہم بلاضرورت ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ذبح ہو جانے کے بعد بالکل تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ (آپ کے مسائل:4/202)

خلاصہ یہ ہے کہ بڑے جانور میں کب تک کسی کو شریک کیا جاسکتا ہے، اِس کی تین صورتیں ہیں:

1. جانور خریدنے سے پہلے: بہتر یہی ہے کہ خریدنے سے پہلے ہی طے کر لیا جائے۔
2. جانور خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے: جائز ہے، شرکت ثابت ہو جائے گی۔

3. جانور کو ذبح کرنے کے بعد: جائز نہیں، اِس سے شرکت ثابت نہیں ہو گی۔

کسی شریک کا اپنے حصہ کی قیمت سے زیادہ دینا:

مشترکہ جانور میں کوئی شریک اگر اپنے حصے سے زیادہ قیمت دے سکتا ہے یا نہیں، اِس کی کئی صورتیں ہیں: (1) اگر اِس نیت سے ہو کہ میں اپنا حصہ کچھ زائد پیسے سے خریدتا ہوں تو جائز ہے۔(2) اگر یہ نیت ہو کہ میں دوسرے شرکاء کے ذمے کے کچھ پیسے اپنی طرف سے بخوشی ادا کرتا ہوں تب بھی جائز ہے۔(3) اگر یہ نیت ہو کہ میرا حصہ بقدر زائد پیسوں کے قربانی میں زیادہ ہو گا تو ناجائز ہے۔(امداد الاحکام:4/249)

مشترکہ قربانی کے گوشت کی تقسیم

شرکاء کے درمیان گوشت کو وزن کرکے تقسیم کرنا ضروری ہے، اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں ہے، ہاں! اگر ہر ایک کے حصہ میں سری، پائے، اور کلیجی میں سے کچھ کچھ رکھ دیا جائے تو جائز ہے۔ گھر کا مشترکہ جانور جس میں اپنا، بیوی کا اور اولاد کا حصہ رکھا گیا ہو اور سب کا کھانا ایک جگہ ہو تو تقسیم ضروری نہیں۔ اگر گوشت کی تقسیم سے پہلے ہی تمام شرکاء دلی رضامندی کے ساتھ کسی کو گوشت دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔(شامیہ:6/317)(احسن الفتاوی:7/503)

شرکاء کی نیتوں کا مختلف ہونا:

نیتوں کے مختلف ہونے سے قربانی پر کوئی فرق نہیں پڑتا، بس شرط یہ ہے کہ ہر شریک کی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو، چنانچہ: بعض کی نیت واجب قربانی اور بعض کی نفل کی ہو، بعض کی نیت قربانی اور بعض کی عقیقے کی ہو، یا بعض کی نیت قربانی اور بعض کی ولیمے کی دعوت کرنے کی نیت ہو، اِن تمام صورتوں

میں قربانی صحیح ہو جائے گی۔البتہ بعض کی نیت صرف گوشت حاصل کرنے کی ہو تو اِس سے کسی بھی شریک کی قربانی نہ ہوگی۔(عالمگیری:۵/۳۰۴)اگر کسی شریک کی نیت گزشتہ سال کی رہی ہوئی قربانی کی قضاء کرنے کی ہو تواُس کی طرف سے نفلی قربانی ہوگی، قضاء نہیں ہوگی۔قضاء کے لئے اُسے متوسط بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا ہی ضروری ہو گا،باقی شرکاء کی واجب قربانی ہو جائے گی۔(عالمگیری:5/304)

تضحیہ عن الغیر:

دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے، البتہ اس کیلئے ضروری ہے کہ اُس نے وکیل بنایا ہو، یا اُس سے اجازت لے لی گئی ہو، یا کم از کم قربانی سے پہلے اُسے بتادیا جائے۔بغیر بتائے قربانی کرنے کی صورت میں قربانی نہیں ہوتی۔البتہ چند صورتیں مستثنیٰ ہیں:

1. اگر نفلی طور پر دوسرے کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو تو جائز ہے۔
2. دوسرے کو محض ثواب پہنچانے کی نیت ہو۔
3. ایسے لوگوں کی طرف سے قربانی کی جائے جن کی طرف سے قربانی کرنے کا عام معمول ہوتا ہے، جیسے اولاد اور بیوی کی طرف سے، تو ایسے لوگوں کی طرف سے قربانی اُن کی اجازت اور اطلاع کے بغیر بھی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/541)

تضحیہ عن المیت:

میت کی جانب سے قربانی کی جاسکتی ہے۔جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی وصیت فرمائی تھی کہ ان کی طرف سے قربانی کیا کریں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس حکم کی تعمیل

کرتے تھے ۔عَنْ حَنَشٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ:إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ۔(ابوداؤد:2790)

مردہ کی طرف سے قربانی کی دوصورتیں ہیں:

1. میت نے وصیت کی ہو جس کی تعمیل میں قربانی کی جائے۔
2. بغیر وصیت کے میت کو ثواب پہنچانے کی غرض سے قربانی کی جائے۔

پہلی قسم کا حکم : یہ قربانی واجب ہے،اس لئے کہ وصیت کا نفاذ ضروری ہوتا ہے،البتہ یہ میت کے تہائی مال میں سے کی جائے گی۔اور اس کا گوشت واجب التصدق ہو گا،فقراء کو کھلایا جائے گا۔

دوسری قسم کا حکم : یہ نفلی قربانی ہے،میت کو اس کا ثواب مل جائے گا۔اور گوشت عام قربانی کی طرح خود بھی کھاسکتے ہیں۔(ردالمحتار:6/326)(کتاب الفتاوی:4/137)

اگر قربانی نہ کی جاسکی ہو اور ایّامِ اضحیہ گزر جائیں:

قربانی کے ایام گزر جائیں اور کسی بھی وجہ سے قربانی نہ کرسکے تو ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔اور اگر جانور خریدا ہوا ہے تو ایسا شخص جس پر قربانی لازم نہ تھی اور اُس نے قربانی کی نیت سے خریدا تھا تو اُس کے لئے اُسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔جبکہ مالدار شخص کو دونوں باتوں کا اختیار ہے،چاہے تو اُسی کو صدقہ کردے اور چاہے تو ایک بکری کی قیمت صدقہ کردے۔

اصل میں اِس مسئلے کی بنیادی طور پر تین صورتیں بنتی ہیں:

1. اگر نذر کی قربانی کا جانور ہو: تو بعینہٖ اُسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔

2. فقیر نے قربانی کی نیت سے خریدا ہو: تو بعینہٖ اُسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔

3. غنی نے خریدا ہو یا نہ خریدا ہو: بہر حال دونوں صورتوں میں ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہے۔(عالمگیری:5/296)(الدر المختار:6/320،321)

نوٹ: نادر یا فقیر یا اِسی طرح غنی شخص جس نے قربانی کا جانور خرید لیا تھا اور قربانی نہ کرسکا یہ سب اگر اُس جانور کو صدقہ کرنے کے بجائے ذبح کردیں تو گوشت کا صدقہ کرنا ضروری ہے، خود کھانا جائز نہیں، اگر کھائیں گے تو اُتنی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔(الدر المختار:6/321)

چھٹی فصل ـــــ ایّامِ تشریق کے فضائل، اعمال، مسائل اور فقہی ابحاث

ایّامِ تشریق اور اُن کی وجہ تسمیہ:

ایّامِ تشریق: ایّامِ تشریق عید الاضحیٰ سے ملے ہوئے تین دن ہیں، یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ۔

وجہ تسمیہ: ان کو "ایّام التشریق" اِس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ تشریق کا مطلب "گوشت کو خشک کرنے" کے آتے ہیں، یعنی گوشت کو دھوپ میں پھیلا دینا تاکہ وہ خشک ہوجائے، اور کیونکہ اِن ایّام میں منیٰ کے اندر گوشت کو سکھایا جاتا تھا اِس لئے ان ایّام کو ایّام التشریق کہا جاتا ہے۔ بعض نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ ان ایّامِ تشریق میں جو قربانی کے دن ہیں ان میں ہدی اور قربانی کے جانوروں کو سورج نکلنے کے بعد ذبح کیا جاتا ہے اِس لئے ان کو ایّام التشریق کہا جاتا ہے۔(النہایۃ لابن الأثیر:2/464)

ایام تشریق کے فضائل:

ایّامِ تشریق سال کے مبارک ایّام ہیں ، اِن ایّام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عظمت اور فضیلت بخشی ہے ، احادیثِ طیبہ کی روشنی میں اِن ایّام کے چند فضائل ملاحظہ فرمائیں:

1. ایّامِ تشریق مسلمانوں کیلئے عید کے ایّام ہیں۔(ترمذی:773)
2. ایّامِ تشریق کھانے پینے کے اور ضیافت کے ایّام ہیں، ان میں روزہ رکھنا بھی جائز نہیں۔(مسلم:1141)
3. ایّامِ تشریق ذکرِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرنے کے ایّام ہیں۔(البقرۃ:203)(مستدرک حاکم:1588)

ایام تشریق کے اعمال :

ایّامِ تشریق چونکہ بابرکت اور عظیم ایّام ہیں لہٰذا ان ایّام کو بڑے اہتمام اور رجوع الی اللہ کے ساتھ گزارنا چاہیئے، اور اِس کیلئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ سنت کے مطابق جو اعمال اِن ایّام میں مسنون اور منقول ہیں اُن کو سیکھا اور سمجھا جائے اور ان ایّام میں اُن پر عمل کیا جائے تاکہ اِن مبارک ایّام کی برکتوں کو زیادہ سے زیادہ سمیٹا جاسکے۔ ذیل میں وہ اعمال ذکر کیے جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

پہلا عمل: کھانے پینے کا اہتمام:

حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: ایام تشریق کھانے پینے کے ایام ہیں۔أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ۔(مسلم:1141)اِن دنوں میں اللہ تعالی کی طرف سے اپنے بندوں کی ضیافت کا انتظام ہوتا ہے، اِسی لئے اِن ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔(مرقاۃ المفاتیح:4/1417)

حضرت یوسف بن مسعود بن حکم انصاری زرقی فرماتے ہیں کہ اُن کی دادی نے اُن سے یہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اُنہوں نے منی میں ایک سوار کو دیکھا کہ جو بآوازِ بلند اعلان کررہا تھا کہ: ”أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَنِسَاءٍ وَبِعَالٍ وَذِكْرِ اللهِ تَعَالَى“ اے لوگو! یہ کھانے پینے اور شوہروں اور عورتوں (یعنی جماع) کے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔ راویہ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:8463)

دوسرا عمل: ذکر کی کثرت کرنا:

اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو گنتی کے چند دنوں یعنی تشریق کے تین دنوں میں خوب یاد کرو۔ ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ﴾۔(البقرۃ مع جلالین:الآیۃ:203) اِن ایام میں ذکر کی کثرت کا حکم ہے، چنانچہ اِسی لئے لوگ ہر نماز کے بعد، جمرات کی رمی کے وقت، اور قربانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تکبیر بیان کرتے ہیں۔(بیضاوی:1/132)

احادیث میں ایام تشریق کو ”ذکر کے ایام“ بھی کہا گیا ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: ایام تشریق روزے کے ایام نہیں ہیں، کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ایام ہیں۔إِنَّهَا لَيْسَتْ أَيَّامُ صِيَامٍ إِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ۔(مستدرک حاکم:1588)

تیسرا عمل: نمازوں کے علاوہ بھی چلتے پھرتے تکبیر کی کثرت کرنا:

بخاری شریف میں تعلیقاً مروی ہے کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اِن ایام تشریق میں مِنی میں، نمازوں کے بعد، اپنے بستر پر، اپنے خیمہ میں، عام مجلس میں اور راستہ چلتے ہوئے (غرض ہر حالت میں) تکبیر کہا کرتے

تھے۔وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الأَيَّامَ، وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى فِرَاشِهِ وَفِي فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ، وَمَمْشَاهُ تِلْكَ الأَيَّامَ جَمِيعًا۔(بخاری:باب التکبیر ایام منی)

مذکورہ اثر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر تشریق صرف نمازوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام احوال پر مشتمل ہے ۔(فتح الباری:2/462)

چوتھا عمل: ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا:

حضرت علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن فجر کی نماز سے تکبیر کہنا شروع فرماتے تھے اور ایام تشریق(تیرہ ذی الحجہ) کے آخری دن عصر کی نماز تک کہہ کر بند کردیا کرتے تھے۔وَكَانَ يُكَبِّرُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، وَيَقْطَعُهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ آخِرَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ۔(مستدرک حاکم:1111)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے ایام تشریق(تیرہ ذی الحجہ) کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر کہا کرتے تھے۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ۔(مستدرک حاکم:1114)

تکبیر تشریق کے مسائل:

(1)— تکبیر تشریق واجب ہے۔(شامی:2/177)

(2)— طریقہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھے جائیں گے:

اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ۔(الدر المختار:2/178)

(3)— تکبیرِ تشریق ایک ہی مرتبہ کہنا چاہیئے، اس سے زیادہ کہنا درست نہیں، فقہاء کرام نے خلافِ سنّت ذکر کیا ہے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:5/156)(مجمع الانہر:1/176)

(4)— تکبیرِ تشریق سنت، نفل، وتر نماز جنازہ کے بعد پڑھنا واجب نہیں۔ عید الاضحیٰ کی نماز اگرچہ واجب ہے لیکن چونکہ جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور امت کا اِس پر تعامل بھی ہے اِس لئے اُس کے بعد بھی تکبیر پڑھی جائے گی۔(شامیہ :2/179،180)

(5)— عرفہ کے دن 9 ذی الحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیر تشریق پڑھی جائے گی۔(شامیہ :2/180)

(6)— تکبیر تشریق فرض نماز کے فوراً بعد وقفہ کیے بغیر پڑھی جائے گی۔(شامیہ :2/180)

(7)— اگر نماز کے بعد بات چیت یا ایسا کوئی کام کر لیا جس کے ساتھ نماز باقی نہ رہ سکتی ہو تو تکبیر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ وقت ختم ہو گیا۔(البحر الرائق:2/178)

(8)— امام اگر پڑھنا بھول بھی جائے تب بھی مقتدی پڑھیں گے۔(شامیہ :2/180)

(9)— تکبیر تشریق کی قضاء نہیں، لہٰذا کسی سے نماز کے بعد یہ تکبیر رہ جائے تو اُسے توبہ و استغفار کرنا چاہیئے، ان شاء اللہ توبہ کرنے سے اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔(فتاوی دار العلوم دیوبند:5/152)

(10)— مفتی بہ قول کے مطابق اِس حکم میں مقیم و مسافر، مرد و عورت، شہری و دیہاتی سب برابر ہیں، یعنی سب ہی کیلئے پڑھنے کا حکم ہے۔ البتہ عورت کے لئے شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ وہ نمازوں کے بعد تکبیر تشریق آہستہ آواز میں پڑھے۔(شامیہ :2/179)(مجمع الانہر:1/176)

(11)—اِمام کے ساتھ جماعت کی نماز میں خواہ شروع سے شریک ہوں یا بعد میں مسبوق کی حیثیت سے شامل ہوئے ہوں دونوں صورتوں میں یہ تکبیر لازم ہے۔(شامیہ :2/180)

(12)— نماز خواہ جماعت سے پڑھی جارہی ہو یا انفرادی طور پر، دونوں صورتوں میں تکبیر تشریق پڑھی جائے گی۔(شامی:2/180)

(13)— قضاء نمازوں میں تکبیر تشریق پڑھی جائے گی یا نہیں، اِس کی تفصیل یہ ہے:

1. غیر ایام تشریق کی فوت شدہ نماز ایام تشریق میں قضاء کی جائے۔ تکبیر نہیں پڑھیں گے۔
2. ایام تشریق کی فوت شدہ نماز غیر ایام تشریق میں قضاء کی جائے۔ تکبیر نہیں پڑھیں گے۔
3. ایام تشریق کی فوت شدہ نماز اگلے سال کے ایام تشریق میں قضاء کی جائے۔ تکبیر نہیں پڑھیں گے۔
4. ایام تشریق کی فوت شدہ نماز اُسی سال کے ایام تشریق میں قضاء کی جائے۔ تکبیر پڑھیں گے۔

ایّامِ تشریق سے متعلّق فقہی مسائل اور مباحث:

ایّامِ تشریق سے متعلّق چند اہم مسائل اور مباحثِ فقہیہ مندرجہ ذیل ہیں:

ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنا:

ایّامِ تشریق سال کے اُن پانچ ایّام میں سے ہے جن میں روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے، لہٰذا اِن ایّام میں روزہ رکھنا یا روزہ کی نذر ماننا درست نہیں، اگر کسی نے نذر مان لی تو اُس کیلئے پورا کرنا جائز نہیں، لیکن نذر کی وجہ سے روزے لازم ہو جائیں گے اور بعد میں کسی اور دن رکھنا ضروری ہو گا۔(البحر الرائق:2/318)

ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف :

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنا ممنوع ہے اور کسی کیلئے اس دن روزہ رکھنے کی رخصت نہیں، کیونکہ حدیث کے مطابق یہ کھانے پینے کے ایّام ہیں۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنا ممنوع ہے لیکن وہ قارن یا متمتّع جس کے پاس قربانی کیلئے جانور نہ ہو وہ اِن ایّام میں روزہ رکھ سکتا ہے۔(العَرف الشذی:2/191)(ترمذی:773)

حضرات احناف کی دلیل وہ احادیثِ ممانعت ہیں جن میں ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی کلی اور عمومی ممانعت ذکر کی گئی ہے، جبکہ ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے: تمتّع (اور قران) کرنے والے کو (جبکہ اُس کے پاس ہدی کیلئے جانور نہ ہو تو اُس کو) چاہیئے کہ عرفہ کے دن تک روزے رکھے، اگر ہدی بھی نہ ملے اور روزہ بھی نہ رکھ سکے تو اُسے چاہیئے منیٰ کے ایّام میں روزے رکھے۔الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ، صَامَ أَيَّامَ مِنًى۔(بخاری:1999)

ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنے کی کی نذر ماننا:

ایّامِ تشریق میں روزہ رکھنا جائز تو نہیں لیکن اگر کوئی اِن ایّام میں روزہ رکھنے کی نذر مان لے تو کیا یہ نذر صحیح ہوتی ہے؟ اور کیا اُس پر اِن کے علاوہ دوسرے ایّام میں روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے، اِس کی تفصیل یہ ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: نذر صحیح ہے لہٰذا روزہ تو لازم ہو گا لیکن دوسرے ایّام میں رکھنا ہو گا۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم نذر صحیح نہیں، لہٰذا روزہ لازم ہی نہ ہو گا۔(مرقاۃ المفاتیح:4/1417)

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایّامِ تشریق کے تیسرے دن یعنی تیرہ ذی الحجہ کو اگر کسی نے روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو تو روزہ رکھا جاسکتا ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/323)

ایّامِ تشریق میں عمرہ کرنے کی ممانعت:

ایّامِ تشریق میں عُمرہ کرنا مکروہ ہے، چنانچہ عرفہ ،یوم النحر اور تشریق کے تین دن، یہ سال کے وہ پانچ ایّام ہیں جن میں عمرہ کرنا مکروہ ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: عُمرہ کرنے کیلئے سارا وقت ہے ،سوائے عرفہ ،یوم النحر اور ایّامِ تشریق کے۔وَقْتُ الْعُمْرَةِ السَّنَةُ كُلُّهَا، إِلاَّ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ۔(بدائع الصنائع:2/227)

اگر کسی نے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اُس پر ضروری ہے کہ احرام اتارے اور عمرہ کو ترک کردے لیکن اُس پر احرام اتارنے کی وجہ سے دم لازم آئے گا اور بعد میں دوسرا عُمرہ کرنا ضروری ہو گا،اور اگر وہ احرام ہی کی حالت میں عمرہ کر آئے تو جو لازم ہوا تھا وہ اداء ہو جائے گا۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/322)

ایّامِ تشریق میں عمرہ کرنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف:

ایّامِ تشریق میں عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں اِس میں اختلاف ہے:

- احناف رحمہم اللہ: عمرہ کرنا درست نہیں، چنانچہ اگر احرام باندھ بھی لیا ہو تو اتارنا ضروری ہے۔
- ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ: ایّامِ تشریق میں عمرہ کرنا درست ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/322)

ایّامِ تشریق میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنا:

تشریق کے تینوں دنوں میں سے پہلے اور دوسرے دن یعنی گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے عید کے پہلے دن نماز نہ پڑھی گئی ہو تو مکروہ بھی نہ ہو گا، اور اگر بلا عُذر پہلے دن نہ پڑھی گئی ہو تو دوسرے تیسرے دن تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/323)

سال بھر کے روزے کی نذر میں ایّامِ تشریق داخل ہوں گے یا نہیں:

اگر کسی نے یوں نذر مانی کہ میں پورا سال روزہ رکھوں گا تو کیا ایّامِ تشریق بھی اُس نذر میں شامل ہوں گے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: داخل ہوں گے، لیکن اُن کی جگہ دوسرے ایّام میں روزہ رکھنا ضروری ہو گا۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: ایّامِ تشریق کے روزے نذر میں شامل ہی نہیں ہوں گے، یعنی اُن کی قضاء بھی لازم نہیں ہو گی۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/323)(البحر الرائق:2/318)

حجاج کرام کیلئے ایّامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہے؟

- احناف رحمۃ اللہ علیہم: حجاج کرام کیلئے منیٰ میں ایّامِ تشریق کی راتیں گزارنا واجب نہیں، لیکن سنّت ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرّمہ میں رات گزارنے کی رخصت دی تھی، اگر واجب ہوتا تو اِجازت مرحمت نہ فرماتے، لہٰذا منیٰ میں اگر رات نہ گزاری ہو تو کچھ لازم نہ ہو گا، لیکن ترکِ سنّت کی وجہ سے یہ فعل بُرا ہے، درست نہیں۔

- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: حجاج کرام کیلئے ایّامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہے ،اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرّمہ میں رات گزارنے کی رخصت دی تھی وہ "سقایہ" پانی پلانے کی خدمت کی وجہ سے دی تھی، لہٰذا دوسروں کیلئے اِجازت نہ ہو گی۔اور اگر کوئی ایک یا ایک سے زائد راتیں منی میں گزارنا ترک کردے تو اُس پر دم لازم آئے گا، اِس لئے کہ اُس نے واجب کو ترک کر دیا ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/323،324)

ایّامِ تشریق میں تکبیر کہنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف:

ایّامِ تشریق میں تکبیر کہی جائے گی یا نہیں،اِس میں اختلاف ہے:

- اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ایّامِ تشریق میں تکبیر نہیں جائے گی، تکبیرِ تشریق صرف دو دن کہی جائے گی،یعنی عرفہ کے دن کی صبح سے یوم النحر کی عصر نماز کے بعد تک تکبیر کہی جائے گی۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: تکبیر کہی جائے گی۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/325)(البنایۃ:3/125،126)

البتہ کب سے کب تک تکبیر کہیں گے،اِس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

ایّامِ تشریق میں تکبیر کب سے کب تک کہی جائے گی:

- اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: عرفہ کی صبح سے یوم النحر کی عصر نماز کے بعد تک تکبیر کہی جائے گی۔
- اِمام احمد اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم: عرفہ کی صبح سے ایّامِ تشریق کے آخری دن یعنی تیرہ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک تکبیر تشریق کہی جائے گی۔

- مالکیہ اور شوافع رحمۃ اللہ علیہم: یوم النحر کی ظہر سے لیکر ایّامِ تشریق کے آخری دن یعنی تیرہ ذی الحجہ کی صبح کی نماز تک تکبیر کہی جائے گی۔(البنایۃ:3/125،126)

ایّامِ تشریق میں تکبیر کہنے کا حکم:

ایّامِ تشریق میں تکبیر کہنا لازم ہے یا بہتر، اِس میں اختلاف ہے:

- شوافع اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: سنّت ہے۔
- مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم: مندوب ہے۔
- احناف رحمۃ اللہ علیہم: سنت اور وجوب دونوں طرح کا قول ہے ،البتہ راجح اور مشہور قول کے مطابق تکبیراتِ تشریق واجب ہیں۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/325)(عالمگیری:1/152)

تکبیراتِ تشریق کے کلمات:

تکبیرِ تشریق کے کلمات کیا ہیں، اِس میں اختلاف ہے:

- احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم:"اللَّهُ أَكْبَرُ،اللَّهُ أَكْبَرُ،لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ،اللَّهُ أَكْبَرُ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ" یعنی شروع میں " اللَّهُ أَكْبَرُ " دو مرتبہ کہا جائے گا۔
- مالکیہ اور شوافع رحمۃ اللہ علیہم:"اللَّهُ أَكْبَرُ،اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ،لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ،اللَّهُ أَكْبَرُ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ"یعنی شروع میں " اللَّهُ أَكْبَرُ "تین مرتبہ کہا جائے گا۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/325)

تکبیراتِ تشریق کتنی مرتبہ کہی جائیں گی:

- احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم: تکبیرِ تشریق صرف ایک مرتبہ کہی جائے گی۔

- اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ: اختیار ہے، دو یا تین مرتبہ بھی کہی جاسکتی ہے۔
- اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: تین مرتبہ تکبیر کہی جائے گی۔(البنایۃ:3/129)

قضاء نمازوں میں تکبیراتِ تشریق کہنا:

ایّامِ تشریق کی فوت شدہ نمازیں غیر ایّامِ تشریق میں قضاء کی جائیں تو بالاتفاق تکبیر نہیں کہی جائے گی، اور ایّامِ تشریق میں قضاء کی جائیں تو اِس کی دو صورتیں ہیں:

(1)—پہلی صورت: غیر ایّامِ تشریق کی فوت شدہ نمازیں ایّامِ تشریق میں قضاء کی جائیں تو:

- اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: تکبیر کہی جائے گی۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: تکبیر نہیں کہی جائے گی۔

(2)—دوسری صورت: ایّامِ تشریق کی فوت شدہ نمازیں ایّامِ تشریق ہی میں قضاء کی جائیں تو:

- اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ: تکبیر نہیں کہی جائے گی۔
- ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم: تکبیر کہی جائے گی۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/325)

خلاصہ: یہ ہے کہ

- اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ: قضاء نمازوں میں مطلقاً تکبیر نہیں کہی جائے گی، خواہ کوئی بھی صورت ہو۔
- اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ: ایّامِ تشریق میں پڑھی جانے والی قضاء نمازوں میں مطلقاً تکبیر کہی جائے گی۔
- احناف وشوافع رحمۃ اللہ علیہم: ایّامِ تشریق کی فوت شدہ نمازیں ایّامِ تشریق ہی میں قضاء کی جائیں تو تکبیر کہی جائے گی، ورنہ نہیں۔(تلخیص وترتیب از مرتب)